297.9921
م 28 خلى
35560

تیرے خُلق کو حق نے عظیم کہا تیری خَلق کو حق نے جمیل کیا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شہا تیرے خالقِ حسن و ادا کی قسم

اِنَّکَ لَعَلٰی

خُلُقٍ عَظِیْم

ہومیو ڈاکٹر خلیل احمد قادری ایم بی ایچ ایس

مدینہ منزل ۶۷۹-A بلاک ایل اسٹریٹ نمبر ۱ شارع جہانگیر فلیٹ

نارتھ ناظم آباد کراچی

Marfat.com

نام کتاب ـــــ خلقِ عظیم

نام مؤلف ـــــ ڈاکٹر خلیل احمد قادری

کتابت ـــــ تنویر الکتابت اینڈ پرنٹنگ پوائنٹ کراچی

تزئین و پیسٹنگ ـــــ شفاعت الرسول بھٹی

پروف ریڈنگ ـــــ ڈاکٹر تنظیمہ ثروت

ناشر ـــــ محمد سعید الحسنین قریشی قادری

ہدیہ ـــــ ۵۰ روپے

اشاعتِ اوّل ـــــ ربیع الاوّل ۱۴۱۲ھ

مطابق اکتوبر ۱۹۹۱ء

ناشر

محمد سعید الحسنین قریشی قادری

۱۰۲/ ایف جہانگیر روڈ ویسٹ، کراچی کوڈ نمبر ۷۴۸۰۰

فون نمبر: ـ ۴۲۹۲۰۱

Marfat.com

فہرست

مضامین	صفحہ نمبر
انتساب	۷
حمد باری تعالیٰ	۸
نعت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم	۹
شجرہ عالیہ قادریہ عزیزیہ حیدریہ	۱۱
پیش لفظ	۱۳
باب اوّل۔ عقائد و مسائل	۲۱
عقائد متعلقہ ذات و صفاتِ الٰہی جلّ جلالہٗ	۲۱
عقائد متعلقہ نبوّت	۲۳
کلمہ کفر کے متعلق اکیس ۲۱ اہم مسائل	۲۵
باب دوئم۔ اسوۂ حسنہ	۳۰
آپس میں میل جول رکھنے۔ کنبہ داروں سے صلہ رحمی و نیک برتاؤ کرنیکا بیان	۳۰
عیادت و تعزیت کا بیان	۳۵
سلام کرنے اور جوابِ سلام دینے کا بیان	۳۷
مجالس و محافل کا بیان	۴۲
خط و کتابت کا بیان	۴۴
دعوت و ضیافت کا بیان	۴۶
مہمان نوازی کا بیان	۴۹
کھانے پینے کا بیان	۵۲
کپڑے وغیرہ پہننے کا بیان	۵۹

Marfat.com

مضامین	صفحہ نمبر
سر میں تیل ڈالنے، کنگھا کرنے، حجامت بنوانے، سرمہ لگانے، خوشبو لگانے	۶۴
خضاب لگانے، ناخن کتروانے، موئے زہار لینے کا بیان	″
چھینکنے اور ڈکار، جماہی لینے کا بیان	۶۸
سونے جاگنے کا بیان	۷۰
پاخانہ پیشاب پھرنے کا بیان	۷۲
لیٹنے بیٹھنے، چلنے پھرنے، جانے آنے کا بیان	۷۶
بقاء نسل اور تربیتِ اولاد کا بیان	۷۸
متفرق باتوں کا بیان	۸۸
باب سوئم ۔ خُلُقِ عظیم	۹۱
فضیلتِ حُسنِ خلق	۹۱
اخلاق حمیدہ	۹۵
شانِ حلم وعفو	۹۷
شہنشاہِ دوعالم کا دربارِ عام	۱۱۱
تمام رات ایک ہی آیت کی تلاوت۔ حق شفاعت عطا ہونا	۱۱۲
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تبلیغی خطوط	۱۱۳
شیطان نے چار مرتبہ فریاد کی	۱۲۷
حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے اور آسمانوں میں اذان میں آپکا نام	۱۲۸
نماز کے بعد مصافحہ و اکابرین کی دست بوسی کا حکم	۱۲۹
باب چہارم ۔ تخلیق کائنات	۱۳۰
آسمانوں کا ذکر	۱۳۰
عرش و کرسی فرشتگانِ مقرب رزق و توکل	۱۳۳

Marfat.com

مضامین	صفحہ نمبر
لاحَولَ وَلاقُوَّۃَ اِلاَّ بِاللّٰہ کی ایک قوت۔	۱۳۵
رفتار جبرئیل علیہ السلام	۱۳۶
صلوٰۃ ملائکہ و تسبیح خلائق۔	۱۳۷
باب پنجم۔ ترکِ دنیا و مذمت دنیا۔	۱۳۸
حضرت آدم علیہ السلام کی حیرانی و سرگردانی۔	۱۴۰
دنیا کے دلدادہ اعمال حسنہ کے باوجود جہنمی ہوں گے۔	۱۴۰
دنیا کی محبت سب سے بڑا گناہ ہے۔	۱۴۱
بے گور و کفن نعشیں	۱۴۱
عقوبت علماءِ سُو	۱۴۳
حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اقوال	۱۴۵
باب ششم۔ عجائب القرآن	۱۴۶
ہاروت و ماروت	۱۴۶
تابوت سکینہ	۱۵۰
دوڑنے والا پتھر	۱۵۳
عصا مارنے سے چشمے جاری ہو گئے	۱۵۵
سامری کا بچھڑا	۱۵۷
زبان لٹک کر سینے تک آگئی۔	۱۶۰
چار مہینے کے بچّے کی گواہی	۱۶۴
انشاء اللہ چھوڑنے کا نقصان	۱۶۷
ذوالقرنین اور یاجوج ماجوج	۱۶۸
اصحابِ کہف	۱۷۳
حضرت خضر علیہ السلام کا تعارف	۱۷۹

Marfat.com

مضامین	صفحہ نمبر
حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی	۱۸۰
اصحاب الاخدود کے مظالم	۱۸۳
حضرت ادریس علیہ السلام	۱۸۶
حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں	۱۸۸
حضرت شمعون علیہ السلام	۱۹۲
حضرت یحیٰ علیہ السلام	۱۹۶
حضرت دانیال علیہ السلام کی تدفین	۱۹۸
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شادی اور دعوتِ ولیمہ	۱۹۹
دو قابلِ عبرت اور دو صاحبِ عترت عورتیں	۲۰۰
ابو لہب کی بیوی کو رسول نظر نہ آئے	۲۰۲
باب ہفتم ۔ غیبی فرمانِ نبوی	۲۰۴
اُمّت کے وہ احوال جو آپ کے فرمان کے مطابق پورے ہوئے	۲۰۴
علاماتِ قیامت کی خبر	۲۱۲
چہل حدیث مع منظوم ترجمہ	۲۱۸
خاتمہ	۲۴۰
صرف پندرہ منٹ میں نو قرآن پاک اور ایک ہزار آیات پڑھنے	۲۴۰
کا ثواب حاصل کریں	″
اوراد و وظائف	۲۴۲
سلام علیٰ خیر الانام (محمد حنیف اسعدی)	۲۴۳

Marfat.com

اِنتساب

میں اپنی اس کتاب "خُلُقِ عظیم" کو اپنے پیر و مُرشد ہادیِ طریقت و شریعت خادم الفقراء قطب الاقطاب زُبدۃ العارفین سیّد السالکین قبلہ و کعبہ السید زین الدین القادری بن السیّد علی حیدر القادری سجادہ نشین بارگاہ غوث الاعظم السید شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرُّہٗ بغداد شریف، کے نامِ نامی اسمِ گرامی سے منسوب کرتا ہوں۔ جن کی چشمِ کرم کے تصدّق سے مجھے یہ استطاعت نصیب ہوئی۔

گدائے غوث پاک

ڈاکٹر خلیل احمد قادری عفی عنہٗ
۲۱ ربیع الاوّل ۱۴۱۲ھ
مطابق ۲۳ ستمبر ۱۹۹۱ء بروز پیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمدِ باری تعالےٰ

یہ شمس و قمر یہ ارض و سما، سبحان اللہ سبحان اللہ
ہر رنگ میں تیرا ہے جلوہ، سبحان اللہ سبحان اللہ
عرشِ عالی، فرشِ خاکی، فردوس بریں پنہائے زمیں
یہ بھی تیرا، وہ بھی تیرا، سبحان اللہ سبحان اللہ
جلوے تیرے گلشن گلشن، سطوت تیری صحرا صحرا
رحمت تیری دریا دریا، سبحان اللہ سبحان اللہ
تیری قدرت کا شاہد ہے، تیری صنعت کا قائل ہے
قطرہ قطرہ، ذرّہ ذرّہ، سبحان اللہ سبحان اللہ
باطن بھی تو ظاہر بھی تو، اوّل بھی تو، آخر بھی تو
سب کا والی، سب کا مولا سبحان اللہ سبحان اللہ
قدرت والا تو ہے مطلق، عظمت والا تو برحق ہے
معبود نہیں کوئی تیرے سوا، سبحان اللہ سبحان اللہ
سیماب تیرا مسکین بندہ ہے طالب رحم و فضل و عطا
کہتا ہے یہی سجدے میں پڑا سبحان اللہ سبحان اللہ

خدا کا پیارا ہمارا محمد صلی اللہ علیہ وسلم

نہیں دردِ فرقت گوارا محمد
بلا لو مدینہ خدارا محمد

مدینہ میں پہنچوں تو جان و دل سے
کروں تمہارا پھر نظارا محمد

اُسی دم خدا بخش دے عاصیوں کو
تمہارا اگر ہو اشارہ محمد

قیامت کو لبیک لبیک ہو گی
کوئی اُمتی بھی گنہگارا محمد

ملائک کہیں گے ہمیں روزِ محشر
چلو ہم بتائیں تمہارا محمد

وہ خلقِ خدا کی شفاعت ہے کرنا
وہ منبر پہ بیٹھا تمہارا محمد

کھڑا پاس منبر کے رضواں کہے گا
نہ رہ جائے کوئی تمہارا محمد

خبر لیجیے جلد شاہِ مدینہ
کہ دُنیا سے خلیل سدھارا محمد

یہ قلب و جگر سوزِ ہجراں سے پھک کر
پگھل کر ہوئے پارہ پارہ محمد

بہت رنج و غم سے میں ہوں پریشاں
مرے سر پہ چلتا ہے آرا محمد

وہ روزِ جزا کا ہے مختار خلیل
خدا کا پیارا ہمارا محمد

Marfat.com

تمام عمر اسی میں تمام ہو جائے

زہے نصیب مدینہ مقام ہو جائے
درِ حبیب پہ اپنا سلام ہو جائے

تِری جنابِ مقدّس میں اے رسولِ کریم
قبول اپنا درود و سلام ہو جائے

مدینے جاؤں پھر آؤں مدینے پھر جاؤں
تمام عمر اسی میں تمام ہو جائے

بلا لو جلد مدینے یہ ہے امیر کو خوف
کہیں نہ عمرِ دو روزہ تمام ہو جائے

امیر مینائیؒ

Marfat.com

شجرہ عالیہ قادریہ

عزیزیہ حیدریہ

رحم کر یارب اپنی شانِ علا کے واسطے ۔۔۔ سرورِ عالم محمدؐ مصطفٰےؐ کے واسطے

میری ہر مشکل کو حل کر یا الٰہ العالمیں ۔۔۔ حضرت علیؓ مرتضٰے کے واسطے

سیّد الشہدا حسینؓ مجتبیٰ سبطِ نبیؐ ۔۔۔ قرۃ عین علیؓ مرتضیٰ کے واسطے

زینتِ کون و مکاں فرزندِ دلبند حسین ۔۔۔ یعنی زین العابدینؓ باصفا کے واسطے

ہم گنہگاروں پر ہر دم سایۂ رحمت رہے ۔۔۔ سیّد باقرؓ امام دوسرا کے واسطے

کر درِ عرفاں عنایت بحرِ عرفاں سے مجھے ۔۔۔ جعفر صادق یم فیض و عطا کے واسطے

موسیٰ کاظم کے لئے مجھ پر ہو رحمت کی نظر ۔۔۔ کیجئے یارب کرم موسیٰ رضا کے واسطے

نیک خوئی کر عطا دل معصیت سے پاک ہو ۔۔۔ حضرت معروف کرخی مقتدا کے واسطے

نعمتوں سے دین و دنیا کی مجھے کر سرفراز ۔۔۔ سری سقطی اور جنید اولیا کے واسطے

حضرت شبلی کی خاطر اور پئے عبد الوہاب ۔۔۔ فضل کر بوالفرح کے زہد و تقا کے واسطے

نورِ عرفاں سے منور کر میرا تاریک دل ۔۔۔ بوالحسن کے روئے پُرضیا کے واسطے

بہرہ ور مجھ کو سعادت مندیوں سے کیجئے ۔۔۔ بوسعید ماہ برجِ اتقیا کے واسطے

سیّدُ الثقلین عبد القادر محبوبِ حق ۔۔۔ غوث الاعظم تاجدارِ اولیاء کے واسطے

Marfat.com

نورِ چشم غوث الاعظم حضرت عبد العزیز
اور شیخ ہنّاک ذی جود و سخا کے واسطے

دل میرا عصیاں کی ہر آلودگی سے پاک ہو
پیر شمس الدّین شمس الاولیا کے واسطے

ہو شرف حاصل زیارت کا رسولِ پاک کی
شیخ شرف الدّین ماہِ اتقیا کے واسطے

شاہ زین الدّین کے خاطر مجھے رکھیے عزیز
اور ولی الدّین ولی باخدا کے واسطے

نور الدّین میں دیکھوں تجلّی نور کی
شیخ یحییٰ قادری صاحب ولا کے واسطے

حضرت بوبکر کی خاطر نگاہِ لطف کر
اور حسام الدّین پیر اصفیا کے واسطے

کر عطا صدقہ جنابِ سیّد درویش کا
پیر نور الدّین ثانی رہنما کے واسطے

سیّد عبد الوہاب اور پیر اسمٰعیل شاہ
حضرت بوبکر ثانی حق نما کے واسطے

عبدِ قادر کے لیئے رکھ مجھ کو قادر نفس پر
اور علی قادری آلِ عبا کے واسطے

مجھ کو عزّ و جاہ سے رکھیے جہاں میں یا خدا
سیّد احمد کے اجلال و علا کے واسطے

اپنے دامانِ کرم میں دیجیئے مجھ کو اماں
شہ علی حیدر امام الاولیاء کے واسطے

قرب تیرا ہو میسّر اور دیدارِ نبیؐ
پیر زین الدّین مقبول الدّعا کے واسطے

ہر مرید و معتقد کی آئے بر ہر آرزو
یا خدا اولادِ غوثِ دوسرا کے واسطے

خادمانِ خاندانِ قادری کا یا خدا
خاتمہ بالخیر ہو خیر الوریٰ کے واسطے

باغِ عالم میں پھلیں پھولیں تہِ دامانِ غوث
آل و اصحابِ رسولِ کبریا کے واسطے

لاج رکھیے مجھ گدائے بے نوا کی اے کریم
سارے نبیوں کے لیئے کل اولیائے کے واسطے

سب کے دامن یا خدا بھر دے گُلِ مقصود سے
ہاتھ پھیلائے ہوتے ہیں سب دعا کے واسطے

آمین اللّٰھمّ آمین

Marfat.com

پیش لفظ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی
رَسُوْلِہِ الْاَمِیْنِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ

"بیشک تمہارے رسول کریم صلی اللہ علیہ کی ذات میں بہترین زندگی ہے۔"

زمانے کی حالت نے اس طرف متوجّہ کیا کہ عوام مسلمان بھائیوں کے لیے صحیح مسائل پر مبنی ایک کتاب کہ جس میں آپس میں میل جول، کلام وسلام، عبادت و تعزیت، دعوت وضیافت کرنے کے قاعدوں کھانے پینے سونے جاگنے، لیٹنے بیٹھنے چلنے پھرنے جانے آنے وغیرہ کاموں، روزمرّہ کی باتوں کے آداب وطریقہ موافق ومطابق شریعت مصطفویہ وسنّت نبویہ علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی معلومات فراہم ہوں۔ عام فہم زبان میں نہایت اختصار کے ساتھ تحریر کیا جائے۔

میرے محترم قارئین کرام وجملہ برادران اسلام نہایت شکر کا مقام ہے کہ اس پروردگار عالم نے اپنے محبوب جیسے نبی مکرم شفیع معظم باعث وجودِ آدم وعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم گنہگاروں کی طرف مبعوث فرمایا جس نے آکر ہمیں چاہِ ضلالت و ورطہ جہالت سے نکال کر چشمۂ ہدایت پر پہنچایا دریاء علم ومعرفت کا شناور بنایا اور ہم جو نہیں جانتے تھے وہ ہمیں بتایا جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کی شان میں اپنے کلام پاک میں فرمایا یَتْلُوْا عَلَیْکُمْ اٰیَاتِنَا وَیُزَکِّیْکُمْ وَیُعَلِّمُکُمُ الْکِتَابَ وَالْحِکْمَۃَ

Marfat.com

وَیُعَلِّمُکُمْ مَّا لَمْ تَکُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ط یعنی تمہاری طرف ایسا رسول آیا جو تم پر ہماری آیات پڑھتا اور تمہیں پاک وصاف کرتا اور تمہیں کتاب وحکمت سکھاتا اور جو باتیں تم نہ جانتے تھے وہ تمہیں تعلیم فرماتا ہے۔ اور ہمیشہ ہم پر ہمارے ماں باپ سے زیادہ مہربان وکرم فرما ہے۔ بُری عادتوں، قبیح خصلتوں، بے ہودہ باتوں سے بچاتے اچھی عادتیں، عمدہ خصلتیں سکھاتے، ادب وتہذیب بتاتے رہے کوئی بات ایسی نہ چھوڑی جس کا طرز وطریقہ ہمیں نہ بتایا ہو کوئی ادب وتہذیب ایسی نہ رہی جو ہمیں نہ سکھائی ہو حتیٰ کہ پاخانہ وپیشاب تک کے طریقہ وآداب ہمیں تعلیم فرمائے جیسا کہ ایک حدیث میں ارشاد فرماتے ہیں۔ اِنَّمَا اَنَا لَکُمْ بِمَنْزِلَۃِ الْوَالِدِ اُعَلِّمُکُمْ فَاِذَا اَتٰی اَحَدُکُمُ الْغَائِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلِ الْقِبْلَۃَ وَلَا تَسْتَدْبِرْ ھَا وَلَا یَسْتَطِیْبُ بِیَمِیْنِہٖ رواہ احمد وغیرہ عن ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یعنی میں تمہارے واسطے بمنزلہ باپ کے ہوں کہ تمہیں تعلیم دیتا ہوں اور ہر بات کے آداب وطریقے بتاتا ہوں۔ پس جب کوئی تم میں سے پاخانہ پھرنے جائے تو قبلہ کی طرف منہ اور پیٹھ کرکے نہ بیٹھے اور نہ سیدھے ہاتھ سے استنجا کرے۔

مگر افسوس آج کل ہم نے اِن سب آداب وطریقوں کو ترک کر رکھا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی باتوں اور سکھائی ہوئی عادتوں کو چھوڑ رکھا ہے جو بیہودہ بُری عادتیں بُری باتیں ہم سے چھڑائی گئی تھیں وہ اب ہم میں موجود پائی جاتی ہیں جو اخلاق وعادات ہمیں سکھائے گئے تھے وہ آج ہم میں مفقود نظر آتے ہیں۔ خود تو درکنار اپنی اولاد کو بھی مہذب بنانے آدابِ حسنہ سکھانے کی طرف توجہ نہیں کی جاتی ان میں اخلاق وعادات محمدیہ پیدا کرنے کی کوشش نہیں کی جاتی یہ خیال نہیں کیا جاتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر ہمیں ادب سکھانے والا مہذب بنانے والا دنیا میں پیدا ہی نہیں ہوا کہ ان کو ان کے رب جلّ وعلا نے ادب سکھایا اور تعلیم دی اور وہ ہمیں ادب وتہذیب سکھاتے اور تعلیم دیتے ہیں جیسا کہ حدیث میں ہے اَدَّبَنِیْ رَبِّیْ فَاَحْسَنَ

Marfat.com

تَادِیبِی مجھے میرے رب نے ادب سکھایا پس اچھا ادب سکھایا وَاُعَلِّمُکُمْ اور میں تمہیں ادب سکھاتا اور تعلیم دیتا ہوں تو اس سے بڑھ کر ادیب اور ہمیں ادب سکھاتے والا تعلیم دینے والا کون ہو سکتا ہے وہ جو بات ہمیں تعلیم فرمائیں گے ادب سے بھری تہذیب سے پُر سرا سر ہمارے نفع اور بہبودی کی ہوگی اور یہ ظاہر ہے کہ مہذب و باادب آدمی ہر دل عزیز اور نیک نام ہوتا ہے اور بے ادب و غیر مہذب شخص بدنام و مبغوض انام ہوتا ہے اور خدا کے فضل سے محروم رہتا ہے۔

میری تالیف کردہ کتاب "لَاتَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ" جو مختلف ابواب مثلاً سفرنامہ عراق و حجاز۔ مسئلہ ایصالِ ثواب۔ بالوالدین احسانا۔ عبادات و دعائیں غزلیاتِ خلیلی یعنی مجموعہ حمد و نعت جمیلی اور بارگاہِ خیر الانام میں صلوٰۃ وسلام پر مشتمل ہے امید سے زیادہ اس کی مقبولیت نے اور بھی میرا حوصلہ بڑھا دیا لہٰذا اس طرف توجہ تو کر دی مگر اتنے بڑے کام یعنی حضور کے اسوۂ حسنہ خلقِ عظیم کو ضابطہ تحریر میں لانے کی ہمت نہ پڑتی تھی۔ بھلا کہاں مجھ جیسا بے ہنر دیے علم انسان اور کہاں حضور کا اسوۂ حسنہ خلقِ عظیم

وصفِ خُدا ہے خود یہ قرآں سے ثبوت ہے
خُلقِ عظیم شان میں آیا حضور کی

میرے محترم بزرگو، دوستو اور عزیز و عزیزو کا مقام ہے۔ کہ جب اللہ تعالےٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خُلق کو خُلقِ عظیم فرما رہا ہے تو آپ کا خُلق کتنا عظیم ہوگا۔ یقیناً آپ کے خُلق کی عظمت کی کوئی انتہا ہی نہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اس تمام عالم دُنیا و مَا فیہا کے لیے فرماتا ہے کہ "اَلدُّنْیَا مَتَاعٌ قَلِیْلٌ" جب اتنا بڑا عالم۔ کل کائنات دنیا باری تعالیٰ کے نزدیک ایک ادنیٰ قلیل ہے تو جس کو وہ عظیم فرمائے اس کی عظمت کا کیا ٹھکانا آپ کا خُلق آپ کا اسوۂ حسنہ کتنا عظیم ہوگا کہ انسانی عقل و تصورات سے اس کا احاطہ کرنا آسان نہیں بلکہ ناممکن ہے

Marfat.com

درحقیقت آپ کے خُلقِ عظیم کی تعریف میں لکھوں تو کیا لکھوں کہ جس کی تعریف کے لیے لغت کے تمام الفاظ بھی کم اور کم تر ہیں۔

ے
لغت خانوں میں القاب کے دفتر نظر آئے
تیری تعریف کے معیار سے کم تر نظر آئے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا کوئی بھی گوشہ لے لیجیے وہ نہ صرف ہمارے لیے راہنما ہے بلکہ اصل راہ حیات بھی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری زندگی مہد سے لحد تک کامل نمونہ حیات ہے۔ پورے عالم اسلام کے لیے۔ اور یہی سبب ہے کہ رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو بولتا ہوا قرآن اور قرآن کریم کی جامع تفسیر بھی کہا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بے شمار خوبیاں ایسی عنایت کیں جن سے کوئی آدمی اور جن واقف نہیں اور جو مخلوق پر ظاہر ہوئیں مطلقہ اُن کی حقیقت سمجھ میں نہیں آتی اور جن کی حقیقت سمجھ میں آتی ہے جیسے آپ کے بعض اخلاق عادات ان کی تفصیل نہیں ہوسکتی کسی نے اُمّ المومنین محبوبہ سیدؐ المرسلین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے التماس کی کہ حضرت کے اخلاق سے مجھے خبردار کیجیے۔ فرمایا تو دُنیا کی سب چیزیں گن دے۔ عرض کیا دنیا شمار میں نہیں آسکتی۔ جب دنیا شمار میں نہیں آسکتی تو آپ کے خُلقِ عظیم کا بیان کس سے ہوسکتا ہے۔

ایک صحابی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے درخواست کی کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کے بارے میں کچھ ارشاد فرمائیں۔ تو اُمّ المومنینؓ نے جواب دیا کیا تم نے قرآن نہیں پڑھا۔ پورا قرآن آپ کا خلق عظیم ہے۔

اُمّ المومنین نے سچ فرمایا خدا ان کو جزائے خیر دے اور اعلیٰ علیین میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت سے مشرّف کرے۔ جبکہ پروردگارِ عالم آپ کے خُلق کو

خُلقِ عظیم فرمادے تو بشر کی کیا مجال کہ اس کا بیان کر سکے۔

وصف خُلق کسے کہ قرآن است
خُلق را وصفِ او چہ امکان است

آپ نے فرمایا مجھے اللہ تعالیٰ نے واسطے تمام مکارم اخلاق و محاسن افعال کے لیے بھیجا ہے۔

براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ آپ تمام عالم سے زیادہ خوبصورت اور خوش سیرت تھے اور کوئی شخص آپ سے زیادہ تبسم کرنے والا اور خوش خلق نہ دیکھا۔ آپ کا زہد و ورع۔ عفت و حیاء۔ خوف و رجا۔ رحم و کرم۔ شجاعت و سخاوت۔ صبر و شکر۔ تسلیم و رضا۔ تواضع و تقویٰ۔ کلام و رَوِش اور نشست و برخاست اور تمام امور معاش و معاد و سیاست و تدبیر اور تہذیب و اخلاق اور سب قول و فعل آپ کے ایسی خوبی کے ساتھ تھے کہ آج تک ان کا نظیر پیدا نہ ہوا۔

لیکن درحقیقت نہ تو کتاب "لا تقنطوا من رحمۃ اللہ" میری قوت سے لکھی گئی اور نہ ہی یہ کام میری عقل و قوت سے ہو گا۔ بلکہ رب تعالیٰ اور اس کے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام جس سے چاہیں کام لے لیں اللہ تعالیٰ کے بھروسے پر یہ کتاب شروع کر دی ہے۔ رب تعالیٰ میری زبان و قلم کو غلطی سے بچائے اور حق باتیں لکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اسوۂ حسنہ خُلق عظیم کو پیش کرنے سے پہلے ایک باب بابت درستی عقائد متعلقہ باری تعالیٰ و متعلقہ نبوت اور اکیس اہم کلمہ کفر کے متعلق مسائل پیش کر رہا ہوں کیونکہ اعمال کی درستی عقائد کی صحت پر ہی مبنی ہے اگر عقائد ہی درست نہ ہوں تو پھر کوئی عمل بھی قابلِ قبول نہیں اور اکثر مسلمان ایسے ہیں کہ اصولِ مذہب سے آگاہ نہیں ہیں۔ ایسے لوگوں کے لیے سچے اصولوں کا جاننا اور سمجھنا بہت ضروری ہے خصوصاً اس پندرہویں صدی کے پُرآشوب زمانے میں کہ گندم نما جو فروش بکثرت ہیں کہ اپنے آپ کو مسلمان

Marfat.com

کہتے ہیں اور حقیقت میں اسلام سے انہیں کچھ علاقہ نہیں۔ عام ناواقف مسلمان ان کے دام تزویر میں پھنس کر مذہب اور دین سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔ لہٰذا اس بندہ حقیر پر تقصیر نے اسوۂ حسنہ مسمّٰی بہ خُلق عظیم کو نہایت آسان اُردو اور عام فہم زبان میں پیش کرنے کی سعی کی ہے تاکہ برادرانِ اسلام اس کتاب کے مطالعہ سے ایمان تازہ کریں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ پر عمل کرکے نیک صالح و مومن انسان بن سکیں نیز بڑی بڑی کتب دینیہ اور ضخیم کتب فتاویٰ کی ضرورت نہ پڑے۔ آجکل کے معاشی حالات میں ہر انسان پریشان اور سرگرداں رہتا ہے اور اپنے آپ کو محض مجبور سمجھ کر رہ گیا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ آپ اس مجموعہ میں زندگی کے مُدلّل مسائل اور ہدایات پائیں گے۔ میں نے بہت سی ضخیم دینی کتابوں کا مطالعہ کرکے ان مسائل اور ہدایات کو مرتّب کیا ہے اور جو بات بھی لکھی ہے اصل کتاب میں دیکھ کر لکھی ہے مُدلّل ہونے کے ساتھ ساتھ یہ سادہ اور عام فہم بھی ہے۔ جس سے ہر شخص مستفید ہو سکے گا۔

لہٰذا مسلمانو! خُدا کے واسطے خود بھی ادب محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم سیکھنے کی کوشش کرو اور اپنی اولاد بال بچوں کو بھی ادب سکھاؤ انہیں مؤدّب و مہذّب بناؤ تاکہ دُنیا میں نیک نام اور عقبیٰ میں خیر انجام ہو اسی غرض سے اس فقیر سراپا تقصیر نے اس مختصر تحریر میں روزمرّہ کی باتوں کے آداب و طریقے آپس میں ملنے جُلنے برتاؤ کرنے کے ڈھنگ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی تھے، احادیث و کتب معتبرہ سے اخذ کرکے جمع کیے ہیں تاکہ ہر مسلمان اُردو دان بآسانی انھیں معلوم کرکے ان پر عمل کرے اور اپنے بچوں کو ان پر عمل کرائے اللہ تبارک وتعالیٰ جملہ مسلمانوں کو ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اپنے حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا سچا پیرو کار بنائے۔

ابھی میں اس کتاب کی تدوین و ترتیب میں ہی مشغول تھا کہ چند احباب نے اپنی خواہش ظاہر کی کہ جس طرح کتاب " لاتقنطوا من رّحمۃ اللہ " میں قرآنی آیتوں اور احادیث

Marfat.com

نبوی صلی اللہ علیہ وسلّم کی روشنی میں مسائل کی تشریح پیش کی گئی ہے اور عوام الناس کو عالم ارواح و دیگر دینی مسائل سے روشناس کرایا ہے۔ اس طرح اگر عجائبات قرآن اور ایسے اہم واقعات جن کا ذکر قرآن پاک میں آیا ہے اور اس کا علم عام مسلمانوں کو نہیں ہے ان کی تفصیل و تشریح کر کے اسی کتاب میں اگر شامل کر دیا جائے تو یہ عام مسلمانوں کے لیے مفید اور قرآنی واقعات کی معلومات میں اضافہ کا باعث ہو گا جو تلاوت قرآن پاک تو کرتے ہیں لیکن ان واقعات و عجائبات میں غور و خوض نہیں کر سکتے اور اپنی کم علمی اور دنیاوی وابستگی کی وجہ سے ان واقعات سے نہ تو محظوظ ہوتے ہیں اور نہ کوئی درس عبرت لے سکتے ہیں۔

اب جبکہ عالم ضعیفی کے ساتھ ساتھ آنکھوں کی بینائی کانوں کی سماعت جسم کی ناتوانی نے میری تمام قوت و توانائیوں کو بالکل مضمحل کر دیا ہے۔ اتنا بڑا کام میرے بس کی بات نہیں تھا اور بہت مشکل تھا لیکن احبّاء کے بے حد اصرار پر توکلاً علی اللہ اس کام کو شروع کر دیا لہٰذا اس کتاب "خُلق عظیم" میں ایک مزید باب عجائب القرآن کا اضافہ کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ اب میں اس مجموعہ میں قرآن مجید کی مختلف تفاسیر دیگر ضخیم کتب مثلاً قصص الدنیا، سیرۃ الاولیاء، احیاء العلوم اور تفسیر نعیمی و تفسیر روح البیان سے اخذ کر کے تقریباً اکیس ان عجیب و غریب تعجب خیز اور حیرت انگیز واقعات کو جن کا قرآن مجید میں تذکرہ ہے اخذ کر کے تحریر کر دیئے ہیں تا کہ ان واقعات کے اندر جو عبرتیں اور نصیحتیں چھپی ہوئی ہیں ان سے تمام مسلمان بھائی درس ہدایت حاصل کر سکیں۔

یہ تالیف اس حال میں پیش کر رہا ہوں کہ کمزوری و نقاہت اور خصوصاً بینائی کی کمزوری کی وجہ سے چلنا پھرنا دشوار ہو رہا ہے مگر الحمدللہ میری دائیں آنکھ باوجود خراب سے خراب تر (موتیا بند۔ نزول الماء) ہونے کے برابر کام کر رہی ہے اور بڑی بڑی ضخیم تفاسیر اور پرانی دینی کتابوں کا مطالعہ بخوبی کرا دیتی ہے۔ بائیں آنکھ

کا آپریشن کرایا ہے جو فی الحال تو میری کوئی مدد نہ کر سکی بلکہ پریشانی اور بے چینی لاحق رہی۔ دل و دماغ بفضل اللہ تبارک و تعالےٰ بالکل درست ہیں۔

اللہ تعالےٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل میری اس کتاب "خُلقِ عظیم" کو بخیر و خوبی انجام تک پہنچائے اور میری پہلی تالیف "لَا تقنطوا من رحمۃ اللہ" کی طرح خُلقِ عظیم کو بھی مقبولیتِ دارین کی سعادتوں سے سرفراز فرما کر نافع الخلائق بنائے اور مجھ عاصی فقیر بے نوا کے لیے صدقہ جاریہ اور توشۂ آخرت بنائے۔ نیز میرے والدین میرے سارے اعزّا، اقربا و احبّا کے لیے زادِ آخرت اور ذریعۂ مغفرت بنائے اور اس کے صدقے میری اولاد کو بھی باعمل بنائے اور دینی شوق عطا فرمائے اور ان سب کو بھی جزائے خیر عطا فرمائے جو اس کتاب کی تدوین اور طباعت وغیرہ میں میرے دستِ بازو بنے رہے۔

آخر میں تمام اعزّا، اقربا، احبا اور کل قارئین کرام سے ملتجی ہوں کہ اس کتاب کے مطالعہ سے ایمان تازہ کریں اور اس گنہگار کے لیے عفو عافیتِ دارین اور ایمان کا مذہبِ اہلِ سنّت پر خاتمہ کی دعا فرمائیں۔

آمین یا رب العالمین بجاہِ سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین۔

احقر العباد

ڈاکٹر خلیل احمد قادری عفی عنہ

یکم جون ۱۹۹۱ء بمطابق ۱۷ ذیقعدہ ۱۴۱۲ھ بروز ہفتہ

Marfat.com

باب اوّل عقائد و مسائل

عقائد متعلقہ ذات و صفاتِ الٰہی جلّ جلالہٗ

ہر مسلمان کے لیے باری تعالیٰ کی ذات و صفات کا ماننا اشد ضروری ہے۔ کہ کہیں کسی ضروری کا انکار یا محال کا اثبات اسے کافر نہ کردے اس لیے چند بنیادی عقائد متعلقہ ذات و صفات اللہ تبارک و تعالیٰ کے درج ذیل تحریر کیے جارہے ہیں تاکہ بدعقیدگی سے بچ سکیں۔

اللہ تعالیٰ ایک ہے کوئی اس کا شریک نہیں نہ ذات میں نہ صفات میں نہ افعال میں نہ احکام میں نہ اسمائیں۔

واجب الوجود ہے۔ یعنی اس کا وجود ضروری ہے۔ عدم محال ہے قدیم ہے یعنی ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ وہی اس کا مستحق ہے۔ اُسی کی عبادت پرستش کی جائے۔

وہ بے پرواہ ہے کسی کا محتاج نہیں اور تمام جہان اس کا محتاج ہے۔

وہ حیٌّ ہے یعنی خود زندہ ہے اور سب کی زندگی اسی کے ہاتھ میں ہے۔ جسے جب چاہے زندہ کرے اور جب چاہے موت دے۔

اس کا علم ہر شے کو محیط ہے یعنی جزئیات، کلیات۔ موجودات، معدومات ممکنات۔ محالات سب کو ازل سے جانتا ہے اب جانتا ہے اور ابد تک جانے گا۔ اشیاء بدلتی ہیں اور اس کا علم نہیں بدلتا۔ دلوں کے خطروں اور وسوسوں پر اس کو خبر ہے اور اس کے علم کی کوئی انتہا نہیں۔

وہ غیب و شہادت سب کو جانتا ہے علم ذاتی اس کا خاصہ ہے۔ جو شخص علم ذاتی غیب خواہ شہادت کا غیر خُدا کے لیے ثابت کرے کافر ہے علم ذاتی کے یہ معنی کہ بے خُدا

کے دیئے خود حاصل ہو۔

حقیقتاً روزی پہنچانے والا وہی ہے ملائکہ وغیرہم وسائل و وسائط ہیں۔

ہر بھلائی بُرائی اس نے اپنے علم ازلی کے موافق مقدر فرما دی ہے جیسا ہونے والا تھا اور جو جیسا کرنے والا تھا اپنے علم سے جانا اور وہی لکھ لیا۔ یہ نہیں کہ جیسا اس نے لکھ دیا ہے ویسا ہم کو کرنا پڑتا ہے بلکہ جیسا ہم کرنے والے تھے ویسا اس نے لکھ دیا۔ اس کے علم یا اس کے لکھ دینے نے کسی کو مجبور نہیں کر دیا۔

دنیا کی نظر میں اللہ عزّوجلّ کا دیدار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے خاص ہے۔ اور آخرت میں ہر سُنّی مسلمان کے لیے ممکن بلکہ واقع۔ اس کا دیدار بلا کیف ہے۔ یعنی دیکھیں گے اور یہ نہیں کہہ سکتے کہ کیسے دیکھیں گے۔ جس چیز کو دیکھتے ہیں اس سے کچھ فاصلہ مسافت کا ہوتا ہے۔ نزدیک یا دور۔ وہ دیکھنے والے سے کسی جہت میں ہوتی ہے۔ اوپر یا نیچے داہنے یا بائیں آگے یا پیچھے۔ اس کا دیکھنا ان سب باتوں سے پاک ہو گا۔ پھر رہا یہ کہ کیونکر ہو گا۔ یہی تو کہا جاتا ہے کہ کیونکر کو یہاں دخل نہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ جب دیکھیں اس وقت بتا دیں گے۔ ان سب باتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ جہاں تک عقل پہنچتی ہے وہ اللہ نہیں اور جو اللہ ہے اس تک عقل رسا نہیں اور وقتِ دیدار اس کا احاطہ کرے یہ محال ہے۔

وہ جو چاہے جیسا چاہے کرے کسی کو اس پر قابو نہیں اور نہ کوئی اس کے ارادے سے اسے باز رکھنے والا ہے۔ اس کو نہ اونگھ آئے نہ نیند۔ تمام جہان کا نگاہ رکھنے والا نہ تھکے نہ اکتائے۔ تمام عالم کا پالنے والا۔ ماؤں کے پیٹ میں جیسی چاہے صورت بنانے والا۔ گناہوں کو بخشنے والا۔ توبہ قبول کرنے والا۔ قہر و غضب فرمانے والا۔ مالک علی الاطلاق ہے جو چاہے کرے اور جو چاہے حکم دے۔

(بہارِ شریعت)

۳۵۵۶۵

عقائد متعلقہ نبوّت

عقیدہ ۱: جو شخص نبی سے نبوت کا زوال جائز جانے کافر ہے۔

عقیدہ ۲: نبی کا معصوم ہونا ضروری ہے اور یہ عصمت نبی اور ملک کا خاصہ ہے کہ نبی اور فرشتہ کے سوا کوئی معصوم نہیں۔ اماموں کو انبیاء کی طرح معصوم سمجھنا گمراہی اور بد دینی ہے۔

عقیدہ ۳: انبیاء علیہم السّلام شرک و کفر اور ہر ایسے امر سے جو خلق کے لیے باعث نفرت ہوں جیسے کذب و خیانت و جہل وغیرہ اظہار نبوت سے پہلے اور بعد بالاجماع معصوم ہیں اور کبائر سے بھی مطلقاً معصوم ہیں۔

عقیدہ ۴: انبیائے کرام تمام مخلوق یہاں تک کہ رسل ملائکہ سے افضل ہیں ولی کتنا ہی بڑے مرتبہ والا ہو کسی نبی کے برابر نہیں ہو سکتا جو کسی غیر نبی کو نبی سے افضل بتائے کافر ہے۔

عقیدہ ۵: نبی کی تعظیم فرض عین بلکہ اصلِ تمام فرائض ہے کسی نبی کی ادنیٰ توہین یا تکذیب کفر ہے۔

عقیدہ ۶: محال ہے کہ کوئی حضور کا مثل ہو جو کسی صفتِ خاصّہ میں کسی کو حضور کا مثل بتائے گمراہ اور کافر ہے۔

عقیدہ ۷: حضور کے کسی قول و فعل و عمل و حالت کو جو نظرِ حقارت سے دیکھے کافر ہے۔

عقیدہ ۸: حضرت آدم علیہ السّلام سے ہمارے حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم تک اللہ تعالیٰ نے بہت سے نبی بھیجے ہیں بعض کا صریح ذکر قرآن مجید میں ہے اور بعض

Marfat.com

کا نہیں جن کے اسمائے طیبّہ بالتّصریح قرآن مجید میں ہیں وہ یہ ہیں ۔

حضرت آدم علیہ السّلام	حضرت نوح علیہ السّلام
حضرت ابراہیم علیہ السّلام	حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام
حضرت اسحاق علیہ السّلام	حضرت یعقوب علیہ السّلام
حضرت یوسف علیہ السّلام	حضرت موسیٰ علیہ السّلام
حضرت ہارون علیہ السّلام	حضرت شعیب علیہ السّلام
حضرت لوط علیہ السّلام	حضرت ہود علیہ السّلام
حضرت داؤد علیہ السّلام	حضرت سلیمان علیہ السّلام
حضرت ایوب علیہ السّلام	حضرت الیاس علیہ السّلام
حضرت الیسع علیہ السّلام	حضرت یحیٰی علیہ السّلام
حضرت عیسٰی علیہ السّلام	حضرت یونس علیہ السّلام
حضرت ادریس علیہ السّلام	حضرت ذوالکفل علیہ السّلام

حضرت صالح علیہ السّلام

حضور پرنور شافعِ یوم النشور سیّد المرسلین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

(بہارِ شریعت)

درد ہے کرب ہے آفتِ شبِ تنہائی ہے
زرد چہرہ ہے، فغاں لب پہ ہے رسوائی ہے
رنج و غم دارِ فنا میں تو اٹھالے خلیل
سونا آرام سے واں گوشۂ تنہائی ہے

Marfat.com

کلمہ کفر کے متعلق اکیس ۲۱ اہم مسائل

مسئلہ: جس شخص کو اپنے ایمان میں شک ہو یعنی کہتا ہے کہ مجھے اپنے مومن ہونے کا یقین نہیں۔ یا کہتا ہے کہ معلوم نہیں میں مومن ہوں یا کافر وہ کافر ہے ہاں اگر اس کا مطلب یہ ہو کہ معلوم نہیں میرا خاتمہ ایمان پر ہوگا یا نہیں تو کافر نہیں۔ جو شخص ایمان و کفر کو ایک سمجھے یعنی کہتا ہے کہ سب ٹھیک ہے خدا کو سب پسند ہے وہ کافر ہے۔ یونہی جو شخص ایمان پر راضی نہیں یا کفر پر راضی ہے وہ بھی کافر ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ: ایک شخص گناہ کرتا ہے لوگوں نے اسے منع کیا تو کہنے لگا اسلام کا کام اسی طرح کرنا چاہیے یعنی جو گناہ و معصیت کو اسلام کہتا ہے وہ کافر ہے یونہی کسی نے دوسرے سے کہا میں مسلمان ہوں اس نے جواب میں کہا تجھ پر بھی لعنت اور تیرے اسلام پر بھی لعنت ایسا کہنے والا کافر ہے (عالمگیری)

مسئلہ: اگر یہ کہا کہ خدا مجھے اس کام کے لیے حکم دیتا ہے تب بھی نہ کرتا تو کافر ہے یونہی ایک نے دوسرے سے کہا میں اور تم خدا کے حکم کے موافق کام کریں۔ دوسرے نے کہا میں خدا کا حکم نہیں جانتا یا کہا یہاں کسی کا حکم نہیں چلتا کافر ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ: کوئی شخص بیمار نہیں ہوتا۔ یا بہت بوڑھا ہے مرتا نہیں ہے اس کے لیے یہ کہنا کہ اسے اللہ میاں بھول گئے ہیں یا کسی زبان دراز آدمی سے یہ کہنا کہ خدا تمہاری زبان کا مقابلہ کر ہی نہیں سکتا میں کس طرح کروں یہ کفر ہے۔ (خلاصۃ الفتاویٰ)

یونہی ایک نے دوسرے سے کہا اپنی عورت کو قابو میں نہیں رکھتا اس نے کہا عورتوں پر خدا کو تو قدرت ہے نہیں مجھ کو کہاں سے ہوگی کفر ہے۔

مسئلہ :۔ خدا کے لیے مکان ثابت کرنا کفر ہے کہ وہ مکان سے پاک ہے یہ کہنا کہ اوپر خدا ہے نیچے تم یہ کلمہ کفر ہے۔ (خانیہ)

مسئلہ :۔ کسی سے کہا گناہ نہ کرو ورنہ خدا تمہیں جہنم میں ڈالے گا۔ اس نے کہا میں جہنم سے نہیں ڈرتا یا کہا خدا کے عذاب کی کچھ پرواہ نہیں یا ایک نے دوسرے سے کہا تو خدا سے نہیں ڈرتا اس نے غصّہ میں کہا نہیں یا کہا خدا کیا کرسکتا ہے۔ اس کے سوا کیا کرسکتا ہے کہ دوزخ میں ڈال دے۔ یا کہا خدا سے ڈر اس نے کہا خدا کہاں ہے؟ یہ سب کفر کے کلمات ہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ :۔ کسی سے کہا انشاء اللہ تم اس کام کو کروگے اس نے کہا میں بغیر انشاء اللہ کے کروں گا۔ یہ کہنا کفر ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ :۔ کسی مسکین نے اپنی محتاجی کو دیکھ کر یہ کہا کہ اے خدا فلاں بھی تیرا بندہ ہے اس کو تو نے کتنی نعمتیں دے رکھی ہیں اور میں بھی تیرا بندہ ہوں مجھے کس قدر رنج وغم دیتا ہے آخر یہ کیا انصاف ہے؟ ایسا کہنا کفر ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ :۔ شراب پیتے وقت یا زنا کرتے وقت یا جوا کھیلتے وقت یا چوری کرتے وقت بسم اللہ کہنا کفر ہے دو شخص آپس میں جھگڑ رہے تھے ایک نے کہا لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّابِاللّٰہِ دوسرے نے کہا لاحول کا کیا کام ہے۔ یا لاحول کو میں کیا کروں یا لاحول روٹی کی جگہ کام دے گا۔ یونہی سُبحان اللہ اور لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کے متعلق اس قسم کے الفاظ کہنا کفر ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ :۔ بیماری میں گھبرا کے کہنے لگا تجھے اختیار ہے چاہے کافر مار یا مسلمان مار یہ کفر ہے یونہی مصائب میں مبتلا ہو کر کہنے لگا۔ تو نے میرا مال لیا

اور اولاد لے لی اور یہ کیا اور وہ کیا۔ اب کیا کرے گا اور کیا باقی ہے جو تو نے نہ کیا اس طرح بکنا کفر ہے۔

مسئلہ :۔ مسلمان کو کلماتِ کفر کی تعلیم و تلقین کرنا کفر ہے اگرچہ کھیل اور مذاق میں ایسا کرے یونہی کسی کی عورت کو کفر کی تعلیم و تلقین کرنا کفر ہے اگرچہ کھیل اور مذاق میں ایسے کرے یونہی کسی کی عورت کو کفر کی تعلیم کی اور یہ کہا تو کافر ہو جا تاکہ شوہر سے پیچھا چھوٹے تو عورت کفر کرے یا نہ کرے یہ کہنے والا کافر ہو گیا۔ (خانیہ)

مسئلہ :۔ اللہ عزّوجل کے نام کی تصغیر کرنا کفر ہے جیسے کسی کا نام عبداللہ یا عبدالخالق، یا عبدالرحمٰن ہو اسے پکارنے میں آخر میں الف وغیرہ ایسے حروف ملا دیں جس سے تصغیر سمجھی جاتی ہو۔ (بحرالرائق)

مسئلہ :۔ دشمن کو دیکھ کر یہ کہنا ملکُ الموت آگئے یا کہا اسے ویسا ہی دشمن جانتا ہوں جیسا ملکُ الموت کو اس میں اگر ملکُ الموت کو بُرا کہنا ہے تو کفر ہے یونہی جبرئیل یا میکائیل یا کسی فرشتے کو جو عیب لگائے یا توہین کرے کافر ہے۔

مسئلہ :۔ قرآن شریف کی کسی آیت کو عیب لگانا یا اس کی توہین کرنا یا اس کے ساتھ مسخرہ پن کرنا کفر ہے مثلاً داڑھی منڈانے سے منع کرنے پر اکثر داڑھی منڈے کہہ دیتے ہیں "کَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ" جس کا مطلب یہ بیان کرتے ہیں کہ کلّا صاف کر دو یہ قرآن مجید کی تحریف و تبدیل بھی ہے اور اس کے ساتھ مذاق اور دل لگی بھی۔ اور یہ دونوں باتیں کفر بھی ہیں۔ اسی طرح اکثر باتوں میں قرآن مجید کی آیتیں بے موقع پڑھ دیا کرتے ہیں اور مقصود ہنسی کرنا ہوتا ہے جیسے کسی کو نماز جماعت کے لیے بلایا وہ کہنے لگا میں جماعت سے نہیں تنہا پڑھوں گا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی"

مسئلہ :۔ کسی سے نماز پڑھنے کو کہا اُس نے جواب دیا نماز پڑھتا تو ہوں مگر اس کا کچھ نتیجہ نہیں یا کہا تم نے نماز پڑھی کیا فائدہ ہوا یا کہا نماز پڑھ کے کیا کروں کس کے لیے پڑھوں ماں باپ تو مر گئے یا کہا

بہت پڑھ لی اب دل گھبرا گیا۔ یا کہا پڑھنا نہ پڑھنا دونوں برابر ہے۔ غرض اس قسم کی بات کرنا جس سے فرضیت کا انکار سمجھا جاتا ہو یا نماز کی تحقیر ہوتی ہو یہ سب کفر ہے۔

مسئلہ :۔ کوئی شخص صرف رمضان میں نماز پڑھتا ہے اور بعد میں نہیں پڑھتا اور کہتا ہے یہی بہت ہے یا جتنی پڑھی یہی زیادہ ہے کیونکہ رمضان میں ایک نماز ستر نماز کے برابر ہے ایسا کہنا کفر ہے اس لیے کہ اس سے نماز کی فرضیت کا انکار معلوم ہوتا ہے۔

مسئلہ :۔ اذان کی آواز سن کر یہ کہنا کیا شور مچا رکھا ہے اگر یہ قول وجہ انکار ہو کفر ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ :۔ روزہ رمضان نہیں رکھتا اور کہتا یہ ہے کہ روزہ وہ رکھے جسے کھانا نہ ملے یا کہتا ہے جب خدا نے کھانے کو دیا ہے تو بھوکے کیوں مریں یا اسی قسم کی اور باتیں جن سے روزہ کی ہتک و تحقیر ہو کہنا کفر ہے۔

کسی شخص کو شریعت کا حکم بتایا کہ اس معاملے میں یہ حکم ہے اس نے کہا ہم شریعت پر عمل نہیں کریں گے ہم تو رسم کی پابندی کریں گے ایسا کہنا بعض مشائخ کے نزدیک کفر ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ :۔ انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کی توہین کرنا ان کی جناب میں گستاخی کرنا ان کو فواحش و بے حیائی کی طرف منسوب کرنا کفر ہے مثلاً معاذاللہ یوسف علیہ السلام کو زنا کی طرف نسبت کرنا۔

جو شخص حضور علیہ السلام کو انبیاء میں آخری نبی نہ جانے یا حضور کی کسی چیز کی توہین کرے یا عیب لگائے۔ آپ کے موئے مبارک کو تحقیر کی نگاہ سے دیکھے یا یاد کرے۔ آپکے لباس مبارک کو گندہ اور میلا بتائے حضور کے ناخن بڑے بڑے کہے یہ سب کفر ہے بلکہ اگر کسی کے اس کہنے پر کہ حضور کو کدو پسند تھا کوئی یہ کہے کہ مجھے پسند

نہیں تو بعض علما کے نزدیک کافر ہے یونہی کسی نے یہ کہا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کھانا تناول فرمانے کے بعد تین بار انگشت ہائے مبارک چاٹ لیا کرتے تھے۔ اس پر کسی نے کہا یہ ادب کے خلاف ہے یا کسی سنّت کی تحقیر کرے مثلاً داڑھی بڑھانا مونچھیں کم کرنا عمامہ باندھنا یا شملہ لٹکانا ان کی اہانت کفر ہے جبکہ سنّت کی توہین مقصود ہے۔ جو اپنے کو کہے میں پیغمبر ہوں اور اس کا مطلب یہ بتائے کہ میں پیغام پہنچاتا ہوں وہ کافر ہے۔ (عالمگیری) حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شان میں سبّ وشتم کرنا تبرّا کہنا یا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت یا امامت خلافت سے انکار کرنا کفر ہے۔ (عالمگیری) اسی طرح حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شانِ پاک میں قذف جیسی ناپاک تہمت لگانا یقیناً قطعاً کفر ہے

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا

عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْكَوْنَیْنِ وَالثَّقَلَیْنِ

وَالْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّمِنْ عَجَمِ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اسوۂ حسنہ

آپس میں میل جول رکھنے کنبہ داروں سے صلہ رحمی و نیک برتاؤ کرنے کا بیان

آپس میں میل جول رکھنا کلام سلام کرنا کنبہ داروں سے نیک برتاؤ کرنا ان پر لطف وکرم کرنا ان کے ساتھ بیٹھنا اٹھنا بات چیت کرنا مسلوک ہونا احساس کرنا پاس والوں سے ہر جمعہ یا ہر ماہ میں ایک بار ملاپ کرتے رہنا دور والوں سے بذریعہ خط ملاقات کرنا ان کی خیر خبر منگانا انہیں تحفہ ہدیہ بھیجنا ان کی حاجت روا کرنا غیروں کے مقابلہ میں ان کی مدد کرنا اگر وہ حق پر ہوں اِن کی شادی غمی دُکھ درد میں شریک ہونا ان کی عیادت و تعزیت کرنا صلہ رحمی ہے جو ہر مسلمان پر واجب اور باعثِ ثواب ہے اور ان امور کے خلاف کرنا قطع رحمی ہے جو باعثِ گناہ و عذاب ہے۔ احادیث میں ہے کہ صلہ رحمی سے لوگوں میں محبّت پیدا ہوتی ہے خدا کی رحمت نازل ہوتی ہے رزق میں کشادگی ہوتی ہے مال میں برکت و ترقی ہوتی ہے عمر بڑھتی ہے اور جس قوم میں قاطع رحم ہوتا ہے اس میں ملائکہ رحمت نہیں آتے ہیں خدا کی رحمت نازل نہیں ہوتی ہے اور جو قطع رحمی کرتا ہے خدا کی رحمت سے دور اور جنّت سے محروم رہتا ہے۔

(۱) پس مسلمان کو چاہیے کہ آپس میں نیک برتاؤ کیا کریں ایک دوسرے سے خُلق کے ساتھ پیش آیا کریں کہ لوگوں کے ساتھ نیک برتاؤ کرنے والا خُلق سے پیش آنے والا قیامت کے دن حضورؐ کے پاس اور حضورؐ کو محبوب و پیارا ہوگا اور بدخُلق

Marfat.com

بری عادت والا حضور ﷺ سے دُور اور حضور کو مبغوض تر ہوگا۔

(۲) اور آپس میں رحم وکرم سے پیش آیا کرو لوگوں پر لطف ومہربانی کیا کرو کہ لوگوں پر جو رحم وکرم کرتا ہے اللہ اس پر رحم وکرم کرتا ہے اور جو ان پر رحم نہیں کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر رحم نہیں کرتا ہے اور زمین والوں پر رحم کرنے والے پر آسمان والے رحم کرتے ہیں۔

(۳) اور لوگوں کے ساتھ نرمی اور خوش کلامی اور شیریں زبانی سے پیش آیا کرو سختی اور بدزبانی اور فحش کلامی نہ کیا کرو کہ اللہ تعالیٰ کو نرمی محبوب وپسند ہے اور لوگوں کے ساتھ نرمی کرنے والے کو ثواب دیتا ہے اور خوش کلام کو جنّت میں گھر ملتا ہے

(۴) اور آپس میں ایک دوسرے سے میل جول رکھو میل ملاقات کرتے رہو کہ جب کوئی مسلمان کسی مسلمان سے ملنے ملاقات کرتے جاتا ہے تو ستر ہزار فرشتے اس کے پیچھے اس کے لیے دُعا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جنّت میں اس کا گھر ہو اور دنیا وآخرت میں خوش زندگی وخوش رفتار رہو۔

(۵) جب کسی مسلمان سے تم ملو تو پہلے سلام کرکے مصافحہ کرو کہ فرشتے جواب سلام دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو اچھا معلوم ہوتا ہے اور سو رحمتیں نازل فرماتا ہے نوّے ابتداء کرنے والے پر اور دس دوسرے پر اور دونوں کے گناہ قبل ہاتھ جُدا کرنے کے معاف فرماتا ہے۔

(۶) مصافحہ دونوں ہاتھ سے کرنا اور ہاتھوں کو حرکت دینا چاہیے کہ مسنون ہے۔

(۷) اگر کسی متبرک آدمی جیسے سُنّی علماء ومشائخ واصلی سادات کرام سے ملاقات کرو تو مصافحہ کرکے ان کے ہاتھ چُومنا بھی جائز ہے مگر پاؤں چومنے سے بچنا چاہیے۔

(۸) آپس میں معانقہ کرنا یعنی گلے ملنا بھی جائز ہے جیسا کہ عیدین کے دن

Marfat.com

اور سفر سے آنے والے سے کرتے ہیں مگر خوبصورت لڑکوں سے معانقہ کرنا ناجائز ہے۔

(۹) جب تم کسی سے ملنے جاؤ تو اپنی ہیئت درست کر کے بن سنور کر جاؤ اور بے اجازت اس کی واپس نہ آؤ اس سے کہہ کر پوچھ کر آؤ۔

(۱۰) اگر وہ تمہارے سامنے کوئی کھانے پینے کی چیز پیش کرے تو بلا حجّت وانکار کھا پی لو۔

(۱۱) جب تم سے کوئی ملنے آئے تو تم اس کی عزّت و توقیر کرو اس کی خاطر مدارات کرو اس کے ساتھ شیریں زبانی خندہ پیشانی سے پیش آؤ کہ صدقہ کا ثواب پاؤ گے جبکہ آنے والا سُنّی مسلمان ہو اور اگر بدعتی گمراہ یا کافر و مشرک ہو تو یہ برتاؤ نہ کرو اور نہ اس طرح کلام کرو کہ جس سے اسے یہ معلوم ہو کہ تم اس کے مذہب اس کے عقیدہ سے راضی ہو ہاں ترش روی و سخت کلامی سے اس کے ساتھ بھی پیش نہ آؤ۔

(۱۲) اگر کسی حاجی سے ملاقات کرو تو راستہ ہی میں قبل گھر پہنچنے کے ملاقات کرو اور سلام و مصافحہ کر کے اس سے اپنے اور اپنے اہل و عیال کے واسطے دُعا کراؤ کہ اس کی دُعا مقبول ہے۔

(۱۳) لوگوں کے قدر و مرتبہ پر نگاہ رکھو ہر ایک سے اس کے مرتبہ کے موافق برتاؤ کرو تاکہ کسی کی ناخوشی و دل شکنی کا باعث نہ ہو۔

(۱۴) نیک صالح لوگوں کے ساتھ بیٹھو اٹھو صحبت رکھو۔ بدوں اور بد مذہبوں کے ساتھ میل جول اور صحبت نہ رکھو کہ اچھّوں کی صحبت میں بیٹھنا تمہارے لیے مفید اور بدوں اور بد مذہبوں کی صحبت میں بیٹھنا تمہارے لیے مضر ہو گا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں نیک مسلمان کے سوائے کسی کی صحبت میں نہ بیٹھو اور مسلمان صالح کے سوا کسی کے ساتھ کھانا نہ کھاؤ شیخ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ حدیث میں کافروں اور فاسقوں فاجروں کی صحبت میں بیٹھنے اور ان کے ساتھ کھانا کھانے کو اس لیے منع فرمایا گیا ہے تاکہ ان کی محبّت و اُلفت دل

Marfat.com

میں پیدا نہ ہو اور ان کی بُری عادتیں اثر نہ کریں۔ دوسری حدیث میں ہے تو اپنے نفس کو بُرے ہمنشین سے بچا کہ تو اس کے ساتھ پہچانا جائے گا اور اس کی طرح برا مشہور ہوگا۔ تیسری حدیث میں ہے بُرے ساتھی سے دور رہو کہ بُرا یار ساتھی آگ کا ایک ٹکڑا ہے تمہیں اس کی دوستی نفع نہ دے گی اور نہ وہ تم سے اپنا عہد و وعدہ پورا کرے گا۔ چوتھی حدیث میں ہے فاجر بدکار سے میل جول اور صحبت نہ رکھو کہ وہ تمہیں بدکاری سکھائے اور نہ اس سے اپنا بھید کہو۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ مثنوی شریف میں فرماتے ہیں ؎

صحبتِ صالح ترا صالح کند — صحبتِ طالح ترا طالح کند

تا توانی دور شو از یارِ بد — یارِ بد بدتر بود از مارِ بد

مارِ بد تنہا ہمی بر جان زند — یارِ بد بر جان و بر ایمان زند

یعنی نیکوں کی صحبت نیک بناتی ہے اور بدوں کی صحبت بد بناتی ہے پس جہاں تک ہو سکے یارِ بد سے دور رہو کہ بُرا یار سانپ سے بدتر ہوتا ہے کہ سانپ تو صرف کاٹتا اور جان کو ضرر و نقصان پہنچاتا ہے اور بُرا یار جان اور ایمان دونوں کو نقصان پہنچاتا ہے لہٰذا بدوں کی صحبت میں بیٹھنے سے اکیلے بیٹھنا اچھا ہے اور اکیلے بیٹھنے سے اچھوں کی صحبت میں بیٹھنا اچھا ہے نیکوں کے پاس بیٹھنا مثل عطار کے پاس بیٹھنے کے ہے کہ اگر وہ تمہیں عطر نہ دے گا تو خوشبو تو اس کی تمہیں ضرور آئے گی اور بدوں کے پاس بیٹھنا مثل لوہار دھونکنے والے کے ہے کہ یا تو اس کی چنگاریاں اڑ کر تمہارے کپڑے جلائیں گی اور نہیں تو اس کی بدبو تمہارے دماغ کو ضرر پہنچائے گی۔

(۱۵) آپس میں ایک دوسرے کی مدد و اعانت کرتے رہو کہ اگر مدد کرنے کے قابل ہو کر مدد نہ کرو گے تو قیامت کے دن ذلیل و رسوا کیے جاؤ گے۔

(۱۶) آپس میں ایک دوسرے کی حاجتیں روا مشکلیں آسان مصیبتیں دفع

کرتے عیبوں کو چھپاتے رہو کہ جب تک تم کسی مسلمان کی حاجت روائی میں مشغول رہو گے اللہ تعالیٰ تمہاری حاجت روائی میں مشغول رہے گا اور اگر تم کسی مسلمان کی سختی و مصیبت دفع کروگے، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمہاری سختی و مصیبت دفع فرمائے گا اور اگر تم کسی مسلمان کی پردہ پوشی کروگے عیب چھپاؤگے اللہ تعالیٰ تمہاری پردہ پوشی کرے گا اور عیب چھپائے گا۔

(۱۷) کسی دنیوی جھگڑے کی وجہ سے آپس میں بول چال کلام سلام ترک اور قطع تعلق نہ کرو کہ مسلمان کو مسلمان سے تین دن سے زیادہ قطع تعلق رکھنا کلام سلام ترک کرنا گناہ ہے اور اگر وہ اس حال میں مرجائے گا تو دوزخ میں جائے گا اور اس کے گناہ معاف نہ ہوں گے یہاں تک کہ وہ صلح کرے اور جھگڑا رفع کرے۔

(۱۸) آپس میں اتحاد و اتفاق سے مثل تن واحد کے رہو ایک دوسرے سے بغض و حسد و کینہ و دشمنی نہ رکھو کسی پر ظلم نہ کرو کسی کو ذلیل و حقیر نہ کرو کسی کی عیب جوئی و رسوائی نہ کرو۔ کسی کا دل نہ دکھاؤ ایذا و ضرر نہ پہنچاؤ کسی کو دھوکا نہ دو کسی کو تیز نظر سے گھور کر نہ دیکھو کسی کا نام بگاڑ کر نہ لو کسی کو برے لقب برے خطاب سے نہ پکارو کسی کو گالی نہ دو برا نہ کہو کہ مسلمان کو ضرر و نقصان پہنچانے والا خدا کی رحمت سے دور اور دل دکھانے ایذا دینے والا خدا اور رسول کو ایذا دینے والا ہے اور اللہ و رسول کو ایذا دینے والا ملعون و جہنمی ہے العیاذ باللہ تعالیٰ۔

(۱۹) جو بات تمہیں پسند اور اچھی معلوم ہو وہ اپنے مسلمان بھائیوں کے لیے بھی پسند کرو اور جو تمہیں ناپسند اور بری معلوم ہو وہ ان کے لیے بھی ناپسند کرو بری جانو ورنہ تم مسلمان نہیں ہو سکتے مومن کامل نہیں بن سکتے۔

(۲۰) اگر کوئی مسلمان کسی مسلمان میں کوئی عیب اور برائی دیکھے تو اسے مطلع کرے اور اسے اس سے دور کرنے کی کوشش کرے کہ حدیث میں ہے ہر ایک تم میں کا اپنے بھائی کے لیے آئینہ ہے پس جب کوئی برائی اس میں دیکھے تو اسے دور کرے۔

Marfat.com

۲ - عیادت و تعزیت کا بیان

(۲۱) جب کوئی مسلمان یا کوئی عزیز قریب تمہارا بیمار پڑے اس کی عیادت کرو اسے دیکھنے جاؤ اس کا حال پوچھو کہ مسلمان پر مسلمان کی عیادت و بیمار پرسی حق ہے اور موجب ثواب ہے بلکہ اتباع جنازے سے بڑھ کر ہے احادیث میں ہے اگر کوئی مسلمان کسی مسلمان کی صبح عیادت کرتا ہے تو شام تک ستر ہزار فرشتے اس کے لیے دعا کرتے ہیں اور اگر شام کو کرتا ہے تو صبح تک دعا کرتے ہیں اور جنت میں اس کا ٹھکانا ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ اسے دوزخ سے ستر ہزار سالہ راہ دور رکھتا ہے جبکہ بہ نیت ثواب وضو کر کے عیادت کو جائے۔

(۲۲) جب کسی بیمار کو دیکھنے جاؤ تو اس پر اپنا ہاتھ رکھ کر اس کا حال پوچھو اور اس کے واسطے دعا کرو اَللّٰھُمَّ اَشْفِ عَبْدَكَ کہو۔

(۲۳) اگر بیمار پرسی مریض کو گراں اور بری معلوم ہوتی ہو تو نہ کرنا چاہیے۔

(۲۴) جب مریض کو دیکھنے جاؤ تو مرض کی شدت بیماری کی برائی اس کے روبرو بیان نہ کرو بلکہ تسکین آمیز الفاظ اس سے کہو امید زیست اسے دلاؤ مرض کی آسانی بیان کرو۔

(۲۵) بہت دیر مریض کے پاس نہ بیٹھو نہ اس کے پاس چلّا کر بات کرو۔

(۲۶) عیادت ہر مرض میں کرو اگرچہ ادنیٰ ہی مرض ہو کہ حضورؐ نے ایک صحابی کی آنکھیں دکھنے میں عیادت فرمائی۔

(۲۷) جب عیادت کو جاؤ تو مریض کے پاس جا کر یہ دعا سات مرتبہ پڑھو اَسْئَلُ اللّٰہَ الْعَظِیْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اَنْ یَّشْفِیَكَ حدیث میں ہے کہ جو مریض کے پاس یہ دعا پڑھے گا اللہ تعالیٰ اسے سوائے موت کے ہر مرض سے شفا دے گا۔

Marfat.com

(۲۸) اگر ہفتہ اور اتوار اور بدھ کے دن عیادت کرنے کو لوگ بُرا جانتے ہوں بدشگونی لیتے ہوں تو اس روز عیادت نہ کرو مگر ہفتہ کے دن عیادت کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔

(۲۹) عیادت ہر مسلمان کی جائز ہے خواہ وہ فاسق و فاجر ہو یا نیک صالح۔

(۳۰) دین میں رخنہ اندازی کرنے والوں بدعتی گمراہوں کی عیادت بھی ناجائز ہے جیسا کہ ان سے میل جول سلام ناجائز ہے۔

(۳۱) جب کوئی مسلمان مرجائے تو اس کی تعزیت کرو اس کے جنازہ میں شریک ہو کہ مسلمان کے جنازے میں شریک ہونا اس کی تعزیت کرنا بھی مسلمان پر حق اور موجب ثواب ہے حدیث میں ہے کہ جو شخص اپنے بھائی کی مصیبت میں تعزیت کرے گا اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن حُلۂ بہشتی پہنائے گا اور اس کی مثل ثواب دے گا۔

(۳۲) تعزیت مردوں اور عورتوں سب کو کرنا چاہیے۔ اور تعزیت کے معنی یہ ہیں کہ اہل میت کو جا کر تسکین دیں انہیں صبر دلائیں اور میت کے لیے دُعا کریں اور یوں کہیں اَعْظَمَ اللّٰہُ اَجْرَكَ وَاَحْسَنَ عَزَاءَكَ وَغَفَرَ لِمَیِّتِكَ۔

(۳۳) تعزیت اوّل روز افضل اور تین روز تک جائز اور بعد تین دن کے مکروہ ہے ہاں اگر ولی میت غائب ہو اور بعد کو آئے تو تین روز کے بعد بھی جائز ہے۔

(۳۴) اہل برادری و اہل محلہ کو اہل میت کے لیے پہلے روز دونوں وقت کھانا بلکہ اپنے ساتھ لے جا کر ان کے ہمراہ بیٹھ کر کھانا انہیں باصرار کھلانا مستحب ہے اور بعد اس کے مکروہ و ممنوع ہے۔

(۳۵) اہل برادری کو اہل میت کے یہاں کا کھانا انکی ضیافت قبول کرنا ناجائز و گناہ ہے ہمارے یہاں بہت بُری رسم ہے کہ اہل برادری میت کے یہاں جمع ہو کر کھانا کھانے پان تمباکو وغیرہ چیزوں میں ان کا خرچ کراتے ہیں اور اہل میت مجبوراً ایسا کرتے ہیں بلکہ بہت سے بدنامی کے باعث قرض لیکر یا یتیموں کا مال اس میں صرف کرتے ہیں مسلمانوں کو اس سے بچنا اور بہت بچنا چاہیے۔

Marfat.com

۳۔ سلام کرنے اور جواب سلام دینے کا بیان

(۳۶) حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ تم جنت میں داخل نہ ہو گے جب تک کہ مومن نہ بنو گے۔ اور مومن نہ بنو گے جب تک کہ آپس میں محبت نہ کرو گے کیا میں ایسی بات نہ بتاؤں جس کے کرنے سے تم آپس میں محبت کرنے لگو اور وہ بات یہ ہے کہ تم لوگ آپس میں سلام کیا کرو۔

(۳۷) پس جب تم کسی مسلمان سے راستے میں ملو تو اسے سلام کرو خواہ تم اسے جانتے ہو یا نہ جانتے ہو۔

(۳۸) بلکہ سلام کے ساتھ رحمۃ اللہ و برکاتہ کہنا بہتر و افضل ہے کہ ہر لفظ کے بدلے دس نیکیاں نامہ اعمال میں درج ہوتی ہیں ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر السلام علیکم کہا۔ حضورؐ نے جواب دے کر فرمایا دس نیکیاں واجب ہوئیں دوسرے نے حاضر ہو کر السلام علیکم و رحمۃ اللہ کہا آپ نے جواب دے کر فرمایا۔ بیس ۲۰ نیکیاں ملیں۔ تیسرے نے السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ کہا۔ حضورؐ نے جواب دے کر فرمایا تیس ۳۰ نیکیاں پائیں۔ چوتھے نے آکر السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ و مغفرتہ کہا۔ آپ نے جواب دے کر فرمایا چالیس ۴۰ نیکیاں پائیں۔

(۳۹) اگر کوئی مسلمان چند بار راہ میں تھوڑی دیر بعد ملے تو ہر بار سلام کرنا چاہیے۔

(۴۰) جب کسی کے گھر جاؤ تو گھر والوں پر سلام کرو اور جب واپس آؤ تو بھی سلام کرو۔

(۴۱) سلام زبان سے باآواز کرو کہ دوسرا شخص سن لے ہاتھ اور انگلیوں کے اشارہ سے نہ کرو جیسا کہ آج کل بعض کرتے ہیں کہ ہاتھ اور انگلیوں کے اشارہ سے سلام کرنا طریقہ یہود و نصاریٰ ہے اور مسلمانوں کو ان کی طرح سلام کرنے سے منع

Marfat.com

فرمایا گیا ہے۔ یوں ہی بندگی تسلیمات آداب عرض بھی مسلمان کو نہ کرنا چاہیئے جیسا کہ آج کل رائج ہے کہ یہ بھی طریقہ غیر مسلم ہے۔

(۴۲) سلام کرنا سنّت ہے اور جواب سلام دینا واجب ہے۔ پس جب کوئی تمہیں سلام کرے تو تمہیں اس کا رد کرنا جواب سلام دینا وعلیکم السلام کہنا واجب ہے اس پر زیادتی کرنا وعلیکم السلام کے ساتھ رحمۃ اللہ وبرکاتہ ملانا بہتر و افضل ہے خواہ ایک لفظ زیادہ کر کے کہو یا دو تین۔

(۴۳) یا یوں کرو کہ اگر سلام کرنے والا صرف سلام کرے تو تم رحمۃ اللہ زیادہ کر کے جواب دو اور اگر وہ رحمۃ اللہ ملا کر سلام کرے تو تم رحمۃ اللہ وبرکاتہ ملا کر جواب دو اور جو وہ رحمۃ اللہ وبرکاتہ ملا کر سلام کرے تو تم تینوں لفظ ملا کر جواب دو اور یوں کہو وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

(۴۴) اگر اکیلے شخص پر سلام کیا جائے تو اکیلے پر جواب واجب ہے اور اگر چند پر کیا جائے تو سب پر جواب فرض کفایہ ہے کہ اگر ان میں سے ایک نے جواب دے دیا تو سب کے ذمّہ سے فرضیت ساقط اور اگر کسی نے جواب نہ دیا تو سب گنہگار۔

(۴۵) اگر چند لوگوں میں سے ایک کو مخصوص کر کے سلام کیا گیا اور دوسرے نے اس کا جواب دیا تو جواب نہ ہوگا شخص مخصوص کے ذمّہ اس کا جواب باقی رہے گا

(۴۶) اگر ایک شخص نے ایک مجلس پر ایک بار سلام کیا اور پھر دوبارہ آکر اسی مجلس پر سلام کیا تو دوسری بار کے سلام کا جواب واجب نہیں ہے مستحب ہے۔

(۴۷) اسی طرح ایک جماعت مسلمانوں کی ایک جماعت پر ہو کر گذری اور گذرنے والوں میں سے ایک شخص نے سلام کیا اور بیٹھے ہوؤں میں سے ایک نے جواب دیا تو کافی ہے۔

(۴۸) ابتدا بسلام افضل و اولیٰ ہے جو پہلے سلام کرتا ہے وہی اللہ تعالیٰ سے زیادہ نزدیک ہوتا ہے۔ اور کبر و غرور سے دور ہوتا ہے اور جواب دینے والے سے

Marfat.com

دس نیکیوں کا ثواب زیادہ پاتا ہے۔

(۴۹) سوار کو پیدل پر اور پیدل گزرنے والے کو بیٹھے ہوئے پر اور چھوٹوں کو بڑوں پر اور تھوڑوں کو بہت سوں پر سلام کرنا چاہیے۔

(۵۰) کلام کرنے سے پہلے سلام کرنا پھر کلام کرنا مستحب ہے اگر کوئی سلام سے پہلے کلام کرے تو اُسے سلام کا جواب دینا واجب نہیں۔

(۵۱) اگر لڑکوں اور عورتوں کی جماعت پر ہو کر گزرو تو بھی سلام کرو کہ مسنون ہے۔

(۵۲) سلام میں عورتوں کا حکم مثل مردوں کے ہے یعنی جس طرح مرد مردوں کو سلام کرتے ہیں عورتیں عورتوں کو سلام کریں۔

(۵۳) اگر کوئی سلام کرے تو فوراً اُسے رد کرنا جواب دینا چاہیے بلا عذر جواب نہ دینے یا دیر کر دینے میں گناہ ہو گا جو بے توبہ کیے معاف نہ ہو گا۔

(۵۴) سلام اور جواب سلام بصیغہ جمع ہو اور سلام مع الف لام کے اور جواب مع واؤ کے ہو یعنی السّلام علیکم اور وعلیکم السّلام۔

(۵۵) بلا الف لام کے سلام کرنا یعنی سلامٌ علیکم کہنا بھی جائز ہے مگر طریقہ روافض ہے اس سے بچنا لازم ہے۔

(۵۶) بلا واؤ کے جواب سلام دینے یعنی علیکم السّلام کہنے سے جواب سلام نہ ہو گا۔

(۵۷) سلام کا جواب باآواز دو کہ دوسرا سن لے اگر نہ سنے گا فرض ساقط نہ ہو گا ذمہ پر باقی رہے گا اور اگر وہ بہرا ہو تو ہونٹ ہلاؤ تا کہ وہ سمجھ لے اور یہی حکم سلام کا ہے کہ باآواز ہو تا کہ دوسرا سن لے ورنہ سلام نہ ہو گا۔

(۵۸) اپنے گھر میں بھی سلام کہہ کر داخل ہو اگر گھر خالی ہو تو یوں کہو السّلام علینا وعلیٰ عباد اللّٰہ الصالحین کہ فرشتے اور حضور کی روح جو ہر گھر میں موجود ہے جواب سلام دیتے ہیں۔

(۵۹) اگر کوئی تمھیں خط میں سلام لکھ کر بھیجے تو اس کا جواب بھی فوراً تم پر واجب

Marfat.com

ہے خواہ زبان سے دو یا خط کے ذریعہ سے۔

(۶۰) اگر کوئی تمھیں کسی کی زبانی سلام کہلا بھیجے تو پہنچنے پر اس کا جواب بھی تم پر واجب ہے بلکہ تم بھیجنے اور لانے والے دونوں پر سلام کرو اور یوں کہو وعلیک و علیہ السّلام کہ یونہی مستحب ہے۔ حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے حضور کی خدمت میں آکر کہا کہ میرے باپ نے آپ کو سلام کہا ہے آپ نے فرمایا وعلیک وعلی ابیک السّلام۔

(۶۱) اور لانے والے پر سلام کا پہنچانا واجب ہے اگر اس نے پہنچانے کا وعدہ کیا ہو ورنہ واجب نہیں۔

(۶۲) یہود و نصاریٰ ہنود وغیرہ کفار و مشرکین کو بے ضرورت و بلا حاجت سلام نہ کرو اور نہ ہی ان سے ہاتھ ملاؤ اگر بھول کر ان سے ہاتھ ملایا مصافحہ کر لیا تو ہاتھ دھونا بہتر ہے۔

(۶۳) اگر مسلم و غیر مسلم میں شک ہو تمیز نہ ہو سکے کہ یہ مسلم ہے یا کافر اور سلام کر لیا تو کچھ حرج نہیں۔

(۶۴) اسی طرح اگر کافر و مشرک و مبتدع سلام کرے تو انھیں جواب دینے میں حرج نہیں مگر صرف وعلیک کہے اور کچھ زیادہ نہ کرے۔

(۶۵) کافر و مشرک کو تعظیماً و تبجیلاً سلام کرنا کفر ہے۔

(۶۶) ظالم و جابر فاسق و فاجر بدعتی گمراہ پر سلام نہ کرو اگر فسق و فجور بدعت و ظلم علانیہ کرتے ہوں اور اگر علانیہ نہ کرتے ہوں تو سلام کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

(۶۷) جھوٹے مسخرے لغوگو اور گالیاں بکنے والے غیر عورتوں کو تکنے والے بھانڈ ڈوم، مراثی وغیرہ گانے بجانے والے اور کبوتر باز کو سلام نہ کرو تاوقتیکہ وہ اپنے افعال سے توبہ نہ کریں اور ان کا توبہ کرنا معلوم نہ ہو جائے۔

(۶۸) اگر فاسق و فاجر اور نیک صالح میں شک ہو کہ یہ فاسق ہے یا صالح تو

Marfat.com

شک کا اعتبار نہ کرو اور مسلمان کی طرف نیک گمان کر کے سلام کرو۔

(۶۹) جو شخص نماز یا قرآنِ عظیم یا خطبہ یا ذطیفہ پڑھنے یا علمِ دین پڑھنے پڑھاتے یا وعظ کہنے ذکرِ الٰہی و دُعا کرنے یا وعظ یا قرآن یا علمِ دین سنتے یا اذان و تکبیر کہنے یا شطرنج یا تاش گنجفہ چوسر جوا کھیلنے یا پاخانہ پیشاب پھرنے یا کبوتر بازی یا غیبت یا جماع یا کھانے پینے میں مشغول ہو یا ننگا یا شراب پیئے یا اور کسی باعث جواب سلام دینے سے عاجز ہو تو ایسے شخص پر ایسی حالت میں سلام نہ کرو کہ ممنوع و مکروہ ہے۔

(۷۰) اگر کوئی شخص نماز قرآنِ عظیم خطبہ وظیفہ علم دین پڑھتے اذان و اقامت کہتے اور علم دین پڑھاتے دُعا اور ذکرِ الٰہی کرتے پاخانہ پیشاب پھرتے نہاتے اونگتے سوتے جماع کرتے پانی پیتے کھانا کھاتے میں سلام کرے تو اس کے سلام کا جواب دینا واجب نہیں اسی طرح سائل اور بچے پاگل اور شرابی کے سلام کا جواب واجب نہیں بلکہ جو خلاف صیغہ سلام کرے السلام علیکم یا سلامٌ علیکم نہ کہے بلکہ صرف سلام بے علیکم کہے یا سلام علیک بجزم المیم کہے یا تسلیم کرے تو اس کے سلام کا جواب بھی واجب نہیں کہ شرعًا یہ سلام ہی نہیں۔

(۷۱) جو شخص کسی ناجائز کام میں مشغول یا خلافِ شرع کپڑے پہنے ہو اس پر سلام نہ کرو اور نہ اس کے سلام کا جواب دو۔

(۷۲) بوڑھی عورتوں کے سلام کا جواب زبان سے اور جوان عورتوں کے سلام کا جواب دل میں دو۔

چھت پر چڑھ سکتا نہیں کوئی بھی زینہ چھوڑ کر
حق کو پا سکتا نہیں کوئی بھی مدینہ چھوڑ کر

۴۔ مجالس و محافل کا بیان

(۷۳) جب کسی مجلس و محفل میں جاؤ تو سلام کرو اور جب وہاں سے واپس آؤ تو سلام کرکے آؤ۔

(۷۴) اور جہاں جگہ پاؤ بیٹھ جاؤ کسی کو اس کی جگہ سے اپنے بیٹھنے کے لیے نہ اُٹھاؤ اگر جگہ نہ ہو تو لوگوں سے کہو کہ وہ بیٹھنے کو جگہ کر دیں بلکہ لوگوں کو کہو جب کوئی شخص آوے اور جگہ تنگ ہو تو اسے جگہ دیں اور ذرا ذرا دب کر سرک کر بیٹھیں کہ مقتضائے مروّت و انسانیت یہی ہے۔

(۷۵) بلکہ اگر جگہ کشادہ بھی ہو تب بھی آنے والے کے لیے ہلنا سرکنا اور اُسے خُلق سے اپنے پاس بٹھانا چاہیے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یوں ہی کیا کرتے تھے۔ حدیث شریف میں ہے کہ ایک بار حضور مسجد میں تشریف فرما تھے کہ ایک شخص آیا آپ نے اس کے واسطے اپنی جگہ سے جنبش کی اور سرکے اُس نے عرض کی یا رسول اللہ مکان کشادہ ہے جگہ بیٹھنے کی ہے آپ کو جنبش کرنے کی کیا حاجت ہے اور تکلیف فرمانے کی کیا ضرورت ہے فرمایا کہ مسلمان پر حق ہے کہ جب اپنے بھائی مسلمان کو دیکھے تو اس کے لیے جنبش کرے سرکے۔

(۷۶) اور جب بیٹھو تو جوتا اُتار کر بیٹھو اور جوتا اُٹھا کر اپنے پاس رکھ لو۔

(۷۷) اگر کوئی شخص مجلس میں سے اپنی جگہ سے اُٹھ کر کسی کام کو جائے اور اُس کے لوٹ آنے کی اُمید ہو تو کسی کو اس کی جگہ نہیں بیٹھنا چاہیے اگر کوئی اس کی جگہ بیٹھ جائے گا تو وہ آکر اُسے اٹھا دینے کا مستحق ہے اگر وہ کہیں دور گیا ہو اور دیر میں آئے تو بیٹھے ہوئے کو اُٹھانے کا وہ مستحق نہیں ہے۔

(۷۸) بلکہ جانے والے کو چاہیے کہ اگر وہ لوٹ آنے کے ارادے سے جائے تو

Marfat.com

اپنی جگہ اپنی کوئی چیز چھوڑ جائے تاکہ لوگوں کو معلوم رہے کہ اُس کی جگہ کوئی نہ بیٹھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یونہی کیا کرتے تھے۔

(۷۹) اگر ایک مجلس میں ایک جگہ دو آدمی بیٹھے ہوں وہ آپس میں دوست ہوں اور تمھیں ان کا دوستانہ معلوم بھی ہو تو بے اجازت ان کے درمیان میں نہ بیٹھو اور اگر وہ دونوں غیر ہوں تو اُن کے درمیان بیٹھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے اور اگر اُن کا دوستانہ تمھیں معلوم نہ ہو تب بھی احتیاطاً ان کے درمیان نہ بیٹھو۔

(۸۰) مجلس میں آنے والے کو اپنی جگہ بٹھانے کی غرض سے کھڑے نہ ہوں اگر آنے والے کے لیے کوئی ایسا کرے تو آنے والے کو اس کی جگہ نہ بیٹھنا چاہیئے۔

(۸۱) جب مجلس میں کوئی بزرگ و شریف قوم غیر دُنیا دار یا کوئی اہلِ علم و فضل آئے تو اہلِ مجلس کو اُس کی تعظیم کے لیے کھڑا ہونا جائز ہے اہلِ دنیا کی تعظیم کے لیے کھڑا ہونا جائز نہیں۔

(۸۲) حاضرینِ مجلس میں سے اگر کچھ لوگ آپس میں خفیہ باتیں کرتے ہوں اور تم سن لو تو انھیں اپنے دل میں رکھو کسی پر ظاہر نہ کرو ہاں اگر کسی مسلمان کو ناحق مارنے کسی کا مال چرانے لوٹنے آبرو کھونے کی صلاح کرتے ہوں تو تم اسے ضرر سے بچانے کی نیت سے جاکر خبر کر دو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

کلمہ ہو زباں پر تیرا لو تجھ سے لگی ہو
جس دم کہ الٰہی مرا دنیا سے سفر ہو
ایمان سلامت رہے لب پر ہو ترا نام
اس عالمِ فانی سے جو خلیلؔ کا گذر ہو

Marfat.com

۵- خط وکتابت کا بیان

(۸۳) آپس میں ایک دوسرے کو خط لکھنا ان کی خیر وخبر بذریعہ خط منگانا بھی مسنون اور صلہ رحمی میں داخل ہے پس جب تم کسی مسلمان کو خط لکھنے کا ارادہ کرو تو پہلے بسم اللہ پھر اپنا نام دیتے پھر مکتوب الیہ کا نام معہ القاب وآداب پھر حمد وصلوٰۃ کے بعد سلام اور دیگر حال لکھو کہ حضور اسی طرح خط لکھوایا کرتے تھے۔

(۸۴) اگر کسی کافر کو خط لکھو تو بجائے سلام السّلام علی من اتبع الہدیٰ لکھو۔

(۸۵) خط لکھتے وقت مکتوب الیہ کے مرتبہ کا لحاظ رکھو جس مرتبہ کا وہ ہو اسی مرتبہ کے آداب والقاب والفاظ لکھو۔ مثلاً اگر مکتوب الیہ کوئی بزرگ شریف ذی عزت و جاہت یا اہل علم وسیادۃ باپ دادا وغیرہ اپنا بڑا ہو تو آداب کے ساتھ تعظیمی القاب و الفاظ لکھو اور برابر والے کو اس کے موافق اور چھوٹوں کو ان کے موافق اور رذیلوں کو اُن کے موافق۔

(۸۶) خط لکھنے کے بعد اُس پر مٹی چھڑکو کہ مسنون ہے برکت ہوتی ہے حاجت جلد روا ہوتی ہے۔

(۸۷) اگر دستی خط روانہ کرو تو لے جانے والے کے ہاتھ میں نہ دو زمین پر رکھ دو تاکہ وہ خود اٹھالے کہ اس میں بہتری ہے۔

(۸۸) اللہ تعالیٰ کا جب نام لکھو تو اس کے ساتھ تبارک وتعالیٰ یا عزّوجل لکھو۔

(۸۹) حضورؐ کا جب نام لکھو تو اس کے ساتھ پورا صلوٰۃ وسلام لکھو صرف اس پر ص یا صلعم بنا دینا جائز نہیں۔

(۹۰) جب آل واصحاب کا نام لکھو تو اس کے ساتھ پورا رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھو صرف رضؓ بنا دینا جائز نہیں۔

Marfat.com

(۹۱) سوائے انبیاء علیہم السلام کے کسی نام کے ساتھ علیہ السّلام یا علیہ الصلوٰۃ و السّلام لکھنا جائز نہیں۔

(۹۲) حالتِ کتابت میں بعض وقت قلم کان میں رکھ لیا کرو کہ بھولا ہوا مضمون یاد آجائے گا۔

(۹۳) جب کسی کا خط تمھارے پاس آئے تو تمھیں اس کا جواب دینا واجب ہے۔

(۹۴) کسی کی کوئی تحریر و خط بلا اجازت اُس کی نہ دیکھو کہ گناہ ہے۔

(۹۵) چاندی سونے کی دوات و قلم سے لکھنا گناہ ہے۔

(۹۶) قلم کا برادہ جو قلم بناتے وقت ہوتا ہے پھینکنا نہیں چاہیے کسی محفوظ جگہ رکھ دینا چاہیے نئے قلم کا برادہ پھینکنے میں حرج نہیں۔

(۹۷) قرآن عظیم کی آیۃ اور اسماء الٰہی نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو لکھ کر تھوک سے بگاڑنا منع ہے بلکہ آیات و احادیث کو لکھ کر کاٹنا بھی خلافِ ادب ہے۔

(۹۸) آیاتِ قرآن عظیم اور اسماء الٰہی کو در و دیوار یا ایسی شے پر کہ جس سے بے ادبی ہو لکھنا نہ چاہیے۔

(۹۹) کاغذ کا ادب کرو اُسے پاؤں تلے نہ آنے دو اُسے نالی جو بچہ وغیرہ نجاست کی جگہوں میں نہ گرنے دو اگر گرا ہوا دیکھو تو اُسے اُٹھا کر کسی اچھی جگہ رکھ دو اس میں کوئی چیز نہ لپیٹو۔

(۱۰۰) کتب دینیہ پر دوات و قلم دان نہ رکھو۔

(۱۰۱) اپنی زبان کے سوا اور زبان بقدر ضرورت سیکھنا کہ خط لکھنا پڑھنا آجائے جائز ہے جیسے انگریزی۔ فارسی۔ ناگری۔ ہندی وغیرہ کہ حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زبان سریانی یہود کی زبان سیکھنے کا حکم فرمایا۔ پس زید نے پندرہ روز میں اتنا سیکھ لیا کہ یہود کو اُنھیں کی کی زبان میں خط لکھتے اور اُن کا خط آتا تو پڑھ لیتے تھے۔

Marfat.com

۶ - دعوت وضیافت کا بیان

(۱۰۲) بیاہ شادی وغیرہ تقریبوں میں ایک روز اپنے دوست احباب کی پڑوسیوں کی دعوت کرنا مسنون اور صلہ رحمی اور موجب ثواب ہے اور دو روز افضل ہے۔ اور دو روز سے زیادہ ریا اور دکھاوا ہے لہٰذا کسی تقریب میں دو روز سے زیادہ دعوت نہ کرنا چاہیئے۔

(۱۰۳) اگر تمہاری کوئی دعوت کرے تو اسے قبول کرو اور اُس کے ہاں جاکر خوشی سے کھاؤ اگر کسی وجہ سے نہ کھا سکو تو صاحب خانہ سے عذر کر دو کہ بلا عذر نہ کھانے سے اس کی دل شکنی ہوگی۔

(۱۰۴) امیروں اور غریبوں سب کی دعوت قبول کرنا اور اُن کے یہاں جانا چاہیے اگرچہ دعوت کرنے والا دُھنیا۔ جولاہا۔ بہشتی۔ درزی وغیرہ پیشہ ور ہی ہو کہ امیر کی دعوت قبول کرنا اور غریب کی دعوت نہ قبول کرنا بُرا اور خلافِ سنّت ہے بلکہ دعوت کو قبول نہ کرنا اُسکا انکار کرنا گناہ ہے حضور امیر وغریب و پیشہ ور سب کی دعوت قبول فرمایا کرتے اور تشریف لے جایا کرتے تھے۔ ایک حدیث میں ہے کہ حضور نے ایک درزی کی دعوت قبول فرمائی اور اس کے یہاں جاکر کھانا کھایا۔

(۱۰۵) جو شخص علانیہ فسق و فجور کرتا ہو حرام مال کھاتا ہو حرام کمائی کرتا ہو یا دعوت کی جگہ لہو ولعب گانا بجانا وغیرہ ممنوعات شرعیہ ہوں تو ایسی جگہ ایسے شخص کے یہاں دعوت میں خود جانا یا اپنے اہل وعیال کو وہاں بھیجنا جائز نہیں۔

(۱۰۶) اگر ایک وقت میں دو جگہ دعوت ہو اور ایک کا بلاوا پہلے اور دوسرے کا بعد کو آئے تو پہلے کو قبول کرے اور دوسرے سے عذر کرو اور اگر دونوں کا بلاوا برابر آیا ہو تو پاس والے کی دعوت قبول کرو اور دور والے سے عذر کر دو۔

(۱۰۷) دعوت میں اپنے ساتھ بغیر بلائے کسی کو نہ لے جاؤ اگر کوئی بِلا بلائے تمھارے

Marfat.com

ساتھ دعوت میں چلا جائے تو صاحب خانہ سے اس کی اطلاع کردو وہ چاہے اُسے رہنے دے یا نہ رہنے دے حدیث میں ہے کہ ایک بار ایک صحابی نے حضور کی معہ ہمراہیوں کے دعوت کی جب اس کے یہاں تشریف لے چلے تو ایک شخص جو بلانے کے وقت نہ تھا آپ کے ساتھ ہولیا جب حضور دروازے پر پہنچے تو صاحب خانہ سے فرمایا ہمارے ساتھ ایک شخص آیا ہے جو بلاوے کے وقت ہم میں نہ تھا پس اگر تو اجازت دے تو وہ داخل ہو اُس نے عرض کی میں نے اجازت دی، آئے۔

(۱۰۸) بلا بلائے دعوت میں نہ جانا چاہیے۔

(۱۰۹) اگر ایک گھر میں چند آدمی ہوں اور سب سے رسم ہو تو ان میں سے ایک کو دعوت میں بُلانا اوروں کو نہ بُلانا مثلاً باپ کو بُلانا اور بیٹے کو نہ بُلانا ایک بھائی کو بُلانا اور دوسرے کو نہ بلانا بُرا ہے۔

(۱۱۰) وقت مقررہ پر دعوت میں پہنچ جاؤ تاکہ صاحب خانہ کو انتظار نہ کرنا پڑے اور جب جاؤ تو جس جگہ صاحب خانہ بٹھائے وہاں بیٹھو اگر لوگ تم سے پہلے آکر اچھی جگہ بیٹھ گئے ہوں تو تم جہاں جگہ پاؤ بیٹھ جاؤ اور تواضع اختیار کرو اور عورتوں کے حجرہ کے برابر نہ بیٹھو اور جہاں سے کھانا لایا جاتا ہو اُدھر بار بار نہ دیکھو اور جس کے پاس جاکر بیٹھو اُسے سلام کرو اور اس کا حال پوچھو مزاج پرسی کرو۔

(۱۱۱) جب لوگ جمع ہو جائیں انھیں طریقہ سے برابر بٹھا کر دستر خوان بچھایا جائے اور کسی طشت یا سیلابچی میں ہاتھ دھلائے جائیں پھر کھانا لایا جائے۔ قبل ہاتھ دھلانے کے کھانا نہ لایا جائے اور قبل کھانا کھانے کے ہاتھ دھلانے میں نوجوانوں سے ابتداء کی جلائے اور بعد کھانا کھانے کے بوڑھوں سے ابتداء کی جائے۔

(۱۱۲) ہاتھ دھلانے والا کھڑا ہو کر ہاتھ دھلائے اور سیدھی طرف سے دھلانا شروع کرے۔

(۱۱۳) ہاتھ آہستہ دھو اور کلی طشت میں منہ نیچا کرکے آہستہ ڈالو تاکہ چھینٹیں اڑ

کر فرش پر اور پاس بیٹھنے والے پر نہ پڑیں۔

(۱۱۴) بعد ہاتھ دھلانے کے کھانا لایا جائے اور پہلے بزرگوں کے سامنے رکھا جائے

(۱۱۵) کھانا کھلانے میں اتنی دیر نہ کی جائے کہ لوگوں پر گراں گزرے اور گھبرا کر چلے جائیں اگر سب لوگ جمع ہو گئے ہوں اور دو ایک نہ آئے ہوں تو اُن کی وجہ سے حاضرین کے کھانا کھلانے میں دیر نہ کی جائے بلکہ حاضرین کو کھلا دیا جائے اور بقیہ کو بعد آنے کے کھلایا جائے۔ ہاں اگر کوئی شخص رہ گیا ہو کہ انتظار نہ کرنے سے دل شکستہ اور رنجیدہ ہوگا تو حاضرین کے کھلانے میں اس نیّت سے دیر کرنا بھی روا ہے ورنہ نہیں۔

(۱۱۶) دستر خوان پر کچھ سبزی بھی ہونا چاہیے تاکہ فرشتے بھی شریک دعوت ہوں۔

(۱۱۷) جب سب کے روبرو کھانا رکھا جائے تو صاحبِ خانہ کو کھانے کی اجازت دینا چاہیئے بے اجازت کھانا نہ چاہیے۔ جب اجازت ہو تو نیچی نگاہ کر کے کھانا شروع کرو اور کھاتے میں اِدھر اُدھر نہ دیکھو دوسروں کے نوالے نہ تکو۔

(۱۱۸) کھاتے وقت منہ کھانے کے برتن سے جُدا رکھو تاکہ پھندا لگنے اور کھانسی آنے کے وقت کوئی چیز منہ سے برتن میں نہ گرے بلکہ پھندا لگتے اور کھانسی آتے وقت منہ پر ہاتھ رکھنا یا منہ پھیر لینا اچھا ہے اور کھاتے وقت برتن میں ہاتھ نہ چھڑکتے جاؤ اور عادت سے کم نہ کھاؤ کہ ریا ہوگا۔

(۱۱۹) دستر خوان پر سے قبل دستر خوان اُٹھانے کے نہ اُٹھو اور ہاتھ کھانے سے نہ اُٹھاؤ جب تک کہ تمہارے ساتھی کھانے سے فارغ نہ ہو لیں اگر پیٹ بھر گیا ہو تب بھی ان کا ساتھ دو اور ذرا ذرا سا کھاتے رہو یا اُن سے کچھ عذر کر کے جُدا ہو جاؤ تاکہ وہ پیٹ بھر کر کھانا کھالیں اور شرمائیں نہیں۔

(۱۲۰) بعد کھانے کے دانتوں میں خلال کرو اور جو کھانا خلال د زبان سے نکلا ہو اسے اس طرح پھینکو کہ لوگوں پر نہ پڑے اور اگر تھوکنے کی جگہ نہ ہو تو منہ میں لیے رہو جب طشت ہاتھ دھونے کو لایا جائے تو اس میں ڈال دو اور ہاتھ دُھو۔

(باقی آداب کھانا کھانے کے بیان میں دیکھو)

۷۔ مہمان نوازی کا بیان

مہمان نوازی سنّت اسلام و طریقہ خلیل اللہ علیہ السّلام اور بڑے ثواب کا کام ہے۔ حدیث میں ہے کہ آدمی مہمان کے ساتھ کھانا کھانے میں جو کرامت پاتا ہے اگر اُسے جانے تو اکیلے کبھی کھانا نہ کھائے۔ دوسری حدیث یہ ہے کہ جب کوئی مہمان کسی کے یہاں آتا ہے تو اپنا رزق لے کر آتا ہے اور جب اس کے یہاں سے جاتا ہے تو صاحبِ خانہ کے گناہ بخشے جانے کا سبب ہوتا ہے گویا مہمان کے باعث اللہ تعالیٰ گھر والوں کے گناہ معاف فرماتا ہے۔

(۱۲۱) اگر کوئی شخص تمہارے یہاں مہمان آئے تو اس کی خاطر مدارات کرو اس کا اکرام کرو اُسے آرام دو اس کی خدمت کے لیے تیّار رہو اس کے واسطے بچھونا بچھواؤ عمدہ عمدہ حسبِ حیثیت کھانے پکواؤ اور اچھّے برتنوں میں اس کے سامنے رکھو۔

(۱۲۲) کھانا مرغوب اور موافق خواہش مہمان اگر ہو تو بہت اُچھا ہے اور کچھ نہ کچھ میٹھا کھانا بھی ہو۔ حدیث میں ہے جو اپنے بھائی کو میٹھا لقمہ کھلائے گا قیامت کی گھبراہٹ سے بچے گا اور جو لذیز چیز موافق اُس کی خواہش کے کھلائے گا ہزار نیکیوں کا ثواب پائے گا اور مسلمان کے پیٹ میں ایک آنت ہے جو سواء میٹھی چیز کے اور کسی سے نہیں بھرتی ہے اور بعد کھانا کھانے کے میٹھی چیز کھانا قسم قسم کے کھانوں سے بہتر ہے۔

(۱۲۳) مہمان کی خود خدمت کرو اُس سے خدمت نہ کراؤ۔ قاضی یحیٰی ابن اکثم رحمتہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں ایک رات خلیفہ مامون الرشید کا مہمان تھا کہ آدھی رات گئے مجھے پیاس لگی میں پانی پینے اُٹھا مامون الرشید نے دیکھ

Marfat.com

اُٹھنے کی پوچھی میں نے کہا پیاس لگی ہے کہا اپنی جگہ جاؤ اور خود اُٹھ کر میرے واسطے پانی لائے میں نے کہا کیا کوئی غلام باندی نہ تھا جس سے آپ منگاتے کہا سب سو رہے ہیں میں نے کہا میں خود پی لیتا آپ نے کیوں تکلیف کی پس مامون نے کہا مہمان سے خدمت لینا بُرا اور بدنامی کا باعث ہے خیال کرنا چاہیے کہ ایک خلیفہ وقت نے اپنے مہمان کی خاطر آدھی رات کو خود تکلیف کی اور مہمان کو تکلیف دینا پسند نہ کیا اُسے اُٹھ کر خود پانی پینے نہ دیا بلکہ اپنے باندی غلاموں کو بھی سوتے سے اُٹھانا پسند نہ کیا۔

(۱۲۴) مہمان سے خندہ پیشانی و شیریں زبان سے گفتگو کرو خاموش نہ رہو نہ اُسے اکیلا چھوڑو نہ اس کے سامنے اپنے نوکروں پر غصّہ کرو نہ اس کے باعث اپنے اہل و عیال پر تنگی کرو۔

(۱۲۵) مہمان کے لیے تکلّف نہ کرو کہ تھیں گراں معلوم نہ ہو اور اس کے سبب مہمان کو بُرا سمجھو اور اُس سے اکسانے لگو کہ مہمان سے اکسانا اللہ تعالیٰ کے نزدیک بُرا ہے۔

(۱۲۶) مہمانداری تین روز تک ہے اور تین روز کے بعد صدقہ ہے یعنی مہمان تین روز سے زیادہ رہے تو صاحب خانہ کو تین روز تک مہمانی اور بعد تین روز کے صدقہ کا ثواب ملے گا مگر مہمان کو چاہیے کہ تین روز سے زیادہ نہ رہے

(۱۲۷) اگر مہمان تھوڑے ہوں تو خود بھی ان کے ساتھ کھانا کھاؤ اور اگر زیادہ ہوں تو ان کے ساتھ کھانا نہ کھاؤ بلکہ ان کے کھلانے پلانے کے کام و خدمت میں مصروف رہو۔

(۱۲۸) مہمانوں کے ساتھ ایسے شخص کو مت بیٹھاؤ جس سے انھیں نفرت و گھن آئے ان کا بیٹھنا انھیں ناگوار ہو جیسے جُذامی کوڑھی رذیل بدحیثیت میلے کچیلے۔

(۱۲۹) مہمان سے جب صاحب خانہ کھانے کو کہے تو جھوٹا عذر نہ کرے جیسے کہ میرا پیٹ بھرا ہے۔ مجھے بھوک نہیں ہے اور واقع میں بھوکا ہو۔

(۱۳۰) جب صاحبِ خانہ مہمان کے سامنے کھانا لائے تو اُسے خوشی سے کھائے اُس میں عیب نہ نکالے اُسے حقارت کی نظر سے نہ دیکھے اگرچہ وہ حقیر ہی ہو۔

(۱۳۱) مہمان صاحبِ خانہ سے ایسی چیز کی فرمائش نہ کرے کہ اُس پر اُس شئے کا مہیا کرنا اپنی مفلسی کے باعث یا بازار میں نہ ملنے یا اور کسی وجہ سے مشکل دگراں ہو۔

(۱۳۲) مہمان دستر خوان پر سے کوئی شے پھر کے واسطے نہ اُٹھا رکھے۔

(۱۳۳) مہمان بلا اجازت صاحبِ خانہ دستر خوان پر سے کوئی چیز کسی کو اٹھا کر نہ دے حتیٰ کہ فقیر کو بھی ٹکڑا نہ دے اور کتے بلّی کو بھی سوا جلی ردّی اور ہڈی کے کچھ نہ ڈالے۔

(۱۳۴) اگر چند مہمان ہوں اور ہر ایک کے سامنے جُدا جُدا کھانا رکھا گیا ہو تو ہر ایک اپنے اپنے کھانے کو کھائے اور دوسرے کے کھانے میں سے کچھ نہ لے۔

(۱۳۵) مہمان بِلا کہے یا بِلا موجودگی صاحبِ خانہ کے کھانا شروع نہ کرے اگرچہ کھانا سامنے رکھا ہو۔

(۱۳۶) صاحبِ خانہ مہمان سے کھانا کھانے میں دو ایک بار اور کھائیے اور کھائیے کہے مگر زیادہ اصرار نہ کرے کہ بُرا ہے۔

(۱۳۷) مہمان جب جانے کا قصد کرے تو پہلے صاحبِ خانہ سے جانے کی اجازت لے اور صاحبِ خانہ بخوشی خاطر اُسے اجازت دے منع نہ کرے۔ اور دروازہ تک اُسے پہنچانے آئے پھر مہمان صاحبِ خانہ کے واسطے دُعا خیر کرے اور رخصت ہو

(۱۳۸) اگر کوئی بات میزبان سے مہمان کے یا مہمان سے میزبان کے ناگوار خاطر ہوئی ہو تو اُسے چھپائے کسی پر ظاہر نہ کرے۔

۸۔ کھانے پینے کا بیان

(۱۳۹) آدمی کو زندہ رہنے کی مقدار کھانا پینا فرض ہے اور نماز کھڑے ہو کر پڑھنے اور روزہ اچھی طرح رکھنے کی مقدار مستحب ہے اور پیٹ بھر کر کھانا مباح ہے۔ اور پیٹ سے زیادہ کھانا حرام ہے مگر جبکہ مہمان کی خاطر یا عبادت میں زیادہ قوی ہونے کی غرض سے زائد کھایا جائے تو جائز ہے۔ بہر حال بہ نیت قوت عبادت کھایا پیا جائے۔ تاکہ پیٹ بھی بھرے اور ثواب بھی ملے۔ ع چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو رکار وانما الاعمال بالنیات۔

(۱۴۰) کھانے پینے میں اپنے اور اپنے اہل وعیال پر کمی اور تنگی نہ کی جائے اور نہ زیادتی وفضول خرچی کی جائے۔

(۱۴۱) چندطرح کے کھانے پکوا کر کھانا صرف بیجا کرنا شرعاً منع ہے مگر مہمان کے لیے۔

(۱۴۲) فواکہ کھانے میں حرج نہیں۔

(۱۴۳) جب کھانا کھانے کا ارادہ کرو تو پہلے دونوں ہاتھ پہنچوں تک دھوؤ۔ اور کلی کر و صرف انگلیاں یا ایک ہاتھ دھونے سے سنت ادا نہ ہوگی۔

(۱۴۴) ہاتھ دھو کر رومال کپڑے سے نہ پوچھو تاکہ تری کھانے تک باقی رہے۔

(۱۴۵) پھر بسم اللہ کہہ کر کھانا شروع کرو اگر شروع میں بسم اللہ کہنا بھول جاؤ۔ تو درمیان میں یاد آنے پر بسم اللہ علی اولہ وآخرہ کہو اور اگر بعد کھانے کے یاد ہو اور کھانا ابھی سامنے ہو تو بسم اللہ علی اولہ وآخرہ کہکر دو ایک نوالہ اور کھالو اگر کھانا سامنے سے اٹھا لیا گیا ہو تو بسم اللہ کہہ کر انگلیاں چاٹ لو پھر ہاتھ دھوؤ۔

(۱۴۶) بسم اللہ نہ کہنے سے کھانا بے برکت ہوتا ہے اور نقصان دیتا ہے۔

Marfat.com

اور شیطان ساتھ کھاتا ہے لہٰذا شروع میں بسم اللہ کہنا کافی ہے ہر نوالہ پر بسم اللہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے ۔

(۱۴۷) سیدھے ہاتھ سے کھانا کھاؤ پانی پیو ۔ اُلٹے ہاتھ سے نہ کھانا کھاؤ نہ پانی پیو کہ بائیں ہاتھ سے شیطان کھاتا پیتا ہے بعض آدمی بائیں ہتے ہوتے ہیں انہیں چاہیئے کہ رفتہ رفتہ اپنی عادت چھوڑیں ۔

(۱۴۸) اکڑوں یا دوزانوں بیٹھ کر یا داہنا پاؤں کھڑا کرکے اور بائیں پاؤں بچھاکر اس پر بیٹھ کر اور قدرے جھک کر اور کھانے کی طرف مائل و متوجہ ہو کر کھانا کھاؤ اوندھے ہو کر ٹیک لگا کر تکیہ لگا کر پالتھی مار کر جوتا پہن کر ایک ہاتھ زمین پر ٹیک کر دوسرے ہاتھ سے کھانا نہ کھاؤ کہ یہ سب طریقے خلاف سُنّت ہیں ۔

(۱۴۹) زمین پر بیٹھ کر کھانا کھانا مسنون ہے اور تخت و چارپائی پر بیٹھ کر بھی جائز ہے مگر میز کرسی پر کھانا ناجائز ہے کہ طریقہ نصاریٰ ہے اور ہمیں ان سے مشابہت کرنا ممنوع اور ناجائز ہے ۔

(۱۵۰) تین انگلیوں یعنی انگوٹھے اور کلمہ اور بیچ کی انگلی سے کھانا کھاؤ تین سے کم ایک یا دو سے اور تین سے زیادہ چار پانچ سے بلا عذر کھانا کھانا خلافِ سُنّت ہے کہ تین انگلی سے کھانا طریقہ انبیاء علیہم السّلام ہے اور ایک سے کھانا طریقہ شیطان اور دو سے کھانا طریقۂ متکبرین ہے ۔

(۱۵۱) نمکین چیز سے کھانا شروع کرو اور نمکین ہی پر ختم کرو کہ گناہ بخشے جاتے ہیں اور ستر بیماریاں دفع ہوتی ہیں ۔

(۱۵۲) کھانا کھاتے میں اچھی باتیں نیکوں کے قصے بیان کرو چپ چاپ کھانا نہ کھاؤ اور نہ ایسی باتیں کرو جس سے نفرت پیدا ہو گھن آئے جیسے پاخانہ وغیرہ کا ذکر بیماری موت کی باتیں ۔

(۱۵۳) جُوتا اُتار کر کھانا کھاؤ ۔

Marfat.com

(۱۵۴) کھانا ٹھنڈا کر کے کھاؤ کہ ٹھنڈا با برکت اور گرم بے برکت ہوتا ہے۔

(۱۵۵) کھانا پھونک کر ٹھنڈا نہ کرو خود ٹھنڈا ہونے دو کہ پھونک کر ٹھنڈا کرنے سے کھانا بے برکت ہو جاتا ہے۔

(۱۵۶) کھانا ایک طرف سے اپنے آگے سے کھاؤ دوسرے شخص کے آگے سے اور بیچ میں سے نہ کھاؤ کہ بیچ میں برکت نازل ہوتی ہے

(۱۵۷) اکیلے کھانا نہ کھاؤ اہل وعیال گھر کے لوگوں کے ہمراہ کھاؤ کہ اکٹھے ہو کر کھانے میں برکت ہوتی ہے اور فرشتے دُعا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ رحمت فرماتا ہے۔

(۱۵۸) غیر مسلم یہود و نصاریٰ وغیرہ کے ساتھ کھانا نہ کھاؤ اور پیٹ بھرنے سے پہلے الگ ہو جاؤ تاکہ پیٹ میں نورِ الٰہی سمانے کی گنجائش رہے۔ مولانا سعدی فرماتے ہیں ؎

اندروں از طعام خالی دارد　　　تا درو نور معرفت بینی

بلکہ پیٹ بھر کر کھانا اور بھرے پر بھرنا بیماریاں پیدا کرتا ہے اور آدمی کو تکلیف میں ڈالتا ہے۔

(۱۵۹) سونے چاندی کے برتنوں میں اور سونے چاندی کے چمچوں سے کھانا پینا حرام ہے۔

(۱۶۰) ہندو وغیرہ مشرکین کے برتنوں میں بغیر دھوئے کھانا پینا مکروہ ہے اور اگر ان کا نجس ہونا معلوم ہو تو بے دھوئے کھانا ناجائز ہے۔

(۱۶۱) گھی تیل دہی میٹھا سرکہ کے سوا سٹری ہوئی بدبودار چیز کھانا حرام ہے

(۱۶۲) بے ضرورت اور ضرورت سے زائد مٹی چونا کھانا حرام ہے۔

(۱۶۳) کھانا کھانے میں اگر نوالہ گر جائے تو اُسے اُٹھا کر صاف کر کے کھا لو اللہ اس کے بدلے تمہارے گناہ معاف فرمائے گا اُسے پھینکو اور چھوڑو نہیں کہ شیطان کھالے گا۔

(۱۶۴) اگر کھانے میں مکھی گر جائے تو اسے غوطہ دے کر ڈبو کر نکال کر پھینک دو

Marfat.com

اور کھانا کھالو کہ اس کے ایک بازو میں زہر اور بیماری اور دوسرے میں شفا ہے۔ جب وہ کسی شے میں گرتی ہے تو زہر والے بازو کے بل گرتی ہے پس جب تم اسے ڈبو لو گے تو دونوں بازو اس کے ڈوب جائیں گے پھر وہ کھانا ضرر نہ دے گا۔

(۱۶۵) کھانے میں دستر خوان پر جو روٹی وغیرہ کے ریزے گر پڑیں ہوں انہیں چن کر کھالو شیطان کے لیے انہیں نہ چھوڑو کہ جن کے کھالے گا۔

(۱۶۶) ناپاکی کی حالت میں بے ہاتھ دھوئے کلی کیے نہ کھاؤ نہ پانی پیو۔

(۱۶۷) جب کھانا کھاؤ تو اگر اچھا معلوم ہو کھالو ورنہ چھوڑ دو اسے برا نہ کہو اس میں عیب نہ نکالو کہ اچھا نہیں پکا ہے نمک تیز ہے مرچ زیادہ ہے نمک پھیکا ہے مرچ کم ہے گھی کم پڑا ہے کچا ہے وغیرہ۔

(۱۶۸) کھانا دستر خوان پر کھاؤ سینی اور خوان پر نہ کھاؤ۔

(۱۶۹) چلتے پھرتے سواری پر کھڑے ہو کر کھانا نہ کھاؤ۔

(۱۷۰) بازار میں راستہ گلی میں کوئی چیز نہ کھاؤ کسی کے یہاں کھانا کھانے کا وقت تاک کر نہ جاؤ۔

(۱۷۱) ٹوپی اوڑھ کر کھانا کھانا چاہیے اور اگر ننگے سر کھا لیا جائے تو بھی مضائقہ نہیں۔

(۱۷۲) روٹی کے کنارے توڑ ڈالنا اور بیچ کی کھا لینا یا اچھی اچھی پھولی پھولی روٹیاں چھانٹ کر کھانا اور بری بری جلی بھنی چھوڑ دینا نہ چاہیے بلکہ جو سامنے آئے وہ کھائے ہاں اگر کناروں اور جلی بھنی بری روٹیاں کوئی اور کھانے والا ہو تو مضائقہ نہیں۔

(۱۷۳) ہر نوالہ بسم اللہ کہہ کر کھانا اچھا ہے یا پہلے نوالہ پر بسم اللہ اور دوسرے پر بسم اللہ الرحمٰن اور تیسرے پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہے اور آواز سے بسم اللہ کہے تاکہ ساتھیوں کو بھی یاد ہو جائے۔

(۱۷۴) نوالہ چھوٹا کھائے اور خوب چبا کر کھائے اور جب تک کہ منہ والا نوالہ نہ کھالے دوسرا نوالہ لینے کی طرف ہاتھ نہ بڑھائے اور برتن میں ہاتھ نہ چھڑکا جائے

Marfat.com

اور نہ نوالہ لیتے وقت بھر برتن میں جھکائے ۔

(۱۷۵) سونے چاندی کے برتنوں کے سوا اور دھاتوں اور چینی کانچ شیشہ کے برتنوں میں کھانا جائز ہے مگر مٹی کے برتنوں میں کھانا کھانا افضل ہے جن کے گھر میں مٹی کے برتنوں میں کھانا کھایا جاتا ہے اس گھر کی زیارت کو فرشتے آیا کرتے ہیں ۔

(۱۷۶) بعد کھانا کھانے کے برتن کو صاف کرو چاٹو پھر انگلیاں چاٹو کہ جو شخص بعد کھانے کے برتن اور انگلیاں چاٹے گا اللہ تعالیٰ اُسے کبھی بھوکا نہ رکھے گا دونوں جہان میں پیٹ بھرا رکھے گا اور برتن اس کے واسطے استغفار کرے گا مگر انگلیاں منہ میں لے کر نہ چاٹی جائیں زبان سے صاف کی جائیں ۔

(۱۷۷) پھر ہاتھ دھوؤ اور ہاتھ دھونے انگلیاں چاٹنے سے پہلے ہاتھ رومال وغیرہ کپڑے سے صاف نہ کرو ۔

(۱۷۸) کسی غیر کے کپڑے سے بے اجازت اس کی ہاتھ نہ صاف کرو ۔ ہاں اگر تمھارا لڑکا یا خادم ہو کہ جسے تمھیں نے کپڑا دیا ہو تو اس کے کپڑے سے بے اجازت اُس کے پونچھ سکتے ہو ۔

(۱۷۹) بعد کھانے کے کاغذ سے ہاتھ صاف نہ کرو ۔

(۱۸۰) بعد کھانے کے صابن آٹے بھوسی سے بغرض چکنائی چھڑانے کے ہاتھ دھونا جائز ہے ۔

(۱۸۱) جس برتن میں کھانا کھایا ہو اس میں ہاتھ نہ دھو کہ افلاس وفقر لاتا ہے ۔

(۱۸۲) پھر خلال کرو اور دانتوں مسوڑھوں کو میل کچیل کھانے کی چکنائی سے پاک و صاف اور دانتوں میں سے زبان سے جو نکالو اُسے کھالو اور خلال سے جو نکالو اُسے تھوک دو ۔

(۱۸۳) کھانے سے فارغ ہونے کے بعد الحمد للہ کہو یا یہ دعا پڑھو الحمد للہ الذی

اَطْعَمَنِیْ وَاَشْبَعَنِیْ وَاَسْقَانِیْ وَاَرْوَانِیْ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْہِ وَاُبْدِلْہُ خَیْرًا مِّنْہُ
اور سورۂ اخلاص اور لایلٰف پڑھو جو شخص بعد کھانا کھانے پانی پینے کے یہ دعا پڑھتا
ہے اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف فرماتا ہے اور اگر دودھ پیا ہو تو یوں کہو اَللّٰھُمَّ
بَارِکْ لَنَا فِیْہِ وَزِدْنَا مِنْہُ

(۱۸۴) کھانے پینے کی چیز کو کھلا ہوا نہ کہیں سے لاؤ نہ کہیں کو لے جاؤ۔ حدیث میں
ہے کہ ایک انصار حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے واسطے دودھ کھلا ہوا لایا آپ نے
فرمایا اسے ڈھک کر کیوں نہ لائے۔

(۱۸۵) اپنے خادم کو اپنے ساتھ کھلاؤ اور اگر ساتھ نہ کھلا سکو تو اُس کے واسطے
دسترخوان پر کچھ کھانا ٹکڑا نوالہ چھوڑ دو۔

(۱۸۶) روٹی کا ادب و تعظیم کرو اگر اس کا کوئی ٹکڑا نوالہ گرا ہوا پاؤ تو اسے اُٹھا
کر کھالو اللہ تعالیٰ تمھارے گناہ معاف کرے گا۔ حدیث میں ہے کہ ایک بار آنحضرت
گھر میں تشریف لائے پس آپ نے روٹی کا ٹکڑا پڑا ہوا دیکھ کر اٹھایا اور جھاڑ کر کھالیا
اور فرمایا اس بزرگ کی تعظیم کرو کہ جس سے یہ بھاگ گئی پھر اس کے پاس لوٹ کر
نہ آئی۔

(۱۸۷) اگر دسترخوان پر روٹی کے ٹکڑے نوالے بچ رہیں اور حاجت سے زائد
ہوں اہل و عیال کے کام نہ آئیں تو انہیں پھینکو نہیں اور کسی کو دے دو یا کسی جانور
کو کھلا دو۔

(۱۸۸) موٹی روٹی پکوا کر کھانا مسنون ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم موٹی روٹی پکوا
کر کھاتے تھے پتلی نہیں کھاتے تھے۔

(۱۸۹) گری ہوئی روٹی کو اُٹھا کر چومنا جائز ہے۔

(۱۹۰) گوشت یا روٹی کو چھری سے کاٹ کر نہ کھاؤ۔

(۱۹۱) روٹی سے انگلیاں چھری چمچہ صاف نہ کرو۔

(۱۹۲) روٹی پر برتن وغیرہ کوئی چیز نہ رکھو کہ جس سے اس کی بے ادبی ہو۔

(۱۹۳) جب پانی پینے کا ارادہ کرو تو پہلے دیکھ لو اس میں کچھ پڑا تو نہیں ہے پھر داہنے ہاتھ میں پانی کا برتن لے کر اور بسم اللہ کہہ کر پیو اور خیال رکھو کہ پانی پیتے میں نیچے نہ ٹپکے اگر پانی پیتے میں ڈکار آئے تو پانی منہ سے ہٹا لو۔

(۱۹۴) پانی ایک سانس میں نہ پیو تین سانسوں میں پیو اوّل سانس میں بسم اللہ اور آخر پر الحمد للہ کہو۔

(۱۹۵) پانی میں سانسیں نہ لیتے جاؤ اور نہ ایک دم پانی پیو بلکہ ٹھہر ٹھہر دم لے لے کر اطمینان سے پیو۔

(۱۹۶) پانی وغیرہ پینے والی چیز میں پھونکیں نہ مارو اگر اس میں کچھ پڑا ہو تو انگلی سے نکال ڈالو یا برتن کو جھکا کر قدرے پانی پھینک دو تاکہ وہ پانی کے ساتھ بہہ کر نکل جائے پھونک کر نہ نکالو۔

(۱۹۷) سوائے آب زم زم کے اور وضو کے بچے ہوئے پانی کے کوئی پانی کھڑے ہو کر نہ پیو۔

(۱۹۸) حوض دریا تالاب سے منہ لگا کر پانی نہ پیو اگر برتن نہ ہو تو چلّو میں لے کر پیو اور نہ ایک ہاتھ سے پیو اگر رات کو پانی پینے کا اتفاق ہو تو بے دیکھے بے ہلائے پانی نہ پیو ہاں اگر برتن ڈھکا ہوا ہو تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

(۱۹۹) راہ میں سبیلیں لگی ہوں تو حتی الامکان ان کا پانی نہ پیو۔

(۲۰۰) نہار منہ پانی نہ پیو۔

(۲۰۱) کھانا کھانے میں پانی نہ پیو بعد ختم پیو۔

(۲۰۲) مردوں کو غیر اور اجنبی عورتوں کا اور عورتوں کو غیر اجنبی مردوں کا جھوٹا پانی پینا اور جھوٹی چیز کھانا مکروہ ہے۔

(۲۰۳) کسی کے یہاں کھانے کا وقت تاک کر نہ جاؤ
دوپہر کا کھانا کھا کر قیلولہ کر دیعنی کچھ دیر سو اور شام کا کھانا کھا کر ٹہلو۔

Marfat.com

۹ - کپڑے وغیرہ پہننے کا بیان

(۲۰۴) ستر عورت ڈھانکنے کے قابل اور سردی و گرمی کے نقصان سے بچنے کے لائق کپڑے پہننا فرض ہے ستر عورت مرد کا ناف سے گھٹنوں کے نیچے تک ہے اور عورت کا نماز میں سوا چہرہ اور کف دست و پا کے کل بدن ستر عورت ہے اور نامحرموں سے تمام بدن سر سے پا تک چھپانا واجب ہے زائد بغرض زینت و اظہار نعمت الٰہی پاجامہ کرتا انگرکھا بنڈی جبہ پہننا عمامہ باندھنا مستحب ہے۔

(۲۰۵) اور عمدہ پوشاک بغرض زینت و تجمل پہننا مباح ہے جیسے کہ عیدین اور جمعہ اور بیاہ شادی مجالس و محافل میں پہنتے ہیں ہاں بہ نیت تکبر و تفاخر اچھے کپڑے پہننا ناجائز ہیں۔ اولیٰ یہ ہے کہ متوسط درجہ کے کپڑے پہنے نہ بہت برے ہوں کہ لوگ بخیل و خسیس کہیں اور نہ بہت اچھے ہوں کہ متکبر اور اترانے والا کہلائے کہ باوجود قدرت اور مالدار ہونے کے برے کپڑے پہننا اور غریبوں کی طرح رہنا شرعاً و عرفاً قبیح و مذموم ہے۔ ایک بار حضور کے سامنے ایک شخص برے کپڑے پہن کر آیا حضور نے اس سے پوچھا کیا تیرے پاس مال ہے اُس نے عرض کی میرے پاس ہر طرح کا مال ہے فرمایا تو اللہ تعالیٰ کی نعمت کا اظہار کر یعنی مال دار ہو کر فقیروں غریبوں کے سے کپڑے نہ پہن۔

(۲۰۶) بلکہ بہتر و لائق یہ ہے کہ ہر وقت دُھلے کپڑے پہنے اور کبھی کبھی نئے اچھے عمدہ کپڑے پہنے نہ ہر وقت تاکہ غربا کا دیکھ کر دل نہ دکھے انہیں حسرت نہ آئے رنج نہ ہو اسی طرح گھڑی گھڑی جوڑے بدلنا ایک کپڑا اُتار کر دوسرا پہننا اور دوسرا اُتار کر تیسرا پہننا حاجت سے زائد کپڑے بنانا نہیں چاہیے جبکہ ایک ہی کافی ہو کہ اس میں بھی غربا کو حسرت آئے گی ان کا دل دکھے گا۔

(۲۰۷) کپڑے اون یا سوت یا ٹسر کے پہننا اور لمبائی چوڑائی اُن کے موافق

سنّت کے رکھنا چاہیئے۔ مثلاً قمیض کرتے کی لمبائی نصف پنڈلی تک اور آستین ہاتھ کے نیچے یا انگلیوں کے سر تک ہو اور منہ آستین کا ایک بالشت ہو پاجامہ ٹخنوں سے اونچا ہو اس پر زیادتی خلاف سنت و ناجائز ہے۔

(۲۰۸) ٹخنوں سے نیچا پاجامہ پہننا جیسا کہ آجکل پہنا جاتا ہے قطعاً ناجائز و گناہ اور تکبّراً حرام ہے۔

(۲۰۹) جس کپڑے کا تانا بانا یا صرف تانا ریشم کا ہو اسے مردوں کو پہننا حرام اور عورتوں کو جائز اور جس کپڑے کا تانا ریشم اور بانا سوت وغیرہ کا ہو مردوں کو بھی پہننا جائز اور جو کپڑا زرتار ہو وہ بھی مردوں کو پہننا حرام اور جس کپڑے کا مردوں کو پہننا حرام و گناہ اُسے لڑکوں کو بھی پہنانا حرام و گناہ اگر پہنایا جائے گا پہنانے والا گنہگار ہو گا۔ ہاں جس کپڑے میں ریشم کے پھول بوٹے دور دور پڑے ہوں یا حاشیہ پر ریشم و کلابتوں کا چار انگل کام ہو اس کے پہننے میں مضائقہ نہیں جیسے شالی چادریں بنارسی دوپٹے۔

(۲۱۰) سفید کپڑے پہننا سب سے بہتر ہے اور سیاہ بھی مستحب ہیں اور سبز بھی حضور کو محبوب تھے مگر سرخ رنگ پہننا مکروہ و ناجائز ہے کہ شیطان کو محبوب ہے اور حضور کو مکروہ و مبغوض تھا ایک بار ایک شخص حضور کے سامنے سے سُرخ کپڑے پہنے ہوئے گزرا اور حضور پر سلام کیا حضور نے اس کو سلام کا جواب نہ دیا۔

(۲۱۱) سیاہ کپڑے پہننا اگرچہ مستحب ہے مگر کسی کے غم اور ایام محرّم میں ناجائز ہے اسی طرح ایام محرم میں ہرے نیلے کپڑے پہننا بھی ناجائز ہیں کہ شعار روافض ہے ہمیں اس سے بچنا اور دور رہنا لازم ہے کہ ایسوں کی مشابہت اور سوگ منانے سے ہمیں منع فرمایا گیا ہے۔

(۲۱۲) کپڑے صاف ستھرے پہنو کہ میلے کچیلے کپڑے پہننا مکروہ مذموم ہیں اور صاف ستھرے پہننا محبوب و مرغوب حضور ہیں اور طبیعت کو خوش رکھتے ہیں ایک

Marfat.com

بار ایک شخص میلے کچیلے کپڑے پہنے ہوئے آیا حضور نے اسے دیکھ کر فرمایا کیا یہ شخص ایسی چیز نہیں پاتا جس سے اپنے کپڑے دھوئے صاف کرے۔

(۲۱۳) مردوں کو عورتوں جیسے اور عورتوں کو مردوں جیسے کپڑے اور جوتے پہننا حرام ہے۔

(۲۱۴) مسلمانوں کو غیر مسلموں کا سا لباس پہننا ان کی وضع سا بنانا حرام ہے۔

(۲۱۵) عورتوں کو ایسے باریک کپڑے پہننا جس سے بدن نظر آئے ناجائز ہیں ایک صحابیہ حضور کی خدمت میں باریک کپڑے پہن کر آئیں حضور نے ان سے اعراض فرمایا اوران کی جانب توجہ نہ کی۔

(۲۱۶) ناپاک کپڑے پہننا مکروہ ہے۔

(۲۱۷) چرا کر یا زبردستی کسی کا کپڑا لے کر پہننا منع ہے اسی طرح دھوبی جو کپڑے بدل لاتے ہیں انہیں بھی پہننا نہ چاہیے۔

(۲۱۸) پاجامہ اور عمامہ کو تکیہ کی طرح سر کے نیچے نہ رکھو۔

(۲۱۹) ٹوپی اوڑھنا جائز ہے اور عمامہ باندھنا ٹوپی اوڑھنے سے افضل ہے اگر باندھو تو ٹوپی پر باندھو بے ٹوپی کے نہ باندھو کہ قیامت کے دن عمامہ باندھنے والے کو ہر پیچ عمامہ کے بدلے ایک نور عطا فرمایا جائے گا۔

(۲۲۰) عمامہ کی دم پیچھے دونوں کاندھوں کے درمیان چھوڑ دو۔ اور داہنے ہاتھ کی طرف رکھنا بھی جائز ہے لیکن بائیں ہاتھ کی جانب رکھنا بدعت ہے لمبائی اس کی کم از کم چار انگل اور زیادہ سے زیادہ ایک ہاتھ یا نصف کمر ہو اس سے زائد بدعت و ناجائز اور تکبراً حرام ہے۔

(۲۲۱) اگر بندھے ہوئے عمامہ کو کھول کر پھر سے باندھنے کا ارادہ کرو تو اسے ایک دم اُتار کر زمین پر نہ ڈالو بلکہ جس طرح پیچ پیچ کرکے باندھا تھا اسی طرح پیچ پیچ کر کے کھولو۔

(۲۲۲) جب کپڑا اُتارو تو بسم اللہ کہہ کر اُتارو اور پہنو تو بسم اللہ کہہ کر پہنو اور پہنتے

وقت داہنی جانب سے شروع کرو مثلاً قمیص کُرتا پہنو تو داہنی آستین میں ہاتھ ڈالو اور پاجامہ پہنو تو دہنے پائنچے میں پاؤں ڈالو اور کرتہ پاجامہ سے پہلے پہنو۔

(۲۲۳) کسی کپڑے کو پہننا ترک نہ کرو جب تک کہ اس میں پیوند لگا کر نہ پہن لو کہ پیوند لگا کر کپڑا پہننا سنتہ اسلام ہے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہُ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہُ کو میں نے زمانہ خلافت میں دونوں کاندھوں کے درمیاں پیوند لگائے دیکھا اور آپ کی ازار میں بارہ پیوند لگے تھے اور آپ خطبہ فرما رہے تھے۔

(۲۲۴) نیا کپڑا جمعہ کو پہننا چاہیے۔

(۲۲۵) حدیث میں ہے جو شخص نیا کپڑا پہن کر پرُانے کو صدقہ کرے گا اور نیا کپڑا پہنتے وقت یوں کہے گا اَلحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ کَسَانِیْ مَا اُوَارِیْ بِہٖ عَوْرَتِیْ وَ تَجَمَّلُ بِہٖ فِیْ حَیَاتِیْ وہ دُنیا و آخرت میں اللہ کے ذمہ اللہ کے سایہ میں رہیگا۔ دوسری حدیث میں ہے کہ یوں کہے گا اَلحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ کَسَانِیْ ھٰذا وَرَزَقَنِیْہِ اس کے اگلے پچھلے گناہ معاف کیے جائیں گے۔

(۲۲۶) جب کوئی کپڑا بدن سے اُتارو یا بستر سے سو کر اٹھو تو اُسے تہہ کر کے لپیٹ کر رکھو یا بستر کو لوٹ دو بچھا ہوا نہ چھوڑو کہ شیطان کھلے ہوئے کپڑے استعمال کرتا ہے طے کیے ہوں تو استعمال نہیں کرتا ہے۔

(۲۲۷) باوجود کپڑے ہونے کے ننگے بدن پھرنا ناجائز ہے۔

(۲۲۸) جب جوتا پہنو تو پہلے داہنے پاؤں میں پہنو اور جب اُتارو تو پہلے بائیں پاؤں کا اُتارو۔

(۲۲۹) کھڑے ہو کر جُوتا نہ پہنو اگر کھڑے ہو کر جوتا پہننے میں کچھ وقت ہو تو بیٹھ کر پہنو سیاہ رنگ اور زنانی وضع اور لکڑی کی تلی کا جُوتا نہ پہنو۔

(۲۳۰) مردوں کو سوائے چاندی کی انگوٹھی کے کوئی چیز سونے چاندی کی پہننا جائز

نہیں ہے حرام ہے اور انگوٹھی پہننا جب جائز ہے کہ وہ صرف ایک ہی ہو ایک سے زائد حرام اور ایک نگ کی ہو دو تین نگوں کی عورتوں کی طرح کی ناجائز اور ساڑھے چار ماشہ سے کم کی ہو ورنہ ناجائز اور خالص چاندی کی ہو۔ سونے پیتل تانبے لوہے رانگہ وغیرہ کی ناجائز مہر یا نقش کی خاطر پہنی ہو محض زیب و زینت کی غرض سے نہ ہو ورنہ ترک افضل و بہتر ہے۔ ترمذی عبداللہ بن بریدہ سے راوی کہ ایک شخص لوہے کی انگوٹھی پہن کر حضور کے سامنے آیا آپ نے فرمایا میں تجھ پر دوزخیوں کا زیور دیکھتا ہوں پھر وہ پیتل کی پہن کر حضور کے سامنے آیا آپ نے فرمایا میں بتوں کی بُو تجھ سے پاتا ہوں پھر وہ سونے کی پہن کر آیا فرمایا کیا ہے کہ میں تجھ پر جنتیوں کا زیور دیکھتا ہوں پس اُس شخص نے کہا کہ پھر میں کس شے کی انگوٹھی بناؤں فرمایا چاندی کی اور پوری ایک مثقال کی۔

(۲۳۱) جس طرح مردوں کو تانبے لوہے پیتل رانگہ وغیرہ دھات کی انگوٹھی پہننا ناجائز ہے۔ اسی طرح عورتوں کو بھی ناجائز ہے۔

(۲۳۲) تانبے پیتل وغیرہ کی انگوٹھی پر اگر چاندی چڑھی ہو کہ تانبہ پیتل نظر نہ آئے یا ہڈی یا ہاتھی دانت کی ہو تو جائز ہے۔

(۲۳۳) بے ضرورت مردوں کو انگوٹھی نہ پہننا ہی بہتر و افضل ہے۔ انگوٹھی داہنے ہاتھ کی چھنگلی یا اس کے پاس کی انگلی میں پہنی جائے اور بائیں ہاتھ میں بھی پہننا جائز ہے کہ حضور سے دونوں ہاتھ میں پہننا ثابت ہے مگر کلمہ کی انگلی اور بیچ کی انگلی میں نہ پہننا چاہیے اور عورتوں کو سب انگلیوں میں پہننا جائز ہے۔

(۲۳۴) چاندی کے دانت بنوانا یا چاندی کے تار سے ہلتے ہوئے بندھوانا جائز سونے کے ناجائز۔

(۲۳۵) لڑکوں کو کسی قسم کا زیور نہ پہناؤ۔

(۲۳۶) عورتوں اور لڑکیوں کو بجنے والا زیور نہ پہناؤ جیسے جھانجن گھنگرو وغیرہ۔

Marfat.com

سر میں تیل ڈالنے کنگھا کرنے حجامت بنوانے سرمہ لگانے خوشبو لگانے خضاب لگانے ناخن کتروانے موئے زہار لینے کا بیان

(۲۳۷) سر اور داڑھی کے بالوں کو بکھرا ہوا اور الجھا ہوا غبار آلودہ میلا کچیلا نہ رکھو صاف ستھرا رکھو دوسرے تیسرے روز ان میں تیل ڈالتے کنگھا کرتے انہیں دھوتے بناتے رہو کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو لطافت و حسن منظر محبوب اور کثافت و بدہیئتی مکروہ و مبغوض ہے۔ حدیث میں ہے کہ ایک شخص حضور کے سامنے بال الجھائے بکھیرے ہوئے آیا حضور نے اس حال میں دیکھ کر فرمایا کیا یہ شخص ایسی چیز نہیں پاتا ہے کہ جس سے اپنے سر کو سنبھالے بالوں کو سلجھائے راست و درست کرے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ ایک شخص حضور کے سامنے پراگندہ سر اور داڑھی آیا حضور نے اسے سر اور داڑھی کے درست کرنے کو ارشاد فرمایا وہ گیا اور درست کر کے آیا تو آپ نے فرمایا یہ حال یعنی درست رکھنا سر و منہ کا اس حال سے بہتر نہیں ہے کہ ایک تم میں بال بکھیرے و الجھے ہوئے اور بدہیئات آئے گویا کہ وہ شیطان بنا ہوا ہے پس سر اور داڑھی کے بالوں کو بکھرا اور الجھا ہوا نہ رکھنا چاہیے انھیں صاف ستھرا درست رکھنا چاہیے ان میں تیل ڈالنا کنگھا کرنا چاہیے۔

(۲۳۸) جب تیل ڈالنے کا ارادہ کرو تو برتن میں سے بائیں ہاتھ کی ہتھیلی پر ڈال کر بھوؤں کو لگاؤ پھر پلکوں کو پھر بسم اللہ کہہ کر سر میں ڈالو اگر بسم اللہ کہہ کر سر میں تیل نہ ڈالو گے تو تمہارے ساتھ ستر شیطان سر میں تیل ڈالیں گے۔

(۲۳۹) داڑھی رکھنا مونچھیں اور ناخن کتروانا زیر ناف اور بغلوں کے بال لینا ختنہ کرنا سارے سر پر بال رکھنا یا منڈوانا مسنون ہے۔

(۲۴۰) سر پر بال رکھ کر مانگ نکالو یا سارے سر کے بال منڈواؤ بعض سر پر بال

رکھنا اور بعض کو منڈانا جسے حجامت بنوانا کہتے ہیں نہیں چاہیے جیسا کہ عوام میں رائج ہے کہ سر کے داہنے بائیں اور پیچھے بال چھوڑ کر وسط سر ماتھے تک بنواتے ہیں۔ ہاں یہ جائز ہے کہ سارے سر پر چاروں طرف بال رکھ کر تالو وسط سر کے بال بنوائے جائیں جسے پان کہتے ہیں۔

(۲۴۱) سر کے بال کم از کم کان کی لو گدیا تک اور زیادہ سے زیادہ کاندھے تک رکھو اس سے زیادہ رکھنا عورتوں کی طرح جوڑا باندھنا چوٹی رکھنا جیسا کہ بعض آدمی رکھتے ہیں اور صوفیائے کرام کا نام بدنام کرتے ہیں قطعاً حرام ہے۔ صحیح حدیث میں ایسوں پر لعنت فرمائی گئی ہے۔ حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک کان کی گدیا اور کاندھوں کے درمیان تھے۔

(۲۴۲) آٹھویں روز جمعہ کے دن حجامت بنوانا' ناخن کتروانا' زیر ناف اور بغلوں کے بال صاف کرنا نہانا دھونا مستحب اور افضل ہے اگر آٹھویں روز نہ ہو سکے تو تا خیر پندرہ اور چالیس روز تک جائز ہے چالیس روز سے زائد مکروہ گناہ ہے۔

(۲۴۳) جمعہ کے دن بعد نماز بال بنوانا صاف کرنا ناخن کتروانا افضل ہیں کہ حدیث میں ہے جو جمعہ کو ناخن کترواتا ہے اللہ تعالیٰ اسے ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک بلاؤں سے محفوظ رکھتا ہے لیکن اگر بہت بڑھ گئے ہوں تو جمعہ کا انتظار نہ کرے کہ ناخن بڑھانا مکروہ باعثِ تنگیٔ رزق ہے۔

(۲۴۴) ناخن اس طور کاٹے جائیں کہ پہلے داہنے ہاتھ کی کلمہ کی اُنگلی کا پھر بیچ کی اُنگلی کا پھر اس کے برابر والی اُنگلی کا پھر چھنگلی کا پھر بائیں ہاتھ کی چھنگلی کا پھر برابر والی اُنگلی کا پھر بیچ کی اُنگلی کا پھر کلمہ کی اُنگلی کا پھر انگوٹھے کا پھر داہنے ہاتھ کے انگوٹھے کا اور پاؤں کے یوں کاٹے جائیں کہ پہلے سیدھے پاؤں کی چھنگلی کا پھر اس کے برابر والی اُنگلی کا پھر بیچ کی اُنگلی کا پھر اس سے برابر والی کا پھر انگوٹھے کا پھر بائیں پاؤں کے انگوٹھے کا پھر اس کے برابر والی اُنگلی کا پھر بیچ کی اُنگلی کا پھر اس کے

Marfat.com

برابر والی اُنگلی کا پھر چھنگلی کا۔

(۲۴۵) ناخن دانتوں سے نہ کاٹنا چاہیے کہ مورث برص ہے اور کٹے ہوئے ناخن اور بالوں کو دفن کر دینا چاہیئے اور پھینکنا بھی جائز ہے مگر پاخانہ وغسل خانہ میں نہ پھینکیں کہ مکروہ اور ایک قسم کی بیماری پیدا ہوتی ہے۔

(۲۴۶) داڑھی ایک مٹھی رکھنا مسنون ہے ایک مٹھی سے کم کرنا کتروانا منڈانا حرام وگناہ ہے اور ایک مٹھی سے زائد مکروہ اس کا کاٹنا جائز اسی طرح داڑھی کے آس پاس کے غیر موزوں بالوں کا کتروانا بھی جائز ہے۔

(۲۴۷) جس کے داڑھی نہ نکلی ہو صرف دو ایک بال ٹھوڑی پر نکل آئے ہوں تو انہیں صاف کرانے میں حرج نہیں۔

(۲۴۸) بچی یعنی نیچے کے ہونٹ کے بالوں کو منڈوانا اکھیڑ نا ناجائز ہے۔

(۲۴۹) داڑھی کو باندھنا چڑھانا اینٹھنا بل دینا ناجائز ہے۔

(۲۵۰) اگر عورتوں کے ہونٹ یا ٹھوڑی پر بال نکل آئیں تو انھیں ان کا مونڈنا صاف کرنا مستحب ہے۔

(۲۵۱) عورتوں کے سر کے بال منڈانا کترنا حرام ہیں مگر بضرورتِ شدیدہ۔

(۲۵۲) مونچھیں کتروانا مسنون ہیں مگر اس طرح کہ جڑ بالوں کی باقی رہے اور ہونٹ کی جلد اور کنارہ کھل جائے دکھائی دینے لگے نہ یہ کہ جڑ سے انھیں صاف کیا جائے یا منڈایا جائے کہ مونچھوں کا منڈانا بھی ناجائز ہے۔

(۲۵۳) مونچھوں کے سرے باقی رکھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے کہ داڑھی میں مل جائیں۔

(۲۵۴) ناپاکی کی حالت میں سر منڈانا، حجامت بنواتا او ناخن کتروانا نہیں چاہیے

(۲۵۵) گدّی، حلق، پیٹھ اور سینہ کے بال منڈانا برا ہے۔

(۲۵۶) سر و داڑھی میں سے سفید بال چننا اکھیڑنا نہیں چاہیے کہ مسلمان کا نور ہے۔

Marfat.com

(۲۵۷) زیرِ ناف کے بال ناف کے نیچے سے پاخانہ کے مقام تک بلکہ اس کے آس پاس کے بال بھی استرے سے مونڈنا صاف کرنا چاہیے۔ چونہ و ہڑتال وغیرہ سے بھی صاف کرنا جائز ہے۔

(۲۵۸) ختنہ سات برس کی عمر سے بارہ برس تک ہونا چاہیے اور جواز اس سے پہلے بھی ہے اگرچہ بعد چھٹی کے ہو۔

(۲۵۹) سرمہ لگانا مسنون ہے مگر رات کو سونے سے پہلے ہر آنکھ میں تین تین سلائیاں لگانا چاہیے کہ حضور یوں ہی لگایا کرتے تھے۔

(۲۶۰) سونے چاندی کے آئینے میں صورت دیکھنا اسے استعمال میں لانا ممنوع و ناجائز ہے۔

(۲۶۱) جب آئینہ میں صورت دیکھو تو یوں کہو اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ حَسَّنَ خَلْقِیْ وَزَانَ مِنِّیْ مَا شَانَ مِنْ غَیْرِیْ کہ حضور آئینہ دیکھ کر یوں ہی فرمایا کرتے تھے۔

(۲۶۲) آئینہ نہ ہو تو پانی میں دیکھ کر بال وغیرہ درست کر لو۔

(۲۶۳) حجام کے آئینہ میں صورت نہ دیکھنا چاہیے۔

(۲۶۴) ٹوٹے دانتوں کا کنگھا نہ کرنا چاہیے۔

(۲۶۵) سر اور داڑھی کے بالوں میں مہندی لگانا مستحب ہے اور وسمہ لگانا سیاہ قسم کا خضاب لگانا سوائے مجاہدین کے اوروں کے واسطے جائز نہیں ہے حرام ہے مسلمانوں کو اس سے بچنا لازم ہے کہ احادیث میں سیاہ خضاب لگانے والوں کے لیے سخت وعید وارد ہے یہی مختار ائمہ اعلام و فقہائے کرام ہے۔

(۲۶۶) ہاتھ پاؤں میں مردوں کو شوقیہ زینت کے لیے مہندی لگانا ناجائز ہے اور عذر و بیماری کی وجہ سے جائز ہے۔

Marfat.com

چھینکنے اور ڈکار و جمائی لینے کا بیان

(۲۶۷) جب چھینک آئے تو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن کہو صرف اَلْحَمْدُ لِلّٰہ نہ کہو اگر صرف اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہا جاتا ہے تو فرشتے رَبِّ الْعَالَمِیْن کہتے ہیں اور اگر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن کہا جاتا ہے تو فرشتے اس کے جواب میں یَرْحَمُکَ اللّٰہ کہتے ہیں اور ستر بیماریاں دور ہوتی ہیں۔

(۲۶۸) جب چھینکنے والا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن کہے تو سننے والا اس کے جواب میں یَرْحَمُکَ اللّٰہ کہے پھر چھینکنے والا اس کے جواب میں لوٹ کر یَغْفِرُ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ کہے۔

(۲۶۹) چھینک کا جواب دینا واجب ہے اگر چھینک سن کر سننے والا فوراً جواب نہ دے گا بلا عذر دیر میں جواب دے گا تو گنہگار رہوگا اور ذمہ پر قرض رہیگا جو بے توبہ کیے ذمہ سے ساقط نہ ہوگا اور قیامت کے دن مطالبہ کیا جائیگا خواہ چھینکنے والا سامنے ہو یا پس دیوار کہ دیوار کے پیچھے سے بھی چھینک کی آواز سن کر جواب دینا واجب ہے۔

(۲۷۰) عورت کی چھینک کا جواب اگر بڑھیا ہو تو زبان سے اور جوان ہو تو دل میں دے۔

(۲۷۱) غیر مسلم کی چھینک کا جواب واجب نہیں بلکہ نا جائز ہے۔

(۲۷۲) اگر کسی کو تین سے زیادہ متواتر چھینکیں آئیں تو سننے والے کو تین تک جواب دینا چاہیے تین سے زیادہ کا نہ دینا چاہیے۔

(۲۷۳) اگر چھینکنے والا اَلْحَمْدُ لِلّٰہ نہ کہے تو اس کی چھینک کا جواب دینا واجب نہیں۔

Marfat.com

(۲۷۴) چھینکتے وقت منہ پر ہاتھ یا کپڑا رکھ لیا جائے اور آہستہ سے چھینکا جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

(۲۷۵) جب ڈکار آئے تو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ کہا جائے اور ڈکار و چھینک آہستہ لی جائے اور جمائی میں آواز بلند نہ کی جائے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک چھینک زور سے لینا اور جمائی میں آواز بلند کرنا ناپسند اور بُرا ہے اور شیطان کے نزدیک اچھا اور پسندیدہ ہے۔

(۲۷۶) جہاں تک ہو سکے جمائی کو روکنا ٹالنا چاہیے اگر نہ رُک سکے تو منہ پر ہاتھ رکھ کر لی جائے۔اور بائیں ہاتھ کی پشت منہ پر رکھی جائے یا نیچے کا ہونٹ دانتوں میں جمائی لیتے وقت دبا لیا جائے کہ شیطان جمائی لینے اور ہا ہا کرنے سے خوش ہوتا ہے اور منہ کھلا ہوا دیکھ کر منہ میں گھس جاتا ہے۔

(۲۷۷) اُنگلیاں چٹخانا بُرا ہے۔

ان آنکھوں نے دیکھا ہے گویا خدا کو
جن آنکھوں نے دیکھا ہے شاہِ اُمم کو
ہے مرغوب دل مجھ کو وادیِ طیبہ
اے رضوان کروں کیا میں باغِ اِرم کو

سونے جاگنے کا بیان

(۲۷۸) جب سونے کا ارادہ ہو تو پہلے بچھونا جھاڑ کر بچھاؤ پھر سیدھی کروٹ رخسار کے نیچے سیدھا ہاتھ رکھ کر بسم اللہ کہہ کر لیٹو۔

(۲۷۹) لیٹتے وقت قُلْ یٰٓاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ اور قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ وَبِرَبِّ النَّاسِ اور آیَۃُ الْکُرْسِیِّ اور وہ دعا جو بچوں کے گلے میں ڈالنے کو آگے لکھی جائے گی پڑھ کر بدن پر دم کرو ہاتھوں پر پھونک کر تمام بدن پر جہاں جہاں ہاتھ پھیر سکو پھیر و کہ ہر آفت سے محفوظ رہو گے بلکہ تسبیح پڑھتے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے سو جاؤ کہ جس حالت میں سو گے اسی حالت میں اللہ تعالیٰ انہیں اٹھائے گا۔

(۲۸۰) باوضو سونا مسنون ہے عبادت کا ثواب اتنی دیر ملتا ہے خواب سچّی دکھائی دیتا ہے۔

(۲۸۱) دوپہر کو بعد کھانا کھانے کے کچھ دیر سونا قیلولہ کرنا مسنون ہے۔

(۲۸۲) صبح اور عصر کے وقت سونا بُرا ہے۔

(۲۸۳) قبل عشا نہ سونا چاہیئے۔

(۲۸۴) اُلٹے پیٹ کے بل نہ لیٹو کہ دوزخیوں کا طریقہ ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک بُرا ہے۔

(۲۸۵) اگر تہبند باندھے ہو تو ایک پاؤں کھڑا کر کے اور دوسرا اس پر رکھ کر اور قبلہ اور قرآنِ عظیم اور کتب حدیث و تفسیر و فقہ کی طرف پاؤں کر کے نہ لیٹو جبکہ وہ پیروں کے مقابل ہوں اور اگر پیروں سے اونچی یا مقابلہ سے ہٹی ہوں تو کوئی مضائقہ نہیں۔

Marfat.com

(۲۸۶) پاکی کی حالت میں وضو کر کے سوؤ کہ حضور ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

(۲۸۷) سوتے میں اگر کوئی خواب دیکھو تو جاہلوں اور عورتوں سے بیان نہ کرو کسی عالم یا دین دار بزرگ سے کہو۔

(۲۸۸) سوتے میں اگر بدخوابی ہو اور آنکھ کھل جائے تو بائیں جانب تین بار تھوکے۔ اور تین بار اعوذ پڑھ کر اور کروٹ بدل کر سو رہے اور اگر اچھا خواب دیکھے تو اللہ تعالیٰ کی حمد کرے پھر چاہے کسی سے اس خواب کو بیان کرے یا نہ کرے۔

(۲۸۹) دو آدمی ایک جگہ یا ایک چارپائی پر مل کر نہ سوئیں۔

(۲۹۰) جب لڑکا لڑکی سات برس سے زائد ہو جائے تو اُسے پاس نہ سلاؤ۔ بلکہ علیحدہ سلاؤ۔

(۲۹۱) جب سو کر اُٹھو تو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْہِ النُّشُوْرُ پڑھو۔

(۲۹۲) جب سو کر اُٹھو تو پہلے ہاتھ دھو لو بے ہاتھ دھوئے کسی برتن میں ہاتھ نہ ڈالو نہ لگاؤ۔

(۲۹۳) پھر استنجے وغیرہ سے فارغ ہو کر دانت مانجھو مسواک کرو منہ ہاتھ دھوؤ وضو کر کے نمازِ صبح پڑھو۔

(۲۹۴) منہ ہاتھ رومال تولیہ سے پونچھو قمیص کُرتے کے دامن ناپاک کپڑے سے نہ پونچھو۔

Marfat.com

پاخانہ پیشاب پھرنے کا بیان

(۲۹۵) جب پاخانہ جانے کا ارادہ کرو تو انگوٹھی وغیرہ جس پر نام الٰہی یا آیۃ قرآن عظیم لکھی ہو اور کھلی ہو غلاف میں ڈھکی چھپی نہ ہو پاس سے علیحدہ کرو۔

(۲۹۶) پاخانہ کے دروازہ پر پہنچ کر بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ پڑھ کر داخل ہو۔

(۲۹۷) پاخانہ میں داخل ہوتے وقت بایاں پاؤں پہلے رکھو۔

(۲۹۸) جب پاخانہ کو بیٹھو تو بِسْمِ اللّٰہ کہہ کر بیٹھو۔

تنبیہ اگر جنگل میں پاخانہ پھرنے کا اتفاق ہو تو پاخانہ کو بیٹھتے وقت بِسْمِ اللّٰہ زبان سے قبل سترِ عورت کھولنے کے کہو اور اگر پاخانہ میں داخل ہوتے وقت یا پاخانہ کو بیٹھتے وقت بِسْمِ اللّٰہ بھول جاؤ تو یاد آنے پر دل میں کہو۔

(۲۹۹) جب بیٹھنے کے قریب ہو تو سترِ عورت کھولو پہلے سے نہ کھولو۔

(۳۰۰) قبلہ کی طرف منہ اور پیٹھ کر کے پاخانہ پیشاب کو نہ بیٹھو۔

(۳۰۱) اگر بھول کر قبلہ رُخ بیٹھ گئے ہو تو یاد آتے ہی دوسری طرف پھر جاؤ اللہ تعالیٰ اس کے عِوض تمہارے گناہ معاف فرمائے گا۔

(۳۰۲) اسی طرح اپنے بچّوں کو بھی قبلہ کی طرف پاخانہ پیشاب کے لیے نہ بٹھاؤ۔

(۳۰۳) چاند و سورج کے سامنے بھی پاخانہ پیشاب نہ کرو۔

(۳۰۴) اگر میدان میں پاخانہ کی حاجت ہو تو آدمیوں کی نگاہوں سے کہیں دور جا کر چھپ کر آڑ میں بیٹھ کر پاخانہ پھرو کہ حضور ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

(۳۰۵) اگر دو یا دو سے زائد آدمی ایک جگہ پاخانہ پھر رہے ہوں جیسا کہ جنگل میں

ہوتا ہے تو ایک دوسرے سے پردہ کرلے اور پاخانہ پھرتے میں باتیں نہ کرے کہ اللہ تعالیٰ ناخوش ہوتا ہے۔

(۳۰۶) پاخانہ پھرتے میں بائیں پاؤں پر بیٹھو اور داہنے کو کھڑا رکھو۔

(۳۰۷) پاخانہ میں ننگے سر نہ جاؤ اور نہ پاخانہ پھرتے میں کھانسو کھکارو اور نہ تھوکو نہ ناک سنکو نہ بلا ضرورت ستر عورت دیکھو اور نہ فضلہ کو دیکھو نہ آسمان کی طرف دیکھو اور نہ بدن و کپڑوں سے کھیلو اور نہ دیر تک پاخانہ میں بیٹھو کہ بواسیر پیدا ہوتی ہے اور نہ پاخانہ میں بیٹھ کر اذان وسلام کا جواب دو اگر چھینک آئے تو دل میں الحمد للہ کہو اور نہ پاخانہ میں اُمورِ آخرت وعلم دین میں فکر و سوچ کرو۔

(۳۰۸) پھل دار سایہ دار درخت کے نیچے اور راستہ میں اور صاف پانی میں خواہ جاری ہو یا ٹھہرا ہو اور نہر دریا کنویں تالاب کے کنارے اور مسجد وعیدگاہ کے پہلو میں اور مقبرہ اور کھیت میں پاخانہ پیشاب نہ پھرو۔

(۳۰۹) جب پاخانہ سے فارغ ہو تو پہلے ڈھیلوں سے استنجا کرو پھر تین بار پانی سے دھو کر یہ طریقہ اللہ تعالیٰ کو محبوب و پسند ہے حدیث میں ہے کہ جب اہلِ قبا کی تعریف میں آیۃ نازل ہوئی تو حضور نے ان سے پوچھا کہ تم کون سا کام کرتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کو محبوب و پسندیدہ ہوا اور تمہاری تعریف میں یہ آیۃ نازل ہوئی تو انہوں نے عرض کی ہم ڈھیلوں کے بعد پانی سے استنجا کرتے ہیں۔

(۳۱۰) استنجا کے لیے تین ڈھیلے ہوں اور ایک دو سے حاجت روا ہو جائے تو بھی روا ہے۔

(۳۱۱) استنجا یوں کیا جائے کہ گرمیوں میں پہلا ڈھیلا آگے سے پیچھے کو اور دوسرا پیچھے سے آگے کو لے جاؤ اور جاڑوں میں پہلا پیچھے سے آگے کو اور دوسرا آگے

Marfat.com

پیچھے کو اور تیسرا پیچھے سے آگے کو لاؤ اور عورت ہر موسم میں جاڑوں ہی کی طرح کرے
پھر پانی سے استنجا کرو اور پہلے بیچ کی انگلی سے پانی ڈال کر آہستہ آہستہ ملو پھر
دوسری انگلی پھر تیسری انگلی پھر چھنگلی لگاؤ اور تین مرتبہ دھو اور ہر بار کچھ دیر ٹھہرو
کہ قطرہ ٹپک جائے تین انگلیوں سے زائد اور پوروں انگلیوں کے سروں سے استنجا
نہ کرو پوری انگلیوں کے پیٹ سے کرو اور پہلے پاخانہ کے مقام کا پھر پیشاب
کے مقام کا استنجا کرو۔

(۳۱۲) آب زم زم سے استنجا نہ کرو اور نہ کوئی نجاست کپڑا و بدن پر لگی ہوئی
اس سے دھوؤ کہ مکروہ و ناجائز ہے۔

(۳۱۳) بعد استنجا کے پاک کپڑے سے پاخانہ کا مقام پونچھو اور اگر کپڑا نہ ہو تو چند
بار ہاتھ ہی سے پونچھو یہاں تک کہ سوائے تری کے پانی نہ رہے پھر زمین یا مٹی
سے مل کر ہاتھ دھوؤ کہ حضور ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

(۳۱۴) ہڈی، گوبر، لید، مینگنی، کوئلہ، آدمی اور جانوروں کے کھانے کی چیزوں اور بلا اجازت
غیر کی چیز سے اور ٹھیکری، پکی اینٹ، کانچ، شیشہ، بانس، لکڑی، درختوں کے پتوں اور
کپڑے، بالوں اور قیمتی چیزوں اور روئی کاغذ سے استنجا نہ کرو۔

تنبیہ کاغذ سے استنجا کرنا بے ادبی ہے اور بانس لکڑی سے بواسیر
ہوتی ہے اور کپڑے اور روئی سے افلاس و فقر گھیرتا ہے۔

(۳۱۵) داہنے ہاتھ سے استنجا نہ کرو۔

(۳۱۶) جب پاخانہ سے فارغ ہو کر باہر آؤ تو سیدھا پاؤں باہر رکھو اور اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ
الَّذِیْ اَذْهَبَ عَنِّی الْاَذٰی وَعَافَانِیْ کہو یا غُفْرَانَكَ کہو کہ حضور پاخانہ
سے فارغ ہو کر یہی فرمایا کرتے تھے۔

(۳۱۷) جب پیشاب پھرو تو نرم جگہ دیوار وغیرہ کی آڑ میں بیٹھ کر پھرو اگر زمین
سخت ہو تو اسے کسی چیز سے کرید لو تاکہ پیشاب کی چھینٹیں اڑ کر بدن اور

Marfat.com

کپڑوں پر نہ پڑیں۔

تنبیہہ پیشاب وغیرہ نجاست کی چھینٹوں سے بہت بچنا اور احتیاط کرنا چاہیے کہ موجب عذاب قبر ہوتا ہے۔ حدیث میں ہے کہ ایک بار حضورِ اقدس سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں پر ہو کر گزرے اور فرمایا یہ دونوں عذاب دیے جا رہے ہیں اور کسی بڑے گناہ کے باعث عذاب نہیں دیے جا رہے ہیں بلکہ ایک ان میں پیشاب سے نہیں بچتا تھا یعنی اس کی چھینٹوں کی پرواہ نہیں کرتا تھا اور دوسرا سخن چینی چغل خوری کرتا تھا لہٰذا دوسری حدیث میں ارشاد فرمایا گیا کہ پیشاب سے بچتے رہو اس کی چھینٹوں سے احتیاط کرتے رہو کہ اکثر عذابِ قبر اسی سے ہوتا ہے اور بندہ سے قبر میں سب سے پہلے اسی کا حساب لیا جاتا ہے۔

(۳۱۸) کھڑے ہو کر پیشاب نہ کرو۔

(۳۱۹) جس طرف سے ہوا آتی ہو اس طرف پیشاب نہ کرو۔

(۳۲۰) حمام و غسل خانہ نہانے کی جگہ پیشاب نہ کرو۔

(۳۲۱) اونچی زمین کی طرف پیشاب نہ کرو کہ بہہ کر نیچے آئے گا۔

(۳۲۲) کسی جانور کے سوراخ میں پیشاب نہ کرو۔

(۳۲۳) پیشاب پھرتے میں داہنے ہاتھ سے ذکر کو نہ چھوؤ اور نہ داہنے ہاتھ سے استنجا کرو۔

(۳۲۴) پیشاب پھرتے میں باتیں نہ کرو حتیٰ کہ اگر کوئی سلام کرے تو جواب نہ دو۔

(۳۲۵) جہاں پاخانہ پھرنا منع ہے وہاں پیشاب پھرنا بھی منع ہے۔

(۳۲۶) جب پیشاب پھر چکو تو ذکر کو بائیں ہاتھ سے تین بار مل کر جھاڑ دو تا کہ جو قطرہ باقی رہا ہو نکل جائے۔

لیٹنے بیٹھنے چلنے پھرنے جانے آنے کا بیان

(۳۲۷) جب کہیں بیٹھو تو جُوتا اُتار کر بیٹھو۔ اور جُوتا اپنے پاس رکھو۔

(۳۲۸) بزرگوں کے روبرو ادب سے دوزانوں بیٹھو۔

(۳۲۹) دھوپ میں نہ بیٹھو کہ مُضر ہے۔

(۳۳۰) آدھی دھوپ اور آدھی چھاؤں میں نہ بیٹھو اگر چھاؤں میں بیٹھے ہو اور پھر دھوپ آجائے تو وہاں سے دوسری جگہ چھاؤں میں جا بیٹھو۔

(۳۳۱) دوزانو چہار زانو، اُکڑو بیٹھو پیٹھ کے پیچھے ہاتھ ٹیک کر نہ بیٹھو۔

(۳۳۲) چت یا کروٹ سے لیٹو اوندھے ہو کر پیٹ کے بل نہ لیٹو۔

(۳۳۳) راہ میں آہستہ با حرکت تمام قدرے تیزی کے ساتھ چلنا بہتر وافضل ہے اور بہت آہستہ ناتوانوں کی طرح بلا عذر چلنا اور بہت تیز دوڑ کر جھپٹ کر اضطراب کے ساتھ چلنا بُرا اور منع ہے۔

(۳۳۴) راہ میں اطمینان سے نیچی نظر کیے چلو اِدھر اُدھر دیکھتے نہ چلو۔

(۳۳۵) کوک پر ہاتھ دھر کر آرام لینا کھڑا ہونا مکروہ ہے۔

(۳۳۶) اکڑ کر، اِٹھلا کر، سینہ نکال کر، گردن اونچی کر کے نہ چلو۔

(۳۳۷) جب گھر سے باہر جاؤ تو بِسْمِ اللّٰہِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ کہو۔

(۳۳۸) جب گھر میں آؤ تو بِسْمِ اللّٰہِ کہہ کر سلام کر کے آؤ اگرچہ گھر میں کوئی نہ ہو۔

(۳۳۹) بازاروں اور راستوں میں بے ضرورت نہ پھرو۔

(۳۴۰) رات کو جب لوگوں کی آمد و رفت بند ہو جائے تو گھر سے باہر نہ جاؤ۔

Marfat.com

(۳۴۱) شروع دن میں سفر کو جاؤ اور شروع دن میں سفر سے واپس آؤ۔
(۳۴۲) بعد مطلب برآری کے جلد گھر کو واپس آؤ۔
(۳۴۳) چند آدمی مل کر سفر کرو تو سب ایک جگہ ٹھہرو جُدا جُدا نہ ٹھہرو۔
(۳۴۴) گھنٹے دار سواری پر سفر نہ کرو۔
(۳۴۵) سفر میں کتا ساتھ نہ لے جاؤ۔
(۳۴۶) راہ میں اگر کوئی بھلا آدمی پیدل جاتا ملے اور تمہاری سواری میں جگہ ہو تو اُسے سواری پر بٹھالو۔
(۳۴۷) جہاں تک ہو سکے رات کو سفر سے گھر واپس نہ آؤ اور گھر میں آنے سے پہلے محلّہ کی مسجد میں دو رکعت نماز پڑھو۔
(۳۴۸) جب کوئی سفر سے آئے تو اس سے مُصافحہ اور معانقہ کرو کہ مسنون ہے۔
(۳۴۹) سفر کو جاتے وقت اپنے دوستوں عزیزوں کو رُخصت کرو اور یوں کہو میں نے تمہیں اللہ تعالیٰ کو سونپا اور انہیں سلام کر کے روانہ ہو۔
(۳۵۰) جب سفر سے واپس آؤ تو اپنے دوست احباب کے لیے کچھ نہ کچھ تحفہ ضرور لاؤ۔
(۳۵۱) جہاں تک ممکن ہو رات کو اکیلے سفر نہ کرو۔
(۳۵۲) جمعرات کو سفر کرنا بہتر ہے کہ حضور کو جمعرات کے دن سفر کرنا محبوب و پسند تھا۔
(۳۵۳) کہیں جانے آنے کے وقت بدشگونی بدفالی کسی چیز سے نہ لو اگر دل میں شک بھی گزرے جب بھی اس کام کو نہ چھوڑو اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے اس کام کو کرو کہ حدیث میں بدشگونی لینے کی سخت بُرائی و ممانعت آئی ہے وہ اعمال و افعال مشرکین سے ہے ہاں نیک فال لینے میں حرج نہیں ہے۔

بقاءِ نسل و تربیتِ اولاد کا بیان

انسان کو حرام سے بچنے اور اولاد ہونے نسل قائم رہنے اور اُمّت محمّدیہ بڑھانے کی غرض سے نکاح کرنا بھی مسنون و ضروری بلکہ ثواب ہے جبکہ مہر و نفقہ کی قدرت رکھتا ہو اور حرام میں مبتلا ہونے ظلم و جور کرنے کا خوف و اندیشہ نہ ہو کہ اگر باوجود مہر و نان نفقہ دینے پر قادر ہونے کے نِکاح نہ کرے گا گنہگار ہوگا۔ حضور اقدس سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں نکاح کرنا میری سنّت ہے پس جو شخص اس پر عمل نہ کرے اس سے اعراض کرے (نکاح نہ کرے) وہ مجھ سے نہیں ہے۔ مسلمانوں کو حتّی المقدور سنّت پر عمل کرتے نسل قائم رکھنے اُمّتِ محمّدیہ بڑھانے حرام سے بچنے کی نیت سے نکاح کرنا چاہیے۔ مجرّد و بے نکاح نہ رہنا چاہیے اگرچہ قرض لے کر ہی کریں کہ نکاح کے لیے قرض لینا بھی مستحب ہے اللہ تعالیٰ ادا کرنے والا ہے۔

(۳۵۴) نکاح باکرہ بے بیاہی خوبصورت، خوب سیرت، نیک صالحہ دین دار شریف زیادہ بچّے جننے والی عورت سے کیا جائے تاکہ اولاد زیادہ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت بڑھے کہ قیامت کے دن آنحضرت زیادتی اُمّت پر فخر فرمائیں گے۔

(۳۵۵) بد خلق فاسقہ زانیہ اور مردوں سے لڑنے والی اُن پر غالب آنے والی سے نکاح نہ کرو۔

(۳۵۶) رافضیہ، خارجیہ، قادیانیہ سے نکاح کرنا جائز نہیں۔

(۳۵۷) جس عورت سے نکاح کرنے کا قصد ہو پیغام نکاح دیا ہو اُسے دیکھنا جائز ہے غیر کو دیکھنا اس کے ساتھ خلوت میں بیٹھ کر باتیں کرنا جائز نہیں۔

(۳۵۸) مسجد میں جمعہ کے دن نکاح کرنا مستحب ہے۔

(۳۵۹) مہر حسب حیثیت اور تھوڑا باندھنا چاہیے کہ زیادہ مہر باندھنا ممنوع و مکروہ ہے۔ حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مہر صرف چار مثقال چاندی کے ایک سو آٹھ روپیہ انگریزی ہوئے باندھا تھا اور یہی مہر اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تھا باقی ازواج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مہر اس سے بھی کم چھہتّر روپیہ تھا سوائے حضرت خدیجہ اور اُم حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ان کا مہر ہزار روپے سے زائد تھا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں بعض کا مہر صرف پانچ درہم کی قیمت کے سونے کا بندھا سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی بیٹی کا نکاح ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ صرف دو درہم مہر پر کیا۔

(۳۶۰) بہر حال آج کل کی طرح ہزاروں لاکھوں کا مہر باندھنا نہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا طریقہ تھا نہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا دستور تھا تو اس قدر گراں مہر باندھنا خلاف سنّت ہوا مسلمان کو اس سے بچنا اور زیادہ مہر باندھنا نہ چاہیے ہر کام میں اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنا چاہیئے۔ حدیث میں ہے کہ خوبصورت و کم مہر والی عورت سب سے بہتر و اچھی ہے اور برکت والی وہی عورتیں ہیں جن کا مہر کم ہو اور بہتر مہر وہ ہے جس کا ادا کرنا آسان ہو۔

(۳۶۱) جو لوگ نکاح میں شریک ہوں وہ ناکح کے لیے برکت کی دعا کریں بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ وَبَارَكَ اللّٰهُ عَلَيْكَ کہیں اور بعد نکاح چھوہارے بطور شکر لٹائے جائیں۔

(۳۶۲) جب دلہن گھر میں آئے تو دولہا اس کی پیشانی پکڑ کر یہ دعا پڑھے
بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ خَیْرَهَا وَخَیْرَ مَا جُبِلَتْ عَلَیْهِ وَاَعُوْذُبِكَ

Marfat.com

مِنْ شَرِّ مَا جُبِلَتْ عَلَيْهِ ۔

(۳۶۳) بعد نکاح اہلِ برادری اور ملنے والوں کو حسبِ حیثیت دعوت کرنا جسے ولیمہ کہتے ہیں مسنون و ثواب ہے مگر جلد کیا جائے کہ ولیمہ میں جلدی کرنا بھی سُنّت ہے نکاح کے صبح کو یا دوسرے تیسرے روز ہونا چاہیئے ہفتے سے زیادہ تاخیر مکروہ ہے۔

(۳۶۴) جب عورت سے صحبت کی جائے تو تنہائی میں پردہ کر کے کپڑا اوڑھ کر کی جائے بے پردہ و بے حجاب ننگے ہو کر نہ کی جائے۔

(۳۶۵) بِسْمِ اللہ کہہ کر صُحبت کی جائے اور وقت صحبت اَللّٰھُمَّ جَنِّبْنَا الشَّیْطَانَ مِمَّا رَزَقْتَنَا ۔کہا جائے کہ جو جماع کرتے وقت یہ دُعا پڑھتا ہے، اللہ تعالیٰ اس نطفہ کے بچّے کو شیطان سے محفوظ رکھتا ہے۔

(۳۶۶) اور قبلہ رُخ ہو کر جماع نہ کیا جائے۔

(۳۶۷) ہر ماہ کی پہلی رات اور پندرھویں شب اور اخیر شب جماع سے بچا جائے کہ ان راتوں میں شیاطین جمع ہوتے ہیں۔

(۳۶۸) جماع کرنے میں عورتوں کی شرمگاہ کو نہ دیکھا جائے کہ بینائی کم ہوتی ہے۔ جماع کرنے میں بات چیت نہ کی جائے کہ بچّہ گونگا پیدا ہوتا ہے۔

(۳۶۹) جماع کرنے میں عورت کی خواہش پر بھی نگاہ رکھی جائے اور وہ جب تک فارغ نہ ہو جائے جُدا نہ ہو۔

(۳۷۰) بعد نکاح اوّل بار جماع کرنا واجب ہے پھر مسنون جو شخص اپنی جوان عورت سے بلا عذر چالیس روز جُدا رہے جماع نہ کرے وہ گنہگار ہوگا۔

(۳۷۱) اگر سوتے میں احتلام ہو تو بعد احتلام جماع نہ کیا جائے۔

(۳۷۲) بعد جماع مرد عورت کے اور عورت مرد کے راز اور پوشیدہ بات کو کسی پر ظاہر نہ کرے۔

Marfat.com

(۳۷۳) غیر عورتوں کا ذکر اپنی عورت کے آگے نہ کیا جائے۔
(۳۷۴) مرد و عورت باہم نیک برتاؤ کریں محبت و اتفاق سے رہیں آپس میں لڑائی جھگڑا نہ کریں ایک دوسرے کو بُرا بھلا نہ کہیں اگر مرد کو کسی نا فرمانی اور گناہ کی بات پر عورت کو مارنے کا اتفاق ہو جیسے ترک نماز و روزہ اور غسلِ جنابت و زینت اور گھر سے بلا اجازت باہر جانا وغیرہ باتیں کہ جن میں شرعًا حد نہیں تو پہلے سمجھائے اگر نہ مانے تو خفگی کا اظہار کرے پھر نہ مانے تو چہرہ بچا کر مارے چہرے پر نہ مارے کہ بہت زیادہ دکھ درد پہنچے ہڈی وغیرہ اعضا پر صدمہ آئے نقصان ہو۔
(۳۷۵) جو آپ کھاؤ پہنو وہی عورت کو بھی کھلاؤ پہناؤ بلکہ کوئی اچھی چیز اکیلے نہ کھاؤ بلکہ کھانا بھی اکیلے نہ کھاؤ اپنے اہل و عیال کے ہمراہ کھاؤ کہ جو شخص اپنے اہل و عیال کے ہمراہ کھانا کھاتا ہے اللہ تعالیٰ ان گھر والوں پر رحمت بھیجتا ہے اور فرشتے ان کے لیے دعا کرتے ہیں۔
(۳۷۶) عورتوں کو کوٹھے بالا خانہ پر نہ رکھوا نہیں لکھنا پڑھنا نہ سکھاؤ بلکہ قرآن عظیم پڑھاؤ اور زبانی مسائل نماز روزہ اور وضو غسل حیض و نفاس وغیرہ بتاؤ۔ سینا پرونا کاتنا تومنا وغیرہ کام جو عورتوں کے کرنے کے لائق ہیں سکھاؤ۔
(۳۷۷) مرد کو عورت کی اور عورت کو مرد کی بد خوئی اور بُری عادت پر صبر کرنا چاہیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو مرد اپنی عورت کی بُری عادت پر صبر کرتا ہے حضرت ایوب کے صبر کا سا ثواب پاتا ہے اور جو عورت اپنے مرد کی بُری عادت پر صبر کرتی ہے آسیہ زنِ فرعون کا سا ثواب پاتی ہے اور سب میں بہتر تم میں وہ شخص ہے جو اپنے اہل و عیال کے ساتھ اچھا ہو بھلائی اور اچھی عادت کے ساتھ پیش آتا ہو اور میں تم سب میں اپنے اہل کے ساتھ بہتر ہوں۔
(۳۷۸) اگر ایک سے زائد دو تین چار عورتیں ہوں تو سب کے ساتھ ایک سا برتاؤ کرو سب کو برابر کھلانے پہننے خرچ کو برابر دو اور ہر ایک کے پاس ایک ایک رات رہو

ایک کو دوسرے پر ترجیح نہ دو مائل نہ ہو حدیث میں ہے جس شخص کے دو عورتیں ہوں گی وہ ان میں برابری نہ کرے گا انھیں ایک سا نہ رکھے گا بلکہ ایک کی جانب زیادہ مائل راغب ہو گا اور دوسری کی طرف کم تو وہ قیامت کے دن ایک جانب جھکا ہوا اُٹھے گا۔

(۳۷۹) جب تک کہ روٹی کپڑے وغیرہ خرچ خانہ داری کی اچھی طرح قدرت و طاقت نہ ہو ایک عورت کے ہوتے دوسری تیسری چوتھی سے نکاح نہ کرو۔

(۳۸۰) اگر کئی عورتیں ہوں تو سب کو الگ الگ گھر میں رکھو ایک گھر میں نہ رکھو۔

(۳۸۱) عورتوں سے بے ضرورت زیادہ بات چیت نہ کرو اور نہ انھیں بہت چھوٹو چھیڑو۔

(۳۸۲) ایک عورت کے سامنے دوسری عورت سے صحبت اور بوس و کنار نہ کرو۔

(۳۸۳) زوج پر زوجہ کا روٹی کپڑا مکان وغیرہ خرچ خانہ داری حسب حیثیت دینا واجب ہے اگر اس میں تنگی کرے گا گنہگار ہو گا۔

(۳۸۴) عورت کو ہفتہ میں ایک دفعہ اس کے ماں باپ کے یہاں اور سال میں ایک دوسرے عزیزوں کے یہاں جانے دو منع نہ کرو اس سے زیادہ آمد و رفت نہ کرنے دو۔

(۳۸۵) عورتوں کو غیروں میں اور شادی بیاہ کی خلاف شرع محفلوں میں جانے دینا گناہ ہے۔

(۳۸۶) عورت کو بے اجازت اپنے شوہر کے سوا ماں باپ کے اور کسی کے یہاں جانا گھر سے باہر نکلنا غیروں نامحرموں کے ساتھ سفر کرنا گناہ ہے۔

(۳۸۷) جب بچہ پیدا ہو تو اسے نہلا دھلا کر سفید اور پاک کپڑے میں رکھو اور اس کے داہنے کان میں اذان اور بائیں میں اقامت اور قدرے چھوہارا گھس کر اور اگر چھوہارا نہ ہو تو اور کوئی مٹھائی ذرا سی چبا کر اُسے چٹاؤ کہ حضور یونہی کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ جس بچہ کے داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں

Marfat.com

اقامت کہی جائے گی وہ اُمّ الصبیان سے محفوظ رہے گا اور اسے کسی شریف نیک صالح عورت کا دودھ پلاؤ اور سب سے بہتر ماں کا دودھ ہے۔

(۳۸۸) اور ساتویں روز اس کا عقیقہ کرکے سر منڈا کر اچھا سا نام رکھو کہ قیامت کے دن وہ اسی نام سے پکارا جائے گا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عمدہ نام رکھنا محبوب و پسند تھا اور بُرا نام رکھنا ناپسند تھا اگر کسی کا بُرا نام دیکھتے تو اسے بدل کر اچھا سا نام رکھتے چنانچہ بہت سے نام حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بدل کر رکھے جن کا ذکر احادیث میں وارد ہے مثلاً حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک لڑکی کا نام عاصیہ تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بدل کر جمیلہ رکھا۔ ایک شخص کا نام اصرم تھا۔ آپ نے اس کا نام زرعہ رکھا۔ ایک کا نام مضطلع تھا آپ نے منبعث رکھا۔

(۳۸۹) سب سے اچھے اور پیارے نام اللہ تعالیٰ کے نزدیک عبداللہ و عبدالرحمٰن وغیرہ جو اللہ تعالیٰ کے ناموں کی طرف مُضاف ہوں جیسے عبدالرحیم عبدالملک عبدالسبحان ہیں اسی طرح محمد و احمد و حامد و محمود وغیرہ نام بھی اچھے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب و پیارے ہیں اور جو ان کی طرف تشریفاً تعظیماً مضاف ہوں وہ بھی جائز ہیں جیسے غلام محمد عبدالنبی غلام رسول وغیرہ۔

فائدہ:۔ احادیث میں ہے کہ جو شخص اپنے لڑکے کا نام میری محبت کے باعث محمد رکھے گا وہ مع اس لڑکے کے میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔ اور جس گھر میں میرا ہمنام محمد و احمد ہوگا اس گھر میں فقر و فاقہ داخل نہ ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے رحم و کرم پر لازم کیا ہے کہ میرے ہمنام کو دوزخ میں داخل نہ کرے اور جس کی اولاد زندہ نہ رہتی ہو وہ اپنے بیٹے کا نام محمد رکھے ان شاء اللہ تعالیٰ وہ زندہ رہے گا لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ناموں میں سے کوئی نام رکھنا اچھا ہے۔

Marfat.com

(۳۹۰) مگر ایسے متبرک نام رکھ کر بگاڑنا نہیں بے ادبی سے چھوٹا کرکے پکارنا نہ چاہیئے جیسے عزیزا۔ رحیما۔ محمدا۔ احمدا کہ اس طرح پکارنا گناہ ہے بلکہ اگر جان کر قصدًا چھوٹا کرکے پکارا جائے تو کفر ہے لہٰذا اس سے بچنا لازم ہے اور سننے والے پر پکارنے والے کو منع کرنا واجب ہے۔ پس اگر احتیاط نہ ہوسکے تو ایسے نام نہ رکھے جائیں۔

(۳۹۱) اسی طرح جس کا نام احمدؐ یا محمدؐ ہو اُسے بُرا نہ کہو اُسے محروم نہ کرو اُسے نہ مارو۔ اس کا اکرام کرو اس کے لیے مجلس میں جگہ کشادہ کرو گویا اس کا ہر طرح ادب و لحاظ کرو۔

(۳۹۲) بچہ اگرچہ مرا پیدا ہو جب بھی اس کا نام رکھ کر دفن کرنا چاہیے۔ بے نام رکھے دفن نہ کیا جائے۔ ورنہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے وہ شکایت کریگا۔

(۳۹۳) بچے کے گلے میں یہ تعویذ لکھ کر ڈالنا چاہیے انشاءاللہ وہ سوتے میں ڈرنے اور اُم الصبیان و نظر بد سے محفوظ رہے گا۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اعوذ بکلمات اللہ التامات من کل شیطان وھامۃ ومن کل عین لامۃ واعوذ بکلمات اللہ التامات من غضبہ وعقابہ ومن شر عبادہ ومن ھمزات الشیطان وان یحضرون۔

(۳۹۴) بچے کے رونے سے دق و پریشان نہ ہو کہ بچہ کا رونا والدین کے لیے دعا مغفرت کرنا ہے۔

(۳۹۵) بچے کا ساتویں روز عقیقہ کر کے نام رکھنا مسنون ہے۔

اگر ساتویں روز نہ ہو تو چودھویں روز اور چودھویں روز نہ ہو تو اکیسویں روز اسی طرح ساتویں روز کا لحاظ رکھیں مگر بہتر و افضل ساتویں روز عقیقہ کرنا ہے۔

(۳۹۶) لڑکے کا عقیقہ دو بکروں اور لڑکی کا ایک بکری پر ہو جانور میں مذکر و

Marfat.com

مؤنث کی شرط نہیں جو مل جائے وہ کر دیا جائے۔

(۳۹۷) اگر دو جانور ذبح کرنے کی مقدرت نہ ہو تو ایک ہی کافی ہے۔

(۳۹۸) عقیقہ کے وقت بچے کا سر منڈایا جائے اور جو بال اس کے سر پر سے اُتریں ان کی برابر چاندی وزن کر کے خیرات کی جائے اور سر پر صندل یا زعفران گھس کر لگائی جائے۔

(۳۹۹) عقیقہ کے جانور کا حکم مثل قربانی کے جانور کے ہے یعنی بکری ایک سالہ اور گائے دو سالہ ہو اس سے کم عمر کے جانور پر عقیقہ جائز نہیں اور تندرست، صحیح الاعضا ہو دُبلا کمزور کہ چلنے پر قادر نہ ہو اور لولا لنگڑا کان دم سینگ کٹا ہوا نہ ہو۔

(۴۰۰) قربانی کی طرح ایک گائے یا بھینس میں سات بچوں کا عقیقہ یا بعض کی قربانی اور بعض کا عقیقہ کرنا جائز ہے۔

(۴۰۱) عقیقہ کی کھال صدقہ کر دینا بہتر ہے اور اپنے کام میں لانا بھی جائز ہے مگر بیچنا اور اس کی قیمت اپنے صرف میں لانا جائز نہیں۔

(۴۰۲) عقیقہ کے جانور کا سر، سر مونڈنے والے کو اور ران دائی کو اگر وہ مسلمان ہوں دیا جائے اور باقی گوشت کے تین حصے کر کے ایک حصہ غرباء کو دیں اور باقی اپنے کنبہ والوں، دوستوں، پڑسیوں کو دیں۔

(۴۰۳) عقیقہ کا گوشت ماں، باپ، دادی، دادا وغیرہ کو بھی کھانا درست ہے یہ جو مشہور ہے کہ وہ نہ کھائیں محض غلط و بے اصل ہے۔ شرعاً ممانعت نہیں ہے۔

(۴۰۴) عقیقہ کے جانور کی ہڈیاں جوڑوں پر سے ثابت جُدا کی جائیں گوشت بناتے وقت توڑی نہ جائیں اور بعد کو ان پر سے گوشت چھٹا کر دفن کر دیا جائے کہ اس میں بہتری و نیک فال ہے۔

(٤٠٥) جانور یہ دعا پڑھ کر ذبح کیا جائے اَللّٰھُمَّ ھٰذِہٖ عَقِیْقَۃُ فُلَانِ ابْنِ فُلَانٍ دَمُھَا بِدَمِہٖ وَلَحْمُھَا بِلَحْمِہٖ وَعَظْمُھَا بِعَظْمِہٖ وَشَحْمُھَا بِشَحْمِہٖ وَشَعْرُھَا بِشَعْرِہٖ وَجِلْدُھَا بِجِلْدِہٖ اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْ ھٰذِہِ الْعَقِیْقَۃَ وَاجْعَلْھَا فِدَاءً لِابْنِ فُلَانٍ مِّنَ النَّارِ بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اور دونوں جگہ فلاں ابن فلاں کی جگہ اس بچّے کا جو نام رکھا جائے اور اس کے باپ کا نام لیا جائے اور لڑکی ہو تو ابن کی جگہ بنت کہا جائے مثلاً زید ابنِ عمرو یا ہندہ بنت زید اور لڑکی کا عقیقہ ہو تو بدمہٖ کی جگہ بدمہا کہا جائے اور مذکر کی ضمیر کی جگہ دعا میں ہر جگہ مؤنث کی ضمیر پڑھی جائے۔

(٤٠٦) لڑکا ہونے پر زیادہ خوشی اور لڑکی ہونے پر افسوس نہ کرو کہ نہ معلوم اللہ تعالیٰ نے لڑکے میں تمہارے لیے بہتری رکھی ہے یا لڑکی میں بلکہ لڑکی ہونے پر خوشی کرو اور اسے اچھی طرح محبّت سے پالو پرورش کرو کہ تمہیں اس کے باعث جنّت ملے گی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نزدیکی حاصل ہوگی۔ حدیث میں ہے کہ جس شخص کے دو لڑکیاں یا دو بہنیں ہوں گی اور وہ انہیں اچھی طرح رکھے گا۔ جب تک کہ وہ اس کے پاس رہیں گی تو وہ میرے پاس جنّت میں ہوگا۔ صحابہ کرام نے عرض کی اور ایک لڑکی یا رسول اللہ فرمایا اگر ایک ہوگی تو بھی میرے ساتھ جنّت میں ہوگا۔

(٤٠٧) اگر بازار سے بچّوں کے واسطے کوئی چیز لاؤ تو لڑکیوں کے واسطے خاص کر کے لاؤ اور لڑکوں سے پہلے لڑکیوں کو دو تاکہ وہ خوش ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کے بدلے تم پر نظرِ رحمت فرمائے گا اور آتشِ دوزخ سے تمہیں بچائے گا۔

(٤٠٨) جب بچّہ بولنے کے قابل ہو تو پہلے اس کی زبان سے کلمہ طیّبہ ادا کراؤ پھر اور کلماتِ خیر سکھاؤ۔

Marfat.com

(۴۰۹) اور جب پڑھنے کے قابل ہو تو اسے کسی نیک سیرت پاک طینت معلّم کے سپرد کر کے لکھواؤ پڑھواؤ ادب تہذیب سکھاؤ اگر وہ لکھنے پڑھنے ادب سیکھنے میں کاہلی و سستی کرے تو تنبیہ و تاکید کرو مار پیٹ کر پڑھواؤ لکھاؤ ادب سکھاؤ کہ علم و ادب سے بہتر دنیا میں کوئی ہنر نہیں یہ والد و ولد دونوں کو زندگی میں بھی مفید اور بعد موت بھی فائدہ مند ہوتا ہے۔ حدیث میں ہے کہ اولاد کو علم دین سکھا کر قرآنِ عظیم پڑھا کر چھوڑنے سے آدمی بعد موت بھی نفع اٹھاتا ہے اور اس کا ثواب پاتا ہے اور ولد کے ثواب میں کچھ کمی نہیں ہوتی ہے دوسری حدیث میں ہے کہ آدمی کے مرنے کے بعد تمام اعمال منقطع ہو جاتے ہیں اسے کچھ نفع نہیں دیتے مگر تین چیزیں صدقۂ جاریہ علم تنتفع بہ اولاد صالح۔

(۴۱۰) جب بچّہ چھ سات برس کا ہو تو اسے نماز پڑھنے کی ہدایت کرو یہاں تک کہ اگر وہ دس برس کا ہو جائے اور نماز پڑھنے میں کاہلی و سستی کرتا ہو تو مار کر نماز پڑھواؤ۔

(۴۱۱) بچّہ میں جب قابلیت و طاقت ختنہ کی ہو جائے تو اس کا ختنہ کراؤ اور مستحب وقت ختنہ کا سات برس سے بارہ تک ہے اور جواز اس کے پیدا ہونے کے دن سے بلوغ تک ہے کہ بعض نے ساتویں دن اور بعض نے ساتویں سال اور بعض نے نویں سال اور بعض نے بعد دس کے تجویز کیا ہے۔

(۴۱۲) پیر کے دن بعد زوال ختنہ کرنا مسنون ہے۔

(۴۱۳) جب وہ بالغ ہو پندرہ سولہ برس کا ہو تو اس کا نکاح کر دو۔

(۴۱۴) اپنی تمام اولاد کو ایک نظر سے دیکھو سب کو برابر ایک سا رکھو اور جو چیز ہو سب کو برابر دو۔

(۴۱۵) اپنے مال جائیداد اولاد میں سے کسی ایک کو دے جانا اور باقی کو محروم کرنا کچھ نہ دینا ناجائز ہے۔

Marfat.com

متفرق باتوں کا بیان

(۴۱۶) ہر کام بسم اللہ کہہ کر شروع کیا کرو ورنہ بے برکت ہوگا۔

(۴۱۷) ہر کام سیدھی طرف اور سیدھے ہاتھ سے شروع کیا کرو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر کام میں محبوب و پسند تھا۔

(۴۱۸) جب کوئی چیز تقسیم کرو یا کسی کو دو تو اپنے سیدھے ہاتھ والوں سے شروع کرو، اگرچہ وہ بائیں ہاتھ والوں سے کم درجہ ہوں۔ حدیث میں ہے کہ ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو ایک پیالے میں لسی لائی گئی اور آپ کے داہنی طرف ایک بدوی اور بائیں طرف صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیٹھے تھے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پی کر دینے کا ارادہ کیا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی کہ ابوبکر کو دیجیے پس آپ نے وہ پیالہ بدوی کو دے کر فرمایا داہنی جانب والوں کا حق ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک پیالہ میں کچھ لایا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی داہنی طرف ایک لڑکا اور بائیں طرف بوڑھے بوڑھے لوگ بیٹھے تھے پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں سے تھوڑا نوش فرما کر اس لڑکے سے پوچھا کہ کیا میں یہ پیالہ ان بوڑھوں کو دے دوں لڑکے نے عرض کی کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پس خوردہ کسی کو دینا پسند نہیں کرتا پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لڑکے کو وہ پیالہ عطا فرمایا۔

(۴۱۹) اچھے کام داہنے ہاتھ سے اور برے کام بائیں ہاتھ سے کیا کرو مثلاً کھانا پینا، دینا لینا وغیرہ کام داہنے ہاتھ سے اور استنجا کرنا، ناک صاف کرنا، نجاست وغیرہ دھونا، اٹھانا بائیں ہاتھ سے ہو۔

(۴۲۰) ہر کام راستی و آہستگی سے کرو جلدی نہ کرو کہ آہستگی اللہ تعالیٰ کی

Marfat.com

جانب سے اور جلدی شیطان کی جانب سے ہے اور جلدی میں کام خراب ہوتا ہے اور آہستگی میں درست اور بہتر ہوتا ہے مگر اعمال آخرت میں جلدی کرنا ہی بہتر ہے جیسے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ دینی کام کہ انھیں فوراً کرنا چاہیے۔

(۴۲۱) ہر کام کا پہلے انجام سوچو اگر بخیر معلوم ہو کرو ورنہ نہ کرو۔

(۴۲۲) اگر تمھیں کوئی چیز ملے یا تمھاری کوئی حاجت پوری ہو تو خدا کا شکر کرو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہو، حدیث میں ہے کہ ایک بار حمد کہنے سے اس نعمت کا شکر ادا ہوگا اور دو بار کہنے سے دوگنا ثواب ہوگا اور تین بار کہنے سے گناہ معاف ہوں گے۔

(۴۲۳) جب تمھیں کوئی چیز اچھی معلوم ہو تو اُسے دیکھ کر ماشاء اللہ کہو برکت کی دعا کرو اَللّٰھُمَّ بَارِکْ فِیْہِ پڑھو کہ اس میں برکت ہوگی اور نظر سے محفوظ رہے گی۔

(۴۲۴) جب تمہارے ساتھ کوئی شخص نیکی کرے تو تم اس سے جزاک اللہ کہو

(۴۲۵) اگر تم کسی کو دین میں اپنے سے اچھا پاؤ تو اس کی قدر کرو اور اگر دنیا میں کسی کو اپنے سے کم درجہ دیکھو تو شکر کرو حمد الٰہی بجالاؤ شکر کرو صابر کا ثواب پاؤ گے۔

(۴۲۶) اگر تم پر کوئی مصیبت پڑے یا کوئی رنج و غم ہو تو اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن پڑھو اللہ تعالیٰ رحم فرمائے گا۔

(۴۲۷) جب تم کوئی بات یا کوئی چیز بھول جاؤ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھو یاد آ جائے گی۔

(۴۲۸) جب تمہارا کان بجے اس میں جھنجھنی ہو تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد کرو اور درود پڑھو جاتی رہے گی۔

Marfat.com

(۴۲۹) جب تمہارا پاؤں سن ہو جائے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد کرو ٹھیک ہو جائے گا۔ حضرت شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت عبداللہ ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ہمراہ جا رہا تھا کہ راہ میں ان کا پاؤں سن ہو گیا وہ چلنے سے بیٹھ گئے تو ان سے ایک شخص نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد کرو پس انہوں نے یا محمدؐاہ کہا اور کھڑے ہو کر چل دیئے۔

(۴۳۰) رات کو بسم اللہ کہہ کر دروازہ بند کیا کرو اور گھڑے برتنوں کو ڈھک دیا کرو کہ سال میں ایک رات آسمان سے وبا اترتی ہے اور شیاطین پھرتے ہیں اور کھلے برتنوں میں واقع ہوتے اور کھلے دروازوں میں گھس آتے ہیں ڈھکے برتنوں اور بند دروازوں میں داخل نہیں ہوتے اور نہ انھیں کھول سکتے ہیں۔

(۴۳۱) اپنے بڑوں کا ادب ولحاظ بزرگوں کی تعظیم وتوقیر کیا کرو کہ موجب خیر وبرکت ہے مثلاً باپ، دادا، بڑے بھائی وغیرہ بزرگوں کو نام لے کر نہ پکارو اور نہ عورت اپنے شوہر کو نام لے کر پکارے اور ان کے آگے نہ چلو ان سے پہلے نہ بیٹھو ان کے سامنے بے ادبی وگستاخی نہ کرو۔ ان کے ساتھ بے ادبانہ اور گستاخانہ پیش نہ آؤ۔

(۴۳۲) اسی طرح اپنے پیر استاد علمائے دین کی تعظیم وتوقیر کیا کرو۔ ان کے آگے نہ چلو ان کی جگہ نہ بیٹھو ان سے پہلے نہ بیٹھو اور ان سے پہلے کلام نہ کرو اگرچہ وہ عمر میں تم سے چھوٹے ہوں (جب پاخانہ کے مقام سے ہوا خارج ہونے کو ہو تو آہستہ سے کرو اور اس پر ہنسو نہیں کہ خلاف ادب ہے۔)

(۴۳۳) بے اجازت کسی کی چیز نہ لو۔

(۴۳۴) ہمیشہ حق بات کہو حق کی طرف داری کرو اگرچہ لوگوں کو بُری معلوم ہو۔

(۴۳۵) اثنائے گفتگو میں نیک کلمہ بولو نیک بات کہو ورنہ چپ رہو۔

اگر تم سے کوئی کسی امر میں مشورہ لے تو اسے نیک مشورہ دو اور اسے اپنے دل میں رکھو کسی پر ظاہر نہ کرو۔ (ماخوذ: اسوۂ حسنہ مولانا حشمت علیؒ)

Marfat.com

فضیلتِ حُسنِ خُلق

؎ تیرے خُلق کو حق نے عظیم کہا تیری خَلق کو حق نے جمیل کیا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہو گا شہا تیرے خالقِ حُسن و ادا کی قسم

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی اور حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف فرماتے ہوئے اور اپنی نعمتوں کا ان کے لیے اظہار کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:۔

اِنَّكَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ — بے شک آپ صاحبِ خُلقِ عظیم ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خُلق قرآن تھا۔ ایک مرتبہ ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے حُسنِ خُلق کے متعلق سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت مبارکہ پڑھی:۔

خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ — درگذر کرنا اختیار کرو، نیکی کا حکم کرو
وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِیْنَ ۝ — اور جاہلوں سے منہ پھیر لو۔

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حُسنِ خُلق یہ ہے کہ تو قطع تعلق کرنے والوں سے صلہ رحمی کرے، جو تجھے محروم کرے تو اسے عطا کرے اور جو تجھ پر ظلم کرے تو اسے معاف کر دے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اس لیے مبعوث کیا گیا ہوں کہ عمدہ اخلاق کو پایۂ تکمیل تک پہنچاؤں، مزید ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن میزانِ اعمال میں سب سے بھاری چیز خوفِ خدا اور حُسنِ خُلق ہو گا۔

ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض

کی یا رسول اللہ! دین کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حُسنِ خُلق پھر دائیں طرف سے آیا اور عرض کی دین کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حسن خُلق، پھر وہ شخص بائیں طرف سے آیا اور عرض کی یا رسول اللہ! دین کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حُسنِ خُلق، پھر وہ شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عقب سے آیا اور عرض کی یا رسول اللہ! دین کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف توجہ فرمائی اور فرمایا اَمَا تَفْقَهُ هُوَ اَنْ لَّا تَغْضَبَ

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلّم سے پوچھا گیا نحوست کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا بد خُلقی۔ ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلّم سے عرض کی کہ مجھے وصیت کیجیے، آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جہاں بھی رہو اللہ تعالےٰ سے ڈرتے رہو، اس نے عرض کی مزید ارشاد فرمایئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہر برائی کے بعد نیکیاں کرو، وہ اسے مٹا دیں گی، اس نے پھر عرض کی کچھ اور فرمایئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا لوگوں سے حُسن سلوک کرو اور حُسن خلق سے پیش آؤ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلّم سے پوچھا گیا کہ کون سا عمل افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا حُسنِ خُلق۔ فرمانِ نبوی ہے کہ اللہ تعالےٰ نے جس بندے کی پیدائش اور خُلق کو بہترین بنایا ہے اسے وہ جہنّم میں نہیں ڈالے گا۔

حضرت فضیل رضی اللہ تعالیٰ عنہُ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی گئی کہ فلاں عورت رات کو عبادت کرتی ہے، دن کو روزہ رکھتی ہے مگر وہ بد خُلق ہے، اپنی باتوں سے ہمسایوں کو تکلیف دیتی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس میں بھلائی نہیں ہے وہ جہنّمیوں میں سے ہے۔

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ سب سے پہلے میزانِ عمل میں حُسن خُلق اور سخاوت

Marfat.com

رکھی جائے گی، جب اللہ تعالیٰ نے ایمان کو پیدا فرمایا تو اس نے عرض کی اے اللہ! مجھے قوت عطا فرما، تو اللہ تعالیٰ نے اسے حسنِ خُلق اور سخاوت سے تقویت بخشی اور جب اللہ تعالیٰ نے کُفر کو پیدا فرمایا تو اس نے عرض کی اے اللہ! مجھے قوت بخش، تو اللہ تعالیٰ نے اسے بخل اور بد خُلقی سے تقویت بخشی۔

فرمانِ نبوی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس دین کو اپنے لیے پسند فرمالیا ہے، تمہارا یہ دین سخاوت اور حسنِ خُلق کے بغیر صحیح نہیں ہوتا، ہوشیار! اپنے اعمال کو ان دو چیزوں سے زینت بخشو۔ فرمانِ نبوی ہے کہ حسنِ خُلق اللہ تعالیٰ کی عظیم ترین مخلوق ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی گئی کہ کون سے مومن کا ایمان افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس کا خُلق سب سے بہتر ہوگا۔

حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بلاشبہ تم لوگوں کی مال و دولت کے ذریعے امداد نہیں کر سکتے لہٰذا ان کی خندہ پیشانی اور حسنِ خُلق سے مدد کرو۔ فرمانِ نبوی ہے کہ بد خُلقی اعمال کو اس طرح ضائع کر دیتی ہے جیسے سرکہ شہد کو خراب کر دیتا ہے۔

حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک تم ایسے جوان ہو کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری خلقت کو بہترین کیا ہے لہٰذا تم اپنا خُلق بہترین کرو۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں سے زیادہ خوبصورت اور بہترین خُلق والے تھے۔ حضرت ابو سعید البدری رضی اللہ تعالیٰ سے مروی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دُعا میں یوں عرض کرتے اے اللہ! جیسے تُو نے میری تخلیق کو بہترین کیا ہے ویسے ہی میرے خُلق کو بہترین فرما۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اکثر یہ دُعا فرمایا کرتے:۔

Marfat.com

اَللّٰھُمَّ اَسْئَلُكَ الصِّحَّۃَ وَ الْعَافِیَۃَ وَحُسْنَ الْخُلُقِ ۔

اے اللہ! میں تجھ سے صحت، سلامتی اور حسن خلق کا سوال کرتا ہوں ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انسان کی شرافت اس کا دین ہے، اس کی نیکی حُسنِ خلق ہے اور اس کی مروت اس کی عقل ہے۔

حضرت اُسامہ بن شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں اعرابیوں کی مجلس میں حاضر ہوا، وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ رہے تھے کہ انسان کو عطا شدہ بھلائیوں میں سے کون سی بھلائی عمدہ ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حُسن خُلق ۔

فرمانِ نبوی ہے کہ قیامت کے دن مجھے سب سے زیادہ محبوب اور مجھ سے قریب تر وہ لوگ ہوں گے جو تم میں سے بہترین خُلق رکھتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز کی ابتداء میں یہ دُعا کیا کرتے تھے کہ اے اللہ! مجھے بہترین خُلق کی ہدایت فرما، تیرے سوا کون ہے جو حُسن خُلق کی ہدایت دے، مجھے بد خلقی سے نجات دے، بد خُلقی سے بچانے والا تیرے سوا اور کون ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ انسان کی زیب و زینت کس بات میں ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کلام میں نرمی، کشادہ روئی اور خندہ پیشانی کا اظہار۔ جو شخص لوگوں سے احسان کرتا ہے اور حُسنِ خُلق سے معاملہ رکھتا ہے، ایسا انسان لوگوں کو گوارہ ہوتا ہے اور لوگ اس کی تعریفیں کرتے ہیں۔

(مکاشفۃ القلوب اُردو)

اخلاقِ حمیدہ

حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منوّرہ میں تشریف لائے تو حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے بارگاہِ نبوت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم میں لائے اور عرض کیا یارسول اللہ انس سمجھدار اور عقلمند بچہ ہے آپ اس کو اپنی خدمت کے لیے قبول فرمالیں۔ فرماتے ہیں میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سفر و حضر میں مقدور بھر خدمت کی سعادت حاصل کی۔ بخدا آپ نے مجھے کسی کام کے متعلق جو میں نے کردیا کبھی یہ نہ فرمایا کہ یہ کیوں کیا اور جو کام میں نے نہیں کیا اس کے متعلق یہ نہ فرمایا کہ یہ کیوں نہیں کیا۔

(رواہ البخاری ومسلم)

حضرت اُمّ المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خُلقِ عظیم کا مظاہرہ اس طرح دیکھا کہ حبشی لوگ مسجد کے سامنے کھلی جگہ پر جنگ کی تیاری کے سلسلہ میں نیزوں کے ساتھ کھیلتے تھے۔ آپ مجھے اپنی ردائے اقدس (چادر مبارک) سے ڈھانپے رہتے اور میں ان کا کھیل دیکھتی رہتی اور جب تک میں خود ہی تھک نہ جاتی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے لیے کھڑے رہتے۔

(امام بخاری ومسلم)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں سے حُسنِ خُلق میں فائق تھے۔

اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے

Marfat.com

کہ دُنیا کا کوئی فردِ نبی اکرم صلی اللہ علیہ کے ساتھ حُسنِ خُلق میں برابری نہیں کرسکتا۔ آپ سب سے زیادہ اخلاق حمیدہ کے مالک تھے۔

جب کبھی بھی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے کسی نے آپ کو بلایا۔ یا ازواجِ مطہرات میں سے کسی نے پکارا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا لبیک ۔ اسی لیے اللہ تعالےٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت کریمہ نازل فرمائی ۔ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۔ یقیناً اے حبیب آپ خلق عظیم پر حاوی وغالب ہیں اور مقتدر و مختار ۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ میں (سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سلسلہ ازدواج میں منسلک ہو جانے کے بعد) گھر میں گڑیوں کے ساتھ کھیلا کرتی اور میری سہیلیاں میرے ساتھ کھیلا کرتیں ۔ جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتیں تو کھیل چھوڑ کر چھپ جاتیں ۔ آپ ان کو چھپی ہوئی جگہوں سے نکال کر باہر لاتے اور میرے ساتھ کھیلنے کا حکم دیتے تو وہ میرے ساتھ کھیلتی رہتیں ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام میں سے کسی کو (راہ چلتے) مل جاتے تو ان کے ساتھ کھڑے رہتے اور جب تک وہ صحابی الگ نہ ہوتے (اور رخصت نہ لیتے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے الگ نہیں ہوتے تھے ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سیدِ عرب وعجم صلی اللہ علیہ وسلم بچوں کے قریب سے گزرتے تو ان کو سلام سے مشرف فرماتے ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم پر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ہوا اور ہم بھی بچے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بچو تم پر سلام ہو ۔ (الوفا ۔ امام عبدالرحمٰن ابنِ جوزی رحمۃ اللہ علیہ)

Marfat.com

شانِ حلم وعفو

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ مکہ کے کفّار و مشرکین نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مطالبہ کیا کہ کوہِ صفا ہمارے لیے سونا بن جائے اور مکہ مکرمہ کے سارے پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹ جائیں یہ علاقہ میدانی اور ہموار ہو جائے تاکہ ہم یہاں کھیتی باڑی کر سکیں۔

(آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا) تو حکم ہوا اگر چاہو تو ان کو مہلت دو اور آہستگی سے کام لو اور اگر چاہو تو ہم ان کا مطالبہ پورا کر دیں گے لیکن اگر اس کے بعد کفر کریں گے تو ان کو پہلی اُمتوں کی طرح ہلاک کر دیا جائے گا۔ آپ نے فرمایا کہ نہیں میں ان کے ساتھ نرمی اور بردباری سے کام لیتا ہوں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب حضرت طفیل بن عمر دوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رحمتِ مجسّم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا (میں نے قبیلہ دوس کو دعوتِ اسلام دی ہے) مگر انھوں نے انکار کر دیا ہے اور خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی خلاف درزی کی ہے لہٰذا ان کے لیے تباہی کی دُعا فرمائیں آپ قبلہ رو ہوئے اور دُعا کے لیے ہاتھ اٹھائے تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کہا دوسی ہلاک ہو گئے مگر سراپا عفو و کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہلاکت کی دُعا کی بجائے دُعائے رُشد و ہدایت سے نوازتے ہوئے فرمایا اَللّٰھُمَّ اھْدِ دُوْساً وَاْتِ بِھِمْ۔ اے اللہ دوس کو ہدایت عطا فرما اور انھیں میرے پاس لے آ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائے مبارکہ قبول ہوئی اور قبیلہ دوس کے ستر گھرانے مدینہ طیبہ بارگاہِ نبوی میں حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہوئے۔

حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بتایا کہ سیدِ عالمین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے دراز گوش پر

Marfat.com

سواری فرمائی جس پرا کاف یعنی لکڑی سے بنی زین ڈالی گئی تھی (جیسے کہ اونٹ کے لیے پالان) اور اس پر فدکی کمبل تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسامہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو اپنے پیچھے سوار فرمایا۔ جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی مزاج پرسی کے لیے تشریف لے جا رہے تھے۔ دورانِ سفر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایک ایسی مجلس پر ہوا جس میں ملے جُلے لوگ بیٹھے تھے۔ چند مسلمان، کچھ مشرکین اور یہود بھی تھے اور ان میں عبد اللہ بن اُبیٔ رئیس المنافقین بھی موجود تھا اور حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی۔ جب اہلِ مجلس کو سواری کے قدموں سے اڑنے والی غبار نے ڈھانپ لیا تو عبد اللہ بن اُبیٔ نے اپنی ناک کو ڈھانپتے ہوئے نیچے کی طرف جھکایا پھر کہا ہم پر گرد و غبار نہ اڑاؤ۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام فرمایا۔ ذرا رُکے اور پھر سواری سے نیچے اُتر پڑے۔ ان کو دعوتِ اسلام دی اور قرآن پاک کی تلاوت فرمائی۔ عبد اللہ بن اُبیٔ نے کہا جو کچھ آپ کہتے ہیں اگر یہ حق ہے تو اس سے اچھی کوئی بات نہیں لیکن اس کے ساتھ ہی ہماری مجالس میں آکر ہمیں تکلیف نہ دیا کرو۔ اپنی قیام گاہ کی طرف تشریف لے جائیں جو ہم میں سے وہاں آجائے اس کو بیان کر دینا۔ حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ ہماری مجلس میں تشریف لائیں اور ہمیں تلاوتِ قرآن سے محظوظ فرمائیں کیونکہ ہم اس امر کو پسند کرتے ہیں اور محبوب رکھتے ہیں۔

اس اختلافِ رائے کے اظہار پر یہود و مشرکین اور اہلِ اسلام کے درمیان باہم تلخ کلامی تک نوبت پہنچ گئی۔ قریب تھا کہ ایک دوسرے پر حملہ کر دیں مگر رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان کو ٹھنڈا کرتے اور خاموش کراتے رہے حتیٰ کہ وہ چپ ہو گئے۔

Marfat.com

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلّم سوار ہوئے اور حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے تو فرمایا اے سعد کیا تم نے سنا نہیں جو کچھ ابو حُباب یعنی عبد اللہ بن اُبَیٔ نے کہا ہے۔ اس نے مجھے ایسے کہا ہے۔ اُنھوں نے فرمایا یارسول اللہ اس سے درگذر فرمائیں اور اس کو معذور رکھیں بخدا اللہ تعالےٰ نے جو مقام رفیع اور مرتبہ بلند آپ کو عطا کر رکھا ہے وہ ہمارے وہم وگمان اور فکر و قیاس سے بھی بالاتر ہے۔ (اس قماش کے کمینہ لوگوں کی بدزبانی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب خداداد میں کیا فرق پڑتا ہے) اس شخص کے غیظ و غضب کی وجہ یہ ہے کہ اس آبادی والوں نے آپ کی تشریف آوری سے قبل یہ صلاح بنا رکھی تھی کہ اس کو اپنا سردار بنائیں اور اس کے سر پر تاج دسیادت رکھیں اور اکلیلِ قیادت اس کے سر پر باندھیں مگر اللہ تعالےٰ نے لوگوں کے اس منصوبے کو اس حق و صداقت کے ذریعے ختم کر دیا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمایا ہے۔ تو وہ اس پر غیظ و غضب سے بھر گیا اور حسد کی آگ میں جل رہا ہے چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے اس سے درگزر فرما دیا۔ (رواہ البخاری ومسلم)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عمر بن الخطاب سے سنا کہ جب عبد اللہ بن اُبَیٔ مرا تو حبیب خُدا علیہ التحیۃ والثناء کو اس کی نمازِ جنازہ پڑھانے کے لیے عرض کیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے اور جب نماز پڑھنے کے ارادہ سے اس کی نعش پر کھڑے ہوئے تو میں آگے آکر سینۂ اقدس کے مقابل کھڑا ہو گیا اور عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ اللہ تعالیٰ کے دشمن ابنِ اُبَیٔ پر نمازِ جنازہ پڑھنے لگے ہیں جس نے فلاں فلاں دن ایسے ایسے کلمات دل آزار کہے اور گستاخی و بے ادبی کی انتہا کر دی۔ میں اس کی بدزبانی و بدکلامی اور اساءت و بے ادبی کے ایام شمار کرتا جا رہا تھا اور

Marfat.com

آپ صلی اللہ علیہ وسلم تبسم فرما رہے تھے حتیٰ کہ میں نے بہت زیادہ اس کے ایسے واقعات ایذا رسانی بیان کر ڈالے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے عمر آگے سے ہٹ جایئے اور نمازِ جنازہ پڑھنے دیجیے کیونکہ مجھے ابھی اس سے منع نہیں کیا گیا بلکہ اس معاملہ کو میری مرضی و اختیار پر چھوڑا گیا ہے اور میں نے استغفار کو ہی اختیار کیا ہے اور نمازِ جنازہ پڑھنے کو ہی ترجیح دی ہے۔

مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا ہے۔ اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ۔ ان منافقین کے لیے استغفار کرو یا نہ کرو اور خواہ ستّر مرتبہ بھی استغفار کرو ان کو اللہ تعالیٰ معاف نہیں فرمائے گا اور ہرگز نہیں بخشے گا۔

اگر بالفرض مجھے معلوم ہوتا کہ ستر سے زیادہ مرتبہ استغفار کرنے پر ان کو بخش دیا جائے گا تو میں ستّر بار سے زیادہ مرتبہ بھی استغفار کے لیے تیار رہوتا۔ (لیکن چونکہ مغفرت تو بہر حال نہیں ہونی لہٰذا میں اس مشقّت کو برداشت کرنے کے لیے تیار نہیں ہوں۔)

بہر حال آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے نماز جنازہ پڑھائی اور اس کے ساتھ قبر تک تشریف لے گئے حتیٰ کہ اس کے دفن سے فارغ ہوئے (تب واپس ہوئے) فرماتے ہیں تعجب ہے میرے لیے اور میری رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں اس جرائت وجسارت پر حالانکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلّم بہتر جاننے والے ہیں۔

بخدا آپ تھوڑی دور ہی چلے تھے کہ یہ دو آیتیں نازل ہوئیں۔

وَلَا تُصَلِّ عَلٰى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فَاسِقُوْنَ۔ (التوبہ ۸۴)

ترجمہ:۔ ان منافقین میں سے جو شخص بھی فوت ہو جائے اس پر

Marfat.com

ہرگز نہ نماز پڑھیں نہ اس کے لیے دعائے رحمت کریں اور نہ ہی اس کی قبر پر پائے رحمت رکھیں۔ انہوں نے اللہ تعالےٰ کے ساتھ کفر کیا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور وہ اسی فسق اور نافرمانی کی حالت میں مرے۔

جب یہ آیاتِ مبارکہ نازل ہوئیں تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پوری حیاتِ طیبہ میں کسی منافق پر نہ نماز پڑھی اور نہ ہی اس کی قبر پر کھڑے ہوئے۔

نوٹ ۱؎ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ ادا فرمائی اور بعد میں منع کا حکم نازل ہوا پہلے اس کی ممنوعیت نہیں تھی۔ لہٰذا آپ کا یہ فعل العیاذ باللہ کسی شرعی حکم کی خلاف ورزی نہیں تھی کہ اس پر کسی قسم کی زجر و توبیخ یا تنبیہہ و تہدید کی نوبت آتی جیسا کہ بعض اذہان فاسدہ میں اس قسم کا توہم پیدا ہوتا ہے۔ حرمتِ خمر سے پہلے شراب پینے والے کیا نگاہ شرع میں مجرم تھے؟ علیٰ ہذا القیاس لہٰذا یہ توہم لغو و باطل ہے۔

۲؎ اللہ تعالےٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز ادا فرمانے کے بعد منع فرمایا کہ آئندہ ان میں سے کوئی مرے تو یہ سلوک ان کے ساتھ نہ فرمائیں پہلے منع نہیں فرمایا تو معلوم ہوا اس میں کوئی خاص حکمت و مصلحت تھی جب تک وہ پوری نہیں ہوئی اس تخییر کو ختم نہیں کیا گیا اور وہ حکمت یہ تھی کہ ابن ابی کی بدترین دشمنی کے باوجود رحمت مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ رحیمانہ و کریمانہ سلوک دیکھ کر ایک ہزار منافق عبداللہ بن ابی کی قوم کا مخلص مومن بن گیا اور نفاق سے توبہ کر گیا جیسا کہ فتح الباری اور عمدۃ القاری جلد ۸ صـ۵۴۔ اشعۃ اللمعات جلد اول صـ۲ پر تصریح موجود ہے۔

۳؎ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ معلوم تھا کہ میں ستر سے زیادہ مرتبہ بھی استغفار کروں تو بھی یہ بخشا نہیں جائے گا تو معلوم ہوا کہ نماز ادا کرنا محض اپنی شانِ رحمت کا اظہار تھا اور مروت و حسن سلوک کا اور بعد ازاں یہ رواداری اور ظاہر طور پر ایسی مروت وغیرہ کا اظہار بھی منسوخ فرما دیا گیا لہٰذا اس کو آپ کے غیر مستجاب الدعوات ہونے پر دلیل بنانا لغو ہے کیونکہ اعلانِ خداوندی کے بعد کہ میں ہرگز ان کو نہیں بخشوں گا۔ اس قسم کی اُمید رکھ کر استغفار کی کوئی وجہ نہیں ہو سکتی تھی۔ علی الخصوص جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود فرما رہے ہیں کہ اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ ستر سے زیادہ مرتبہ استغفار کروں تو اسے بخش دیا جائے گا تو میں اس سے بھی زیادہ استغفار کرتا اس سے صاف ظاہر ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ کو اس کی مغفرت و بخشش کی کوئی اُمید نہیں تھی۔

Marfat.com

ع۴ اللہ رب العزت نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے لوگوں کے حق میں دعا کرنے سے منع فرمایا ہے اوران کی قبر پر کھڑے ہونے سے بھی اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا میں کوئی اہمیت نہ ہوتی قدم اقدس میں یمن وبرکت غایت درجہ کی نہ ہوتی تو منع نہ کیا جاتا معلوم ہوتا ہے کہ محبوب کی دعائیں رد کرنا اور جہاں ان کا قدم کرامت ورحمت پڑے وہاں زحمت عذاب وعقاب بھیجنا بھی مناسب نہیں ہے اور حتمی وقطعی تقدیر کا خلاف بھی ممکن نہیں اسی لیے ایسے مواقع پر دعائیں کرنے اور قدم رنجہ فرما ہونے سے منع فرما دیا گویا امر خداوندی یہ ہے کہ حبیب تمہاری رحمت عامہ کا تقاضہ تو یہی ہے کہ ایسے بدترین دشمنوں کو قطعاً معاف نہ کریں جو محبوب خدا کی عظمت وتوقیر کا بھی خیال نہ رکھیں اور ہر وقت ایذا رسانی کے درپے رہیں۔

ع۵ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ان میں سے جو مر جائے اس پر نماز نہ پڑھیں اور اس کی قبر پر قدم نہ رکھیں۔ تو معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو منافقین کا علم تھا جب تک یہ معلوم نہ ہو کہ کون کون شخص منافق ہے تو ان کی نماز جنازہ پڑھنے سے گریز اور قبر پر قدم رکھنے سے اجتناب ممکن نہیں ہے اور یہی مضمون ومفہوم دوسری آیت کریمہ سے واضح ہے۔ لَتَعْرِفَنَّهُمْ فِي لَحْنِ الْقَوْلِ۔ آپ ضرور بالضرور ان کی پیشانیاں دیکھ کر انھیں جان لیں گے اور ان کے انداز گفتگو سے ان کو پہچان لو گے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ عمرۂ حدیبیہ کے موقع پر جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ کے مقام پر قیام فرما تھے اہل مکہ کے اسی آدمی مسلح ہو کر پہاڑ سے نیچے اترے تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم کی بے خبری اور بے اتفاقی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اچانک حملہ کریں مگر سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بغیر جنگ وجدال کے ان کو پکڑ لیا اور ان کے خلاف کارروائی نہ فرمائی (عفو ودرگذر سے کام لیا) تو اللہ تعالےٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔

هو الذی کف ایدیهم عنکم وایدیکم عنهم ببطن مکة من بعد ان اظفرکم علیهم۔

Marfat.com

ترجمہ :۔ یہ صرف اللہ رب العزّت کی قدرت کاملہ کا کرشمہ تھا کہ اُس نے بطن مکہ میں تم پر سے اُن کے دستِ ظلم و تعدی کو دور رکھا اور تمہارے دستِ مکافات کو ان سے دُور رکھا بعد اس کے کہ تمھیں ان پر ظفر مند اور کامیاب فرما دیا۔

حضرت اُمّ المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ کبھی کسی خادم کو مارا اور نہ ہی کسی عورت کو اور نہ ہی اپنے ہاتھ مبارک کو مارنے اور زدوکوب کرنے میں کسی جگہ استعمال فرمایا۔ نہ ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایذاء اور تکلیف دینے پر انتقامی کارروائی فرمائی ہاں جب کبھی اللہ تعالےٰ کے محرمات کی ہتک کی گئی تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالےٰ کے لیے انتقام لیا اور اس جرم کے مرتکب کو بہر حال کیفر کردار تک پہنچایا اور جب کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو امور کے درمیان اختیار دیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمت پر پر سہولت پیدا کرنے کے لیے اور ان کو مشقّت سے بچانے کے لیے آسان ترین امر کو ہی اختیار فرمایا لیکن جہاں تک گناہ کا تعلق ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے سب لوگوں کی نسبت زیادہ اجتناب اور تقویٰ سے کام لینے والے تھے۔

حضرت حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دُنیا اور دُنیاوی اشیاء ناراض نہیں کرتی تھیں جب حق پر تعدّی کی جاتی تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غیظ و غضب کے آگے کوئی شے ٹھہر نہیں سکتی تھی جب تک کہ اس کا بدلا نہ لے لیتے۔ نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ذات کے لیے ناراض ہوتے تھے اور نہ ہی اس کے لیے بدلا لیتے تھے۔

حضرت محبوبۂ محبوبِ خدا علیہ وعلیہا التحیۃ الثناء سے مروی ہے کہ میں نے عرض کیا، کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اُحد کے دن سے بھی کوئی سخت ترین دن آیا ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکالیف و مصائب کا سامنا کرنا پڑا ہو تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا۔ میں نے تمہاری قوم قریش سے ایسے کئی دن دیکھے ہیں اور ان میں سب سے سخت اور مشکل ترین دن عقبہ کا دن تھا جبکہ میں نے طائف میں جاکر اپنے آپ کو عبد کلال کے بیٹوں پر پیش کیا۔ (اور اُن سے دین اسلام قبول کرنے کے لیے کہا اور تبلیغِ اسلام میں معاونت و نصرت کے لیے کہا) مگر انھوں نے میری دعوت کو قبول نہ کیا۔ (بلکہ اوباش اور آوارہ لوگوں کو میری ایذا رسانی پر مامور کر دیا جنھوں نے مجھے پتھر مار مار کر لہولہان کر دیا) میں انتہائی غمگینی کی حالت میں جدھر منہ آیا چل دیا اور جب قرن ثعالب میں پہنچا تو طبیعت میں افاقہ ہوا۔ اور رنج والم اور درد وغم سے مجھ پر طاری ہونے والی مدہوشی ختم ہوئی۔ اچانک دیکھتا ہوں کہ ایک بادل سا مجھ پر سایہ فگن ہے غور سے دیکھا تو معلوم ہوا حضرت جبریل علیہ السلام ہیں۔ اُنھوں نے مجھ کو پکار کر کہا اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم کا جواب اور ردِ عمل سُنا اور دیکھا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پہاڑوں پر مامور فرشتہ کو بھیجا ہے تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جو چاہیں اس کو حکم دیں۔ اتنے میں پہاڑوں پر مامور فرشتہ نے مجھے ندا دی اور سلام پیش کرنے کے بعد کہا بے شک اللہ تعالےٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم کا جواب سنا ہے اور میں ملک الجبال ہوں مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھیجا گیا ہے تاکہ جو چاہیں مجھے حکم فرمادیں۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ چاہیں تو میں دونوں پہاڑوں کو آپس میں ملا دوں اور اہلِ طائف کو اُن کے درمیان پیس کر اور مسل کر رکھ دوں۔

سرورِ عالم رحمتِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلکہ میں اُمید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ ان کی پشتوں سے ایسے افراد پیدا فرمائے گا جو صرف اللہ تعالےٰ کی عبادت کریں گے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ (لہٰذا میں تجھے یہ حکم نہیں دیتا)

نوٹ :۔ اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ اہلِ طائف کی اتنی بڑی گستاخی د

Marfat.com

بے ادبی اور تکلیف و ایذا دینے کے باوجود بچ رہنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بے اختیار ہونے کی دلیل نہیں ہے بلکہ عفو و درگذر اور رحم و کرم کی وجہ سے اُن کے حق میں عذاب کا ارادہ نہیں فرمایا۔ اس قسم کے واقعات سے عجز ثابت کرنے والوں اور بے بسی و مجبوری کا توہم کرنے والوں کے لیے مقامِ عبرت ہے۔

امامِ اہلِ سنّت فرماتے ہیں ؎

نجدی اس نے تم کو مہلت دی کہ اس دنیا میں ہے   کافر و مرتد پہ بھی رحمت رسول اللہ کی!

معلوم ہوا کہ ملائکہ بھی باذن اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیرِ حکومت ہیں اور فلام امراور بندگان حکم والحمدللہ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نجرانی چادر جس کا کنارہ موٹا اور سخت تھا اوڑھے ہوئے تھے۔ پیچھے سے ایک اعرابی آیا اور اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر مبارک پکڑ کر زور سے کھینچا حتیٰ کہ میں نے دیکھا کہ چادر کا کنارہ گردن مبارک پر لگنے سے خراش آگئی اور اس پر نشان نظر آرہا تھا۔ پھر اس نے کہا مُرْلِیْ مِنْ مَّالِ اللّٰہِ الَّذِیْ عِنْدَکَ۔ اللہ تعالےٰ کا جو مال آپ کے پاس ودیعت ہے اس میں سے میرے لیے (دیے جانے کا) حکم فرما دیں۔

رحیم و کریم نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف متوجہ ہوئے (اور اس کی اس جرأت و جسارت کے باوجود) ہنس دیے اور اس کے لیے مال عطا کرنے کا حکم صادر فرمایا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب حنین کا دن تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس جنگ میں ہاتھ آنے والے مالِ غنیمت کو تقسیم فرمانے لگے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض افراد کو دوسروں پر ترجیح اور فوقیت دی۔ اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ کو سو اونٹ عطا فرمائے اور عیینہ بن حصن کو بھی اتنا ہی مال عطا فرمایا۔ علیٰ ہذا القیاس اشراف عرب میں سے چند لوگوں کو دوسروں پر عطا اور قسمت میں فوقیت دی۔

تو ایک آدمی نے کہا بخدا یہ ایسی تقسیم ہے جس میں عدل سے کام نہیں لیا گیا

Marfat.com

اور نہ اس میں اللہ تعالیٰ کی رضامندی مدِ نظر رکھی گئی ہے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس بات کو سنا تو کہا بالضرور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس امر کی اطلاع دوں گا۔ چنانچہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا (کہ فلاں شخص یوں کہہ رہا تھا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ علیہ السّلام پر رحم فرمائے ان کو اس سے زیادہ ایذاء اور تکلیف پہنچائی گئی مگر انھوں نے صبر سے کام لیا (لہٰذا میں بھی صبر سے کام لیتا ہوں اور ان اخلاق عالیہ میں ان پیغمبرانِ کرام کی موافقت کرتا ہوں۔)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا۔ مشرکین اور اعداءِ دین پر اللہ تعالیٰ سے ہلاکت کی دعا فرمائیں تو آپ نے جواب میں فرمایا۔

اِنِّیْ لَمْ اُبْعَثْ لَعَّانًا وَاِنَّمَا بُعِثْتُ رَحْمَةً۔ مجھے لعنت بھیجنے والا عذاب میں مبتلا کرانے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا بلکہ سراپا رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب مکّہ مکرّمہ فتح ہوگیا تو سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت اللہ شریف کا طواف کیا۔ اس میں دو رکعت نماز ادا فرمائی۔ پھر کعبہ مبارکہ کے دروازے پر کھڑے ہوئے اور اس کی دونوں جانب ہاتھ رکھ کر فرمایا۔

"اے اہلِ مکّہ تم کیا کہتے ہو اور تمھارے میرے متعلق کیا گمان ہے؟ کہ میں اب تمھارے ساتھ کیا سلوک کرونگا" تو انھوں نے متفقہ طور پر کہا ہم یہی کہتے اور سمجھتے ہیں کہ آپ کریم و رحیم بھائی ہو اور چچازاد سوائے رحم و کرم کے اور کیا سلوک کرو گے تین مرتبہ ان کلمات کو دہرایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں آج اسی طرح اعلانِ عفو و درگزر کرتا ہوں جس طرح حضرت یوسف علیہ السّلام نے اپنے بھائیوں کے متعلق کیا تھا۔

لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ وَهُوَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ ۔

آج کے دن تم پر کوئی سختی و تشدد نہیں اور نہ زجر و توبیخ۔ اللہ تعالےٰ تمہاری مغفرت فرمائے وہ سب سے زیادہ رحم و کرم فرمانے والا ہے۔

پھر وہ (مکہ سے) یوں نکلے جیسے کہ ان کو قبروں سے نکالا گیا ہو (ان میں نئی زندگی آگئی) اور پھر زمرۂ اسلام میں داخل ہو گئے۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ فتح مکہ کے دن حبیبِ خُدا صلی اللہ علیہ وسلم نے صفوان بن ابی اُمیہ کو ابوسفیان اور حارث بن ھشام کی طرف آدمی بھیجا۔ میں نے سوچا آج اللہ تعالےٰ نے مجھے ان دشمنانِ خُدا و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کارروائی کا موقعہ عطا فرمایا اور انھیں کیفر کردار تک پہنچانے کی قدرت دی ہے مگر جب وہ حاضر ہوئے اور نبی کریم علیہ التسلیم نے فرمایا۔ میری اور تمہاری حالت وہی ہے جس طرح حضرت یوسف علیہ السّلام نے اپنے بھائیوں کو فرمایا تھا۔ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ ۔ فرماتے ہیں کہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حیاء و لحاظ کی وجہ سے اپنے ارادے سے باز آگیا اور اپنے عزم میں ناکام ہو گیا۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ قاسم کنزِ رحمت حضرت ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ حنین کے بعد وہ چاندی لوگوں میں تقسیم کرنی شروع کی جو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کپڑے میں تھی تو ایک آدمی نے آپ سے عرض کیا یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) عدل کیجیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیرے لیے افسوس ہے اگر میں عدل نہیں کروں گا تو کون شخص دنیا میں انصاف کرنے والا ہو گا۔ اگر بالفرض میں عدل و انصاف سے کام نہ لوں تو میں (العیاذ باللہ) سخت رسوائی اور خسران سے دوچار ہوں گا۔

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا، کیا میں اس کی گردن نہ اڑا

دوں کیونکہ یہ منافق ہے۔

سراپا عفو و مغفرت اور رحمتِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا معاذاللہ کہیں لوگ یہ نہ کہیں کہ میں اپنے ساتھیوں کو قتل کرا دیتا ہوں اور جو لوگ خلوصِ دل سے حلقۂ اسلام میں داخل ہونا چاہتے ہیں وہ دشمنانِ دین کے اس زہریلے پروپیگنڈا سے متاثر ہو کر دین سے محروم نہ رہ جائیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے مروی ہے کہ بارگاہِ نبوی میں تھوڑا سا سونا اور چاندی لائے گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے انھیں اپنے صحابہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم کے درمیان تقسیم کرنا شروع فرمایا۔ ایک بدوی آدمی اُٹھا اور کہنے لگا بخدا اللہ تعالےٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عدل کرنے کا حکم دیا ہے مگر میں دیکھ رہا ہوں کہ (نعوذ باللہ) تم عدل نہیں کرتے ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تجھ پر افسوس ہے اور کون تیرے ساتھ میرے سوا عدل کرے گا۔ جب وہ لوٹا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو نرمی اور حُسنِ سلوک کے ساتھ میری طرف لاؤ۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند دن اسی وجہ سے تکلیف محسوس فرمائی۔ حضرت جبریل علیہ السّلام حاضر ہوئے اور عرض کیا ایک یہودی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کیا ہے اور ایک دھاگے پر چند گرہیں لگائی ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو بھیجا انھوں نے وہ اشیاء جو جادو میں استعمال کی گئی تھیں ان کو نکالا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان گرہوں کو کھولنا شروع کیا تو جونہی ایک گرہ کھولتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہلکا سا سکون محسوس ہوتا جب ساری گرہیں کھل گئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بالکل صحت یاب ہو گئے اور اتنے جلدی

Marfat.com

گویا ڈور کے ذریعے بندھن تھی جو کھولنے پر فوراً ختم ہو گئی۔ نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی اس یہودی کے سامنے اس کا تذکرہ فرمایا اور نہ ہی کبھی اس کے چہرے کو قہر و غضب کے ساتھ دیکھا۔

امام زہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک یہودی نے کہا کہ میں تورات میں بیان کردہ صفات نبویہ میں سبھی دیکھ چکا ہوں۔ صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حلم و بردباری کا مشاہدہ اور تجربہ نہیں کر سکا تھا چنانچہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مدت معینہ کے لیے تین دینار بطور قرض دیے ابھی مدتِ مقررہ میں ایک دن باقی تھا کہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم، مجھے میرا حق پورا پورا ادا کریں کیونکہ تم بنی عبدالمطلب ٹال مٹول اور پس و پیش سے کام لینے والے ہو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اے یہودی کیا پاگل تو نہیں ہو گیا؟ بخدا اگر سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم موجود نہ ہوتے تو میں تیرا سر قلم کر دیتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ آپ سے درگذر فرمائے اے ابا حفص ہمیں تمہاری طرف سے مختلف سلوک اور برتاؤ کی ضرورت تھی۔ مجھے واجب الادا قرض کی ادائیگی کا مشورہ دیتے اور اس کو حق لے کر دلانے میں مددگار ثابت ہوتے کیونکہ وہ اس امر کا زیادہ حاجت مند تھا۔ وہ یہودی کہتا ہے کہ میرے جہل اور احمقانہ سلوک نے آپ صلی اللہ علیہ کے حلم و تحمل میں اضافہ کیا نہ کہ غیظ و غضب میں۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے یہودی تیری مقرر کردہ مدت کل پوری ہو گی اور تیرا قرض واجب الادا ہو گا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے فرمایا اے ابا حفص فلاں باغ کی طرف کل جانا جس کا مطالبہ اس نے پہلے دن کیا تھا اور اس سے اس کا قرض ادا کرنا۔ اگر راضی ہو جائے تو بہتر نیز اسے مزید اتنے اتنے صاع دے دینا اگر وہاں سے اپنے قرض کا عوض وصول کرنے پر رضامند

Marfat.com

نہ ہو تو پھر فلاں باغ سے اس کا قرض ادا کرنا اور اتنے اتنے صاع مزید بھی دینا تاکہ جو تغلیظ و تشدید تم نے اس سے کی ہے اس کا کفارہ ہو جائے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالٰے عنہ اس کو حسب الارشاد اس باغ میں لائے جس کا پہلے دن اس کی طرف سے مطالبہ ہوا تھا وہ وہیں سے اپنا حق وصول کرنے کے لیے رضامند ہو گیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حسبِ فرمانِ نبوی اس کا قرض وہاں سے ادا کر دیا اور جتنے اضافے کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا وہ بھی ادا کر دیا۔

جب یہودی نے ان کھجوروں پر قبضہ کر لیا تو کہا۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ۔ بخدا اے عمر مجھے اس سلوک پر جو تم نے دیکھا اور سخت ناراضگی کا اظہار کیا صرف اور صرف اس چیز نے برانگیختہ کیا کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جملہ علاماتِ نبوت کو پرکھوں جو کہ تورات میں مذکور تھیں اور صرف یہی علامت پرکھنی باقی تھی۔ تو میں نے آج کے دن سے ان کے حلم و حوصلہ اور تحمّل و بردباری کو آزمایا اس وصفِ کمال کو بھی علاماتِ تورات کے بالکل مطابق پایا اور میں تمھیں گواہ بناتا ہوں کہ یہ کھجوریں اور میرے مال کا نصف سب فقراء و مساکین کے لیے صدقہ ہے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا بعض فقرا کہو کیونکہ سب فقرا پر خرچ کرنا تمھارے بس کا روگ نہیں ہے، چنانچہ اس نے بعض فقراء پر خرچ کرنے کا عہد کیا اور اس یہودی کا سارا گھرانہ مشرف با سلام ہو گیا ماسوا ایک بوڑھے کھوسٹ کے جس کی عمر سو سال تھی وہ کفر پر اڑا رہا۔ (نعوذ باللہ من سوء الخاتمۃ)

(الوفا: امام عبدالرحمٰن ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ)

Marfat.com

شہنشاہِ دو عالم کا دربارِ عام

فتح مکہ کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے دربارِ عام منعقد فرمایا جس میں افواجِ اسلام کے علاوہ ہزاروں کفار و مشرکین کے عوام و خواص کا ایک زبردست اژدہام تھا۔ اس دربار میں آپ نے ایک خطبہ دیا اور پھر اہلِ مکہ کو مخاطب کر کے آپ نے فرمایا کہ لوگو تم کو معلوم ہے کہ آج میں تم سے کیا معاملہ کرنے والا ہوں۔ اس دہشت انگیز اور خوفناک سوال سے تمام مجرمین حواس باختہ ہو کر کانپ اُٹھے لیکن جبینِ رحمت کے پیغمبرانہ تیور کو دیکھ کر سب ایک زبان ہو کر بولے کہ اَخٌ کَرِیْمٌ وَابْنُ اَخٍ کَرِیْمٍ۔ یعنی آپ کرم والے بھائی اور کرم والے باپ کے بیٹے ہیں۔ یہ سن کر فاتحِ مکہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کریمانہ لہجے میں ارشاد فرمایا۔ لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ فَاذْهَبُوْا اَنْتُمُ الطُّلَقَاءُ۔ آج تم پر کوئی ملامت نہیں جاؤ تم سب آزاد ہو۔ بالکل غیر متوقع طور پر ایک دم اچانک یہ فرمانِ رحمت سن کر سب مجرموں کی آنکھیں فرطِ ندامت سے اشکبار ہو گئیں اور کفار کی زبانوں پر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کے نعروں سے حرم کعبہ کے در و دیوار پر بارشِ انوار ہونے لگی۔ مجرموں کی نظر میں ناگہاں ایک عجیب انقلاب برپا ہو گیا کہ سماں ہی بدل گیا۔ فضا ہی پلٹ گئی اور ایک دم ایسا محسوس ہونے لگا۔

؎ جہاں تاریک تھا ظلمت کدہ تھا سخت کالا تھا
کوئی پردے سے کیا نکلا کہ گھر گھر میں اُجالا تھا

Marfat.com

تمام رات ایک ہی آیت کی تلاوت حقِ شفاعت عطا ہونا

اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات نماز ادا فرمائی اور صبح صادق ہونے تک ایک ہی آیت کی تلاوت کرتے رہے اور رکوع و سجود فرماتے رہے اور وہ آیت مقدسہ یہ تھی۔ اِن تعذِّبھُم فَاِنَّھُم عِبادُکَ وَاِن تَغفِر لَھُم فَاِنَّکَ اَنتَ العَزِیزُ الحَکِیمُ ؕ

اگر تو ان کو عذاب دے تو تیرے بندے ہیں۔ (تیرے ہاتھوں مغلوب و مقہور) اور اگر معاف فرما دے اور بخشش سے نواز دے تو اس کا اہل ہے۔ (کیونکہ تو غالب حکمت والا ہے)۔ جب صبح ہوئی تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ ساری رات صبح تک یہ آیت تلاوت فرماتے رہے اور اسی کے ساتھ رکوع و سجود فرما کر رکعات مکمل فرماتے رہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا میں نے اللہ تعالیٰ سے اپنی اُمت کے لیے حقِ شفاعت طلب کیا۔

اور اس نے اپنے فضل و کرم سے مجھے یہ حق عطا فرمایا ہے اور یہ شفاعت انشاء اللہ تعالٰے اس شخص کو نصیب ہوگی جو شرک اور کفر سے بچا رہا اور اسی حالت میں دُنیا سے رُخصت ہوا۔

Marfat.com

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تبلیغی خطوط

خطِ مبارک ہرقل کے نام

مِن محمد عبد اللہ ورسولہ — اِلی ہرقل عظیم الروم

سلام علی من اتبع الھدیٰ - اما بعد فانی ادعوک بدعایۃ الاسلام اسلم تسلم یوتک اللہ اجرک مرتین، فان تولیت فعلیک اثم الاریسیین و" یا اھل الکتاب تعالوا الیٰ کلمۃ سواء بیننا وبینکم ان لا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئاً ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشھدوا بانا مسلمون -

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

اللہ تعالیٰ کے عبدِ خاص اور رسولِ برحق محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے شاہِ روم ہرقل کی طرف۔

سلامتی ہے ان پر جنہوں نے دامن رشد و ہدایت کو اپنے ہاتھ میں لیا۔ بعدہٗ! میں تجھے دعوت اسلام پیش کرتا ہوں۔ اسلام لے آ اور بچ جا۔ اللہ تعالیٰ تجھے دوہرا اجر عطا فرمائے گا۔ اگر اسلام سے روگردانی کرے گا تو اپنے کفر کے گناہ کے ساتھ ساتھ اپنے متبعین کے کفر و شرک کا بوجھ بھی تجھ پر ہوگا اور اے اہلِ کتاب آیئے ایسے کلمۂ توحید و اخلاص کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان ایک جیسا واجب القبول ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کریں۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ ایک دوسرے کو رب اور مالک کارساز حقیقی نہ قرار دیں اگر وہ اعراض اور روگردانی سے کام لیں اور حق کی طرف مائل نہ ہوں تو اے اہلِ اسلام ان سے کہیے (خود ایمان نہیں لاتے تو نہ لایئے) ہمارے متعلق تو صاف صاف گواہی دے دو کہ ہم اللہ تعالیٰ کے اطاعت گزار ہیں اور اس کے حضور

Marfat.com

سر تسلیم کرنے والے ہیں۔

ابن عساکر وحیۃ الکلبی سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شاہِ روم کے نام اپنا خط دے کر مجھے روانہ کیا۔ اس وقت شاہ روم دمشق میں تھا، میں نے اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خط دیا۔ اس نے اپنی انگشتری اُتار کر جس شے پر بیٹھا ہوا تھا اس کے نیچے رکھ دی، پھر اس نے سب لوگوں کو بلایا چنانچہ بطریق اور سب لوگ جمع ہو گئے۔ شاہِ روم کے لیے دہرے تکیے رکھے گئے وہ ان پر کھڑا ہوا کیونکہ اہلِ فارس اور روم کے یہاں منبر نہیں تھے اور وہ اسی طرح تکیوں پر کھڑے ہوتے تھے۔ اس نے ان کے سامنے تقریر کی اور کہا یہ اس نبی علیہ السلام کا خط ہے جس کی بشارت حضرت عیسٰی علیہ السّلام نے ہمیں دی ہے جو اسماعیل علیہ السّلام بن ابراہیم علیہ السّلام کی اولاد میں سے ہے۔ اہلِ روم نے سن کر غصّے اور نفرت کا اظہار کیا۔ بادشاہ نے یہ صورتِ حال دیکھ کر اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا اور انہیں کہا کہ ٹھہر جاؤ پھر ان سے کہا کہ درحقیقت میں تمہارا امتحان لے رہا تھا کہ تم نصرانیت میں کتنے پکے ہو۔ دحیہ بیان کرتے ہیں کہ اگلے روز بادشاہ نے مجھے پوشیدہ طور پر ایک عظیم مکان میں بھیجا جس میں تین سو تیرہ انبیاء علیہم السّلام کی تصاویر آویزاں تھیں اس نے مجھ سے پوچھا کہ ان تصاویر میں سے تمہارے صاحب کی تصویر کون سی ہے میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر دیکھی ایسا پایا جیسے آپ باتیں کر رہے ہیں، میں نے بتایا یہ تصویر ہے اس نے کہا تم ٹھیک کہتے ہو پھر اس نے پوچھا آپ کے داہنے طرف کس کی تصویر ہے میں نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی ہیں اور ان کا نام ابوبکر ہے، پھر اس نے پوچھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بائیں جانب کون ہے میں نے کہا یہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی ہیں اور ان کا نام عمر ہے، اس نے کہا سنو ہماری کتاب میں ہے کہ اللہ تعالےٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان دونوں دوستوں کے ذریعے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو مکمل کرے گا۔ جب میں واپس آیا تو میں نے سارا واقعہ

Marfat.com

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سنایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، بیشک اللہ تعالےٰ ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کے ذریعے میرے بعد اس دین کو پورا کرے گا اور فتح دے گا۔

بیہقی اور ابو نعیم نے ابوامامہ الباہلی سے روایت کی ہے کہ انھوں نے ہشام بن العاص سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ میں اور ایک قریشی شخص حضرت ابوبکر صدیق کے زمانے میں ہرقل صاحبِ روم کے پاس دعوت اسلام کے لیے بھیجے گئے۔ ہم غوطہ یعنی دمشق میں جبلۃ ابن ایہم غسانی کے پاس اترے۔ ہم نے دیکھا کہ وہ تخت پر بیٹھا ہے۔ اس نے ہمارے پاس اپنے ایک قاصد کو بھیجا کہ ہم اس سے کلام کریں ہم نے کہا ہم قاصد سے کلام نہیں کریں گے کیونکہ ہمیں بادشاہ کے پاس ہی بھیجا گیا ہے۔ چنانچہ بادشاہ کو اس بات کی اطلاع دی گئی اور اس نے ہم کو بلالیا۔ ہشام نے اس سے گفتگو کی اور اس کو اسلام کی دعوت دی اس کے جسم پر سیاہ کپڑے تھے ہشام نے اس سے لباس سیاہ کی وجہ دریافت کی، اس نے کہا میں نے قسم کھائی ہے کہ میں اس وقت تک یہ لباس نہیں اتاروں گا۔ جب تک تجھے شام سے نہ نکال دوں، ہم نے اس سے کہا واللہ یہ تیرے بیٹھنے کی جگہ ہے جو ہم تجھ سے لے لیں گے اور انشاء اللہ اس ملک کو فتح کرلیں گے، ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس کی خبر دی ہے، وہ بولا تم اس ملک کے لینے والے نہیں ہو، اس ملک کو جو لوگ لیں گے وہ ایسے لوگ ہیں جو دن میں روزہ رکھیں گے اور رات کو افطار کریں گے تم بتاؤ تم روزہ کس طرح رکھتے ہو۔ چنانچہ ہم نے اس کو بتایا اور جیسے سن کر اس کا چہرہ سیاہ پڑگیا اور اس نے ہم سے کہا کہ تم اٹھ جاؤ، اور اس نے ہمارے ساتھ ایک قاصد کو بادشاہ کے پاس بھیجا، ہم شاہِ روم کے پاس پہنچے، ہم سواریوں پر سوار تھے اور تلواریں ہماری گردنوں سے لٹکی ہوئی تھیں۔ ہم شاہِ روم کے غرفہ تک پہنچے اور اس کی جڑ میں اپنے اونٹ بٹھا دیے، وہ ہماری طرف دیکھ رہا

تھا ہم نے لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ کہا اور وہ غرفہ اس آواز سے شق ہو گیا اور وہ ایسے ہو گیا جیسے انگور یا کھجور کی خالی شاخیں ہوا سے ہل رہی ہوں۔ ہم بادشاہ کے قریب پہنچے تو اس نے کہا تم لوگ جس طرح آپس میں سلام کرتے ہو اگر اسی طرح مجھے بھی کرو تو کوئی حرج نہیں۔ چنانچہ ہم نے اسے سلام کیا، اس نے پوچھا تم اپنے بادشاہ کو کیونکر سلام کرتے ہو، ہم نے کہا اسی کلمہ سے سلام کہتے ہیں اس نے پوچھا تمہارا بادشاہ کس طرح جواب دیتا ہے ہم نے کہا اسی کلمہ سے جواب دیتا ہے، اس نے پوچھا تمہارا اعظم کلام کون سا ہے ہم نے کہا لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ۔ ہمارے یہ کہتے ہی غرفہ شق ہو گیا۔ شاہِ روم نے غرفہ کی طرف دیکھا اور پوچھا تمہارے اس کلمہ سے غرفہ شق ہو گیا ہے تو کیا جس وقت تم اپنے گھر میں ہوتے ہیں تمہارے مکانات گر پڑتے ہیں، ہم نے کہا ایسا نہیں ہوتا۔ ہم نے اس کلمہ سے کسی جگہ کو شق ہوتے ہوئے نہیں دیکھا ہے۔ اس نے کہا میری خواہش ہے کہ جس وقت تم یہ کلمہ کہو تو ہر شے شق ہو کر تم پر گر پڑے اور میں اپنے نصف ملک سے دست بردار ہو جاؤں ہم نے پوچھا تم ایسا کیوں چاہتے ہو؟ اگر یہ کلمہ حیلہ انسانی ہے اور امر نبوت نہیں ہے تو یہ بات بھی سہل ہے کہ میں نصف ملک دے کر اس حیلے سے بچ جاؤں لیکن اگر یہ امر نبوت ہے تو پھر میں کچھ نہیں کر سکتا پھر اس نے ہم سے کچھ اور سوال کیے اور ہم نے جواب دیے، پھر اس نے نماز اور روزے کے بارے میں پوچھا، ہم نے یہ بھی بتایا پھر اس نے مجلس برخاست کر دی اور ہم اٹھ کھڑے ہوئے۔ اس نے ہمارے طعام و قیام کا انتظام کیا، ہمارا قیام تین دن رہا۔ رات کو اس نے ہمارے پاس آدمی بھیجا، ہم اس کے پاس گئے تو اس نے اپنی باتوں کا اعادہ چاہا جو ہم اسے بتا چکے تھے چنانچہ ہم نے یہ باتیں دہرا دیں، پھر اس نے طلائی کام کا ایک صندوق منگایا، اس میں کئی خانے تھے اور ان خانوں پر دروازے تھے، اس نے ایک خانہ

Marfat.com

کھول کراس میں سے سیاہ حریر نکالا اور اس کو پھیلایا، اس میں ایک تصویر بنی ہوئی تھی، جس کی آنکھیں بڑی بڑی تھیں کان بھی بڑے بڑے تھے گردن لمبی تھی داڑھی نہیں تھی بال بکثرت تھے اور اس کی دو مینڈھیاں تھیں، وہ ایک حسین آدمی کی تصویر تھی اس نے ہم سے پوچھا کہ اس کو پہچانتے ہو ہم نے کہا نہیں، اس نے کہا یہ آدم علیہ السّلام ہیں۔ پھر اس نے دوسرا خانہ کھولا، اس میں سے بھی سیاہ حریر نکالا، اس میں ایک سفید تصویر تھی، اس کے بال گھنگھریالے تھے دونوں آنکھیں سُرخ، سر بڑا اور داڑھی خوبصورت تھی، اس نے ہم سے دریافت کیا کہ یہ کون ہے ہم نے اپنی لاعلمی ظاہر کی۔ اس نے کہا کہ یہ نوح علیہ السّلام ہیں۔ پھر اس نے ایک اور دروازہ کھولا، اس میں سے ایک سیاہ حریر نکالا، یکایک ہم نے ایک ایسے مرد کی تصویر دیکھی جو نہایت سفید تھا۔ اس کی آنکھیں خوبصورت کشادہ پیشانی، کشیدہ رُخسار اور سفید داڑھی تھی، وہ تصویر متبسّم معلوم ہوتی تھی۔ اس نے بتایا یہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام ہیں۔ پھر اس نے ایک اور خانہ کھولا اس میں سے بھی ایک تصویر نکالی، اس میں ایک سفید صورت تصویر تھی اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر تھی۔ اس نے پوچھا یہ کون ہیں ہم نے کہا یہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ یہ سن کر وہ یک لخت کھڑا ہوا اور بیٹھ گیا اور بولا یقیناً وہی ہیں۔ ہم نے کہا بلاشبہ وہی ہیں۔ وہ بولا یہ آخری خانہ تھا، مگر میں نے اس کے کھولنے میں جلدی اس لیے کی تا کہ معلوم ہو جائے کہ یہ تصویر تمھارے نبی ہی کی ہے۔

اس کے بعد اس نے ایک اور خانہ کھول کر اس میں سے سیاہ حریر نکالا جس میں ایسی تصویر تھی جس کا رنگ گندمی، پیچیدہ گھونگھریلے چھوٹے بال، آنکھیں بیٹھی ہوئی اور تیز نظر تھا، منہ بنا ہوا تھا دانت غصّے کی حالت میں اُوپر تلے آئے ہوئے تھے، ہونٹ سکڑا ہوا تھا اور غصہ کی کیفیت طاری تھی، اس نے بتایا یہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام ہیں اس تصویر کے پہلو میں ایک اور تصویر تھی جو

Marfat.com

ان کے مشابہ تھی، اس کے سر میں چکنائی تھی، پیشانی چوڑی اور آنکھوں کی سیاہی ناک کی طرف پھیلی ہوئی تھی، اس نے بتایا کہ یہ حضرت ہارون علیہ السّلام ہیں، پھر اس نے ایک اور خانہ کھولا اور اس میں سے ایک سفید حریر نکالا۔ اس میں ایک گندم گوں شخص کی تصویر تھی جس کے سر کے بال لٹکے ہوئے تھے اور میانہ قد تھا۔ گویا وہ غضب ناک تھا، اس نے ہمیں بتایا کہ یہ لوط علیہ السلام ہیں پھر اس نے ایک اور خانہ کھولا۔ اس میں ایک ایسی صورت نظر آئی جو گورا تھا اور اس کے رنگ میں سرخی ملی ہوئی تھی، اس کی ناک بلند تھی، اس کے دونوں رخساروں پر گوشت کم تھا، چہرہ خوبصورت تھا، اس نے بتایا کہ یہ حضرت اسحٰق علیہ السّلام ہیں، پھر اس نے ایک اور تصویر نکالی جو حضرت اسحٰق کی تصویر سے مشابہ تھی مگر اس کے ہونٹ پر تل تھا۔ اس نے بتایا کہ یہ حضرت یعقوب علیہ السّلام ہیں پھر اس نے ایک اور تصویر نکالی جس کی ناک بلند خوبصورت قد تھا اور اس کے چہرہ پر نور اور سرخی اور عاجزی تھی، اس نے بتایا کہ یہ حضرت اسماعیل علیہ السّلام ہیں پھر اس نے ایک اور تصویر نکالی اس میں اس قدر روشن صورت تھی جیسے آفتاب طلوع ہو گیا ہے۔ اس نے بتایا کہ یہ حضرت یوسف علیہ السّلام ہیں۔ پھر اس نے ایک اور تصویر نکالی جس کا رنگ سرخ، پنڈلیاں پتلی پتلی اور آنکھیں چھوٹی چھوٹی پیٹ بڑا اور قد میانہ تھا اور اس کے گلے میں تلوار لٹک رہی تھی، اس نے بتایا یہ داؤد علیہ السّلام ہیں پھر اس نے ایک اور تصویر نکالی جس میں ایک مرد کی تصویر تھی جس کے سرین بڑے اور پاؤں لمبے تھے اور وہ گھوڑے پر سوار تھا۔ اس نے بتایا کہ یہ حضرت سلیمان علیہ السّلام ہیں۔ پھر اس نے ایک اور تصویر نکالی جس میں ایک خوبصورت مرد جوان کی شکل تھی جس کی داڑھی سیاہ بال بکثرت تھے اس نے بتایا کہ یہ ابن مریم علیہ السّلام ہیں ہم نے اس سے پوچھا تمھارے پاس یہ تصاویر کہاں سے آئی ہیں یہ فی الواقع ویسی ہی ہیں جیسا اللہ تعالےٰ نے ان انبیاء علیہم السّلام کو پیدا فرمایا تھا کیونکہ ہمارے نبی کی

تصویر بالکل ویسی ہی ہے جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اس نے کہا آدم علیہ السلام نے اپنے رب سے سوال کیا تھا کہ ان کی اولاد میں جو انبیاء علیہم السلام آنے والے ہیں۔ ان کی صورتیں انہیں دکھا دی جائیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ صورتیں نازل فرمائیں جو آدم علیہ السلام کے خزانے میں مغرب شمس کی جگہ موجود تھیں اور ان صورتوں کو مغرب شمس کی جگہ سے ذوالقرنین نے نکالا تھا اور دانیال علیہ السلام کو دے دیا تھا پھر اس نے کہا مجھے یہ بات پسند ہے کہ میں اپنے ملک سے نکل جاؤں اور تم لوگوں میں سے طاقتور کا غلام ہو جاؤں اور اس وقت تک غلام رہوں جب تک مجھے موت آئے پھر اس نے ہمیں اچھی طرح انعام دے کر واپس بھیج دیا، ہم نے واپس آکر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو کچھ دیکھا اور سنا تھا تمام واقعات سے آگاہ کر دیا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آبدیدہ ہو کر فرمانے لگے اس مسکین کے ساتھ اگر اللہ تعالیٰ خیر کا ارادہ فرماتا تو جو کچھ اس نے کہا ہے وہ اس پر عمل بھی کرتا۔ حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے ارشاد فرمایا تھا کہ نصاریٰ اور یہود کے پاس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات موجود ہیں۔

عاشق حب نبی کو نہیں گلزار پسند
ہے مدینہ کا ہر اک ذرّہ ہر اک خار پسند
در اقدس کی کروں پلکوں سے جاروب کشی
خاکروبی میں جو کرلیں مجھے سرکار پسند

Marfat.com

خط مبارک بطرف کسریٰ ابن ہرمز

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو خط دے کر کسریٰ کی طرف روانہ فرمایا۔ انہوں نے وہ خط مبارک والیٔ بحرین کے حوالے کیا اور اس نے کسریٰ کو دیا۔ جب کسریٰ نے اس خط کو پڑھا تو پھاڑ دیا۔

ابنِ شہاب زہری کہتے ہیں کہ میرا خیال یہ ہے کہ مسیّب نے اس طرح روایت کیا ہے کہ حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق دُعا کی کہ اکاسرہ کی سلطنت ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے اور یہ خاندان تباہ و برباد ہو جائے۔

محمد بن اسحاق نے نقل کیا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن حذافہ بن قیس کو شاہِ فارس کسریٰ بن ہرمز کی طرف بھیجا اور اس کی طرف یہ خط ارسال فرمایا۔

من محمد رسول الله　　　　الی کسریٰ عظیم فارس

سلام علیٰ من اتبع الهدیٰ و آمن بالله و رسوله ادعوك بدعاية الله فانی انا رسول الله الی الناس کافة لانذر من کان حيًا و يحق القول علی الکافرين، فسلم تسلم فان ابيت فان اثم المجوس عليك

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

محمد رسول اللہ کی طرف سے　　　　کسریٰ والیٔ فارس کی طرف

سلامتی ہے ان لوگوں پر جنہوں نے ہدایت کا راستہ اختیار کیا۔ تو اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول پر ایمان لے آ۔ میں تجھے اللہ تعالےٰ کی طرف دعوت

Marfat.com

دیتا ہوں۔ کیونکہ میں اللہ تعالٰے کا سچا رسول ہوں اور سبھی لوگوں کی طرف بھیجا گیا ہوں تاکہ ان لوگوں کو عذابِ خداوندی سے ڈراؤں جن کے دل ابھی صلاحیتِ ایمان و اسلام کو برقرار رکھتے ہوئے زندہ ہیں اور ان کفّار پر اللہ تعالٰے کا وعدہ عذاب متحقق ہو جائے جن کے دل عناد اور حسد سے مُردہ ہو چکے ہیں۔ اسلام لے آ۔ اور دُنیا اور آخرت کی سلامتی سے بہرہ ور ہو جا اور اگر تو اسلام نہیں لائے گا تو اپنے کُفر کا گناہ اور بوجھ بھی تجھ پر ہو گا۔ ساتھ ہی ساتھ مجوس کے کُفر و شرک کا گناہ اور بار بھی تیری گردن پر ہو گا۔

جب کسریٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ خط مبارک پڑھا تو اس کو پھاڑ دیا۔ پھر یمن کے گورنر باذان کی طرف خط لکھا کہ اپنی طرف سے دو مضبوط اور ہوشیار آدمی بھیج تاکہ وہ حجاز کے اس دعویدارِ نبوت و رسالت کو گرفتار کر کے میرے پاس لائیں۔

باذان نے کسریٰ کے حکم کے مطابق اپنے مختارِ عام بابویہ کو بارگاہِ نبوت میں بھیجا وہ عقلمند بھی تھا اور فنِ کتابت سے بھی شناسا اور اس کے ساتھ ایک فارسی شخص کو بھی روانہ کیا اور ان کو ایک خط دیا جس میں رسولِ خدا علیہ السّلام کو مشورہ دیا کہ آپ ان کے ساتھ کسریٰ کے پاس تشریف لے جائیں اور بابویہ سے کہا ان کی حالت و کیفیّت کا بغور جائزہ لینا اور ان سے گفتگو کر کے مجھے ان کے متعلّق حقیقتِ حال سے آگاہ کرنا۔

بابویہ اور اس کا ساتھی چلتے چلتے طائف پہنچے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق دریافت کیا تو لوگوں نے بتایا کہ وہ مدینہ شریف میں ہیں۔ اور اہلِ طائف خوش ہو گئے کہ اب کسریٰ کے ساتھ ان کی ٹکر آگئی ہے، اب ہم ان کے حملہ وغیرہ سے بے خطر ہو گئے ہیں۔ یہ دونوں وہاں سے نکلے اور مدینہ منوّرہ حاضر ہوئے۔ بابویہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بات چیت کی اور کہنے لگا کہ شاہِ شاہاں ملک الملوک کسریٰ نے شاہِ یمن باذان کی طرف خط لکھا ہے اور یہ حکم دیا ہے کہ آپ

Marfat.com

کے پاس آدمی بھیج کر آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کو اس کے دربار میں پہنچائے اور باذان نے اس کے اِمتثالِ حکم کے طور پر مجھے بھیجا ہے تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم میرے ساتھ چلیں۔

اگر آپ چلیں تو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کے متعلق ملک الملوک کو خط لکھ دوں گا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مفید اور کارآمد ہوگا اور اس کی بدولت وہ تمہیں کسی قسم کے تشدد وغیرہ کا نشانہ نہیں بنائے گا اور اگر اس کے پاس جانے سے انکار کرو گے تو آپ جانتے ہی ہیں۔ وہ کون ہے۔ وہ آپ کو اور آپ کی قوم کو معاف نہیں کرے گا بلکہ ہلاک کر کے رکھ دے گا اور شہروں کو روند ڈالے گا۔

یہ دونوں شخص جب بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل ہوئے تو انھوں نے داڑھیاں منڈوا رکھی تھیں۔ اور مونچھیں بڑھا رکھی تھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف دیکھنا بھی پسند نہ فرمایا اور فرمایا تمہارے لیے افسوس ہے تمہیں اس کا حکم کس نے دیا ہے؟ انہوں نے کہا ہمارے رب یعنی کسریٰ نے۔

رسولِ معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لیکن میرے رب تبارک وتعالےٰ نے تو مجھے داڑھی بڑھانے اور مونچھیں کٹانے کا حکم دیا ہے۔ پھر انھیں حکم دیا کہ اب جاؤ اور کل میرے پاس آنا۔

ادھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے پاس اللہ تعالےٰ کی طرف سے یہ وحی آگئی کہ ہم نے کسریٰ پر اس کے بیٹے شیرویہ کو مسلط کر دیا ہے اور اس نے فلاں مہینہ کی فلاں رات میں فلاں وقت پر اس کو قتل کر دیا ہے۔ جب صبح کے وقت وہ دونوں آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے انہیں فرمایا۔ میرے رب تعالےٰ نے تمہارے آقا کو فلاں مہینہ کی فلاں رات میں اس وقت قتل کر دیا ہے۔ اس کے بیٹے شرویہ کو اس پر مسلّط کر دیا اور اس نے کسریٰ کو قتل کر دیا ہے انہوں نے کہا خیال کیجئے آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ ہم نے

تو آپ کی انتہائی معمولی بات برداشت نہیں کی ہے اور آپ اتنا بڑا دعویٰ یہاں دور دراز بیٹھ کر رہے ہیں۔ کیا ہم آپ کی یہ اطلاع اور خبر لکھ کر بادشاہ کو بھیج دیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں یہ بھی لکھ دو۔ اور ساتھ یہ بھی اُسے کہنا کہ اگر تو حلقہ اہلِ اسلام میں داخل ہو جائے تو جو ملک تیرے زیرِ تصرف ہے وہ تیرے ہی قبضے میں رہنے دوں گا اور یہ تجھے تیرے ہم وطن اور ابنائے قوم کا بادشاہ بنا دوں گا اور یہ بھی کہہ دینا کہ میرا دین اور میرا ملک، ملکِ کسریٰ تک پھیل جائے گا اور جہاں تک اونٹ اور گھوڑے جا سکتے ہیں وہاں تک وسعت پذیر ہو جائے گا۔

بعد ازاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بابویہ کے رفیقِ کار اور رفیقِ سفر کو ایک کمر بند عطا فرمایا جس میں سونے اور چاندی کے تاروں سے کڑھائی کا کام کیا ہوا تھا اور بعض ملوک کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بطور ہدیہ بھیجا گیا تھا۔

وہ دونوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے رخصت ہو کر باذان کے پاس پہنچے۔ اسے آپ کا جواب اور کسریٰ کی ہلاکت کے متعلق غیبی خبر بیان کی۔ اس نے کہا اس کا کلام بادشاہوں کی مانند نہیں ہے بلکہ میں یہ یقین رکھتا ہوں کہ یہ واقعی نبی مرسل ہیں۔ جیسے کہ ان کا دعویٰ ہے اور ہم ان کی خبر کے متعلق دیکھ لیتے ہیں کہ واقع کے مطابق ہے یا نہیں؟ اگر درست نکلتی ہے تو پھر وہ سچے رسول ہیں۔ (ان کے ساتھ تعرض یا چھیڑ چھاڑ کرنا اپنی ہلاکت کو دعوت دینا ہے۔) اور اگر سچی نہیں نکلتی تو پھر سوچیں گے کہ کیا قدم اٹھانا چاہیے۔ ذرا دیر ہی گزری تھی کہ باذان پر شیرویہ کا فرمان پیش کر دیا گیا جس کا مضمون یہ تھا۔

سلام کے بعد واضح ہو کہ میں نے کسریٰ کو قتل کر دیا ہے اور محض اہلِ فارس کی ہمدردی بھلائی اور ان کی طرف داری میں قتل کیا ہے کیونکہ وہ اشرافِ فارس کو قتل کر دیتا تھا اور ان کو محبوس و مقید رکھتا تھا۔ جب میرا یہ خط تیرے پاس پہنچے تو اپنے علاقہ کے لوگوں سے میرے لیے اطاعت و بیعت لینا اور جس شخص (رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) کے متعلق کسریٰ نے تیری طرف خط لکھا تھا اس کے متعلق میرے دوسرے خط کا انتظار کرنا اور اس سے قبل کسی طرح کی چھیڑ چھاڑ ان سے ہرگز نہ کرنا۔

خط مبارک شاہ حبشہ کے نام

محمد بن اسحاق فرماتے ہیں۔ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجا اور حضرت جعفر بن ابی طالب اور ان کے ساتھیوں کے متعلق حسنِ سلوک اور ہر ممکن اعانت کی فرمائش کی اور انہیں یہ خط لکھ کر دیا۔

من محمد رسول اللہ

الی النجاشی ملک الحبشہ

انی احمد الیک اللہُ الذی لآ الٰہَ الا ھوا لملک القدوس السلام المومن المھیمن واشھد ان عیسیٰ بن مریم روح اللہ وکلمتہٗ القاھا الی مریم البتول الطیبۃ فحملت بعیسیٰ وانی ادعوک الی اللہ وحدہ لاشریک لہ وان تتبعنی وتومن بالذی جاءنی فانی رسول اللہ وقد بعثت الیک ابن عمی جعفرًا ومعہ نفر من المسلمین والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محمد رسول اللہ کی طرف سے شاہ حبشہ کے نام

میں اس اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرتا ہوں جس کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں وہی بادشاہ حقیقی ہے مقدس و منزّہ ہے۔ سلامتی نازل فرمانے والا، امن دینے والا اور حفاظت و نگہبانی فرمانے والا ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ عیسیٰ ابن مریم روح اللہ ہیں اور کلمۃ اللہ جن کو مریم بتول طیبہ کی طرف القاء کیا گیا وہ ان کے ساتھ حاملہ ہوئیں اور میں تمہیں اللہ وحدہ لاشریک لہ کی طرف بلاتا ہوں اور اپنی اتباع اور اس شریعت پر ایمان لانے کی دعوت دیتا ہوں جو مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوئی ہے کیونکہ میں اللہ تعالیٰ کا برحق رسول ہوں۔ میں نے تیرے

Marfat.com

پاس اپنے چچازاد بھائی جعفر کو بھیجا ہے جن کے ساتھ اہلِ اسلام کی ایک جماعت بھی ہے اور سلامتی ہے ان پر جو راہِ ہدایت پر گامزن ہوتے ہیں۔

نجاشی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جوابی عریضہ لکھا جس کا مفہوم اور ترجمہ یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں نجاشی کا عریضہ

سلام علیک یا نبی اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ الذی لا الٰہ الا ھو الذی ھدانی الی الاسلام۔

بعد ازاں اسلام نیازاور اہداء ما وجب من التحیات! معروض خدمتِ اقدس ہے کہ مجھے جناب کا گرامی نامہ موصول ہوا جس میں آپ نے عیسیٰ بن مریم علیہ السّلام کا منصب و مقام ذکر فرمایا۔ مجھے پروردگارِ ارض وسما کی قسم ہے کہ عیسیٰ علیہ السّلام کا جو مقام منصب آپ نے ذکر فرمایا ہے اس سے تنکے کے برابر بھی زائد نہیں ہیں اور وہ فی الواقع اسی منصب و مرتبہ کے مالک ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا ہے جو دعوت آپ نے ہمیں دی ہے۔ ہم اس کی حقیقت سے باخبر ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی اور ان کے ساتھی پہنچ چکے ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالےٰ کے رسول ہیں۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کے چچازاد بھائی حضرت جعفر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی وساطت سے بیعت کر چکا ہوں اور میں ان کے ہاتھوں پر اللہ رب العالمین کی اطاعت و انقیاد کا عہد کرتا ہوں۔ میں نے اپنا بیٹا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا ہے اور اگر فرمائیں تو میں خود بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کو تیار ہوں۔ کیونکہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کا دعویٰ نبوت و رسالت اور جملہ ارشادات برحق ہیں۔

السّلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

Marfat.com

محمد بن اسحاق فرماتے ہیں کہ ہمیں یہ روایت پہنچی ہے کہ اس نے اپنے بیٹے کو ساٹھ اہلِ حبشہ کے ساتھ کشتی میں سوار کر کے روانہ کیا مگر جونہی وہ کشتی سمندر کے درمیان پہنچی تو غرق ہو گئی اور وہ سبھی ہلاک ہو گئے۔

واقدی نے ذکر کیا ہے کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے نجاشی کی طرف دو خط روانہ فرمائے ایک میں اس کو دعوتِ اسلام دی اور قرآن پاک کی آیات ذکر فرمائیں جب وہ خط اسے موصول ہوا تو اسے لے کر آنکھوں سے لگایا اور بطور تواضع اپنے تخت سے اتر کر زمین پر بیٹھ گیا۔ پھر اسلام لایا اور حق کی گواہی دی اور کہا اگر میں حاضر ہونے کی استطاعت رکھتا تو ضرور ان کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتا۔

اس کے جواب میں اس کے اجابتِ دعوت۔ تصدیق رسالت اور حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے ہاتھ پر مُشرف باسلام ہوتے پر مشتمل عریضہ لکھا۔

دوسرے خط میں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے اس کو حکم دیا کہ اُمِّ حبیبہ بنت ابی سفیان ہجرت کر کے حبشہ میں پہنچیں ان کا خاوند عبید اللہ بن جحش اسدی نصرانی ہو گیا اور مر گیا ہے لہٰذا میرا نکاح ان کے ساتھ کر دو اور ساتھ ہی یہ حکم دیا کہ میرے جتنے صحابہ تمہارے پاس ہیں ان کو کشتی پر سوار کر کے میری طرف بھیج دو تو نجاشی رحمۃ اللہ علیہ نے اس فرمان پر عمل کرتے ہوئے حضرت اُمِّ حبیبہ کا نکاح بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کر دیا اور جملہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کو رخصت فرما دیا۔

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب نجاشی کا وفد بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بنفسِ نفیس ان کی خدمت فرماتے رہے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم خدمت کے لیے موجود ہیں آپ خود تکلیف کیوں فرماتے ہیں۔ آپ نے فرمایا وہ میرے صحابہ کی عزّت و تکریم کرتے تھے لہٰذا میں چاہتا ہوں کہ ان کی خدمت کا صلہ اور بدلا دوں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمیں رسولِ خدا

صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی کے وصال کی اسی دن خبر دے دی جس دن اس کا وصال ہوا تھا اور صحابہ کرام کے ہمراہ عید گاہ کی طرف تشریف لے گئے صحابہ کرام علیہم الرضوان نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے صفیں باندھیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر چار تکبیریں کہیں اور نمازِ جنازہ پڑھی۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰے عنہا سے مروی ہے کہ جب نجاشی کا انتقال ہوا تو ہمیں یہ بتایا جاتا تھا کہ اس کے مزار شریف میں دفن سے آج تک نور نظر آتا ہے۔

شیطان نے چار مرتبہ فریاد کی

واقدی، ابو نعیم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو ہر ایک بت اوندھا ہو گیا۔ شیاطین ابلیس لعین کے پاس گئے اور اس کو مطلع کیا، وہ بولا یہ ایک نبی مبعوث ہوا ہے تم اُسے تلاش کرو۔ وہ بولے وہ نبی ہمیں نہیں ملا۔ شیطان بولا، میں ان کی تلاش کرتا ہوں۔ چنانچہ شیطان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں نکلا۔ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ مکرمہ میں پایا۔ پھر شیاطین کے پاس گیا اور وہ بولا وہ مجھے مل گئے ہیں مگر ان کے ساتھ جبریل امین ہیں۔

ابو نعیم نے حلیہ میں مجاہد سے روایت کرتے ہیں کہ شیطان نے چار مرتبہ فریاد و آہ وزاری کی۔ پہلی بار جس وقت وہ ملعون و مردود ہوا۔ دوسری بار جب وہ زمین پر اُتارا گیا۔ تیسری بار جس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اور چوتھی بار جب کہ سورۂ فاتحہ نازل کی گئی۔

Marfat.com

حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے اور آسمانوں میں اذان میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام

ابو نعیم نے حلیہ میں اور ابنِ عساکر نے عطاء سے اور انھوں نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت آدم علیہ السّلام ہند[1] میں اُترے۔ تو آپ کو اکتاہٹ محسوس ہوئی۔ جبریل امین آئے اور انھوں نے اذان دی۔ اَللّٰہ اکبر۔ اَللّٰہ اکبر، اشھدان لاالٰہ الا اللّٰہ (دو مرتبہ) اشھد انّ محمّداً رّسولُ اللّٰہ۔ (دو مرتبہ) حضرت آدم علیہ السّلام نے استفسار کیا۔ یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں؟ جبریل علیہ السّلام نے بتایا۔ آپ کی اولاد میں سب سے آخری نبی ہیں۔

بزّار نے حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب خُدا تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اذان کی تعلیم کا ارادہ فرمایا تو جبریل علیہ السّلام براق پر تشریف لائے۔ جبریلِ امین نے جب براق پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سوار کرانا چاہا تو براق بدک گیا، جبریل علیہ السّلام بولے "ٹھہر جا، اللہ تعالےٰ کے نزدیک محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ برگزیدہ کسی بندے نے تیرے اوپر کبھی سواری نہیں کی ہے" چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہو گئے۔ جب اس پردے تک پہنچے جو اللہ تعالیٰ کے درمیان حائل تھا تو ایک فرشتہ ظاہر ہوا اور اس نے کہا۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ پردے کے پیچھے سے آواز آئی۔ میرا بندہ صحیح کہتا ہے۔ میں ہی سب سے بڑا ہوں۔ فرشتے نے کہا۔ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ ۔ پردے کے پیچھے سے آواز آئی میرے بندے نے درست کہا۔ میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ فرشتے نے کہا۔ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ ۔ پردے کے پیچھے سے آواز آئی۔ میرا بندہ صحیح کہتا ہے۔ میں نے ہی محمد کو نبی بنا کر بھیجا ہے۔ فرشتہ کہتا ہے حیّ

---

[1] ہندوستان کا ایک جزیرہ سراندیپ مراد ہے جہاں آپ کا نقشِ قدم ایک پہاڑ پر موجود ہے اور مرجع خلائق ہے۔

Marfat.com

عَلَی الصَّلٰوۃ ، حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ ۔ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃ ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ کہا گیا۔ میرے بندے نے صحیح کہا میں ہی سب سے بڑا ہوں۔ پھر فرشتے نے کہا۔ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہ ۔ آواز آئی میرے بندے نے صحیح کہا ہے۔ میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ پھر فرشتے نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو امامت کے لیے آگے کر دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام اہل سماوات کے امام بنے جن میں آدم علیہ السّلام اور نوح علیہ السّلام بھی تھے اس طرح اللہ تعالےٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام آسمان اور زمین کی مخلوقات پر برتری عطا فرما دی ۔

نماز کے بعد مصافحہ و اکابرین کی دست بوسی کا حکم

عون بن ابی جحیفہ اپنے والدِ گرامی سے روایت کرتے ہیں کہ رسولِ خدا علیہ التحیۃ والثناء وادی البطح کی طرف نکلے۔ ایک نیزہ بطور سترہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے گاڑا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف منہ کر کے نماز ادا فرمائی (نماز سے فارغ ہونے کے بعد) صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دستِ اقدس پکڑ کر اپنے چہروں پر ملنے لگے تو میں بھی حاضرِ خدمت ہوا اور دستِ اقدس کو پکڑ کر اپنے چہرے پر ملا تو کیا محسوس کرتا ہوں کہ وہ برف سے بھی زیادہ ٹھنڈا ہے اور کستوری سے بھی زیادہ خوشبو دار ۔

نوٹ :۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے عمل سے اور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریر سے یعنی منع نہ کرنے سے دست بوسی کا جواز اور مقدس ہستیوں کے ہاتھوں کو آنکھوں پر لگانے کا استحباب واضح ہو گیا۔

نیز نماز کے بعد مصافحہ بلکہ اکابرین کی دست بوسی کا حکم بھی معلوم ہو گیا اگرچہ اس کا التزام اولیٰ و انسب نہیں ہے مگر فی الجملہ جواز واضح ہے ۔

Marfat.com

تخلیقِ کائنات اور آسمانوں کا ذکر

روایت ہے کہ اللہ تعالےٰ نے سب سے پہلے جوہر کو پیدا کیا، جب اس پر ہیبت کی نگاہ ڈالی تو وہ پگھل گیا اور خوفِ خدا سے کانپنے لگا جس سے وہ پانی بن گیا پھر اللہ تعالےٰ نے اس پر نگاہِ رحمت ڈالی تو آدھا پانی جم گیا جس سے عرش بنا دیا گیا، عرش کانپنے لگا تو اس پر لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لکھ دیا جس سے وہ ساکن ہو گیا مگر پانی کو اسی طرح چھوڑ دیا گیا جو قیامت تک موجزن رہیگا۔

فرمانِ الٰہی ہے
وَكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ — اللہ تعالیٰ کا عرش پانی پر تھا۔

تخلیقِ کائنات

پھر جب پانی میں تلاطم خیز موجیں پیدا ہوئیں جن سے تہہ بہ تہہ دھوئیں کے بادل اٹھے اور جھاگ پیدا ہوئی اور اس سے زمین و آسمان بنائے گئے جو ایک دوسرے سے جڑے ہوئے تھے پھر ان دونوں کے درمیان اللہ تعالےٰ نے ہوا کو پیدا کیا جس کے دباؤ سے زمین و آسمان کے طبق ایک دوسرے سے علیحدہ ہو گئے چنانچہ فرمانِ الٰہی ہے ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَآءِ وَهِىَ دُخَانٌ۔

اہلِ حکمت کہتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو دھوئیں سے اس لیے پیدا فرمایا کہ دھواں باہم پیوست ہوتا ہے اور بلندیوں پر جا کر ٹھہرتا ہے۔ بخارات سے اس لیے پیدا نہیں فرمایا کہ وہ واپس لوٹ جاتے ہیں، یہ اللہ تعالےٰ کے علم و حکمت کا ادنیٰ کرشمہ ہے پھر ارشادِ نبوی کے مطابق اللہ تعالےٰ نے پانی کی طرف نظرِ رحمت کی تو وہ جم گیا۔

آسمانوں کے نام اور ان کے رنگ

زمین اور آسمانِ دُنیا کی اور ہر آسمانِ دُنیا سے دوسرے آسمان تک کا بُعد اور مُسافت پانچ سو سال کے سفر کی دوری کے برابر ہے اور اسی طرح ہر آسمان کا اپنا اپنا حجم ہے، کہتے ہیں کہ پہلا آسمان دُودھ سے بھی زیادہ سفید ہے مگر کوہ قاف کی سبزی کی وجہ سے یہ ہرا نظر آتا ہے۔ اس آسمان کا نام رقیعہ ہے۔

دوسرے آسمان کا نام فیدوم یا ماعون ہے اور وہ ایسے لوہے کا ہے جس سے روشنی کی شعاعیں پھوٹتی ہیں۔

تیسرے آسمان کا نام ملکوت یا ہاریُون ہے اور وہ تانبے کا ہے۔

چوتھے آسمان کا نام زاہرہ ہے اور وہ آنکھوں میں خیرگی پیدا کرنے والی سفید چاندی سے بنا ہے۔

پانچویں آسمان کا نام مزینہ یا مسہرہ ہے اور وہ سُرخ سونے کا ہے۔

چھٹے آسمان کا نام خالصہ ہے اور وہ چمکدار موتیوں سے بنایا گیا ہے۔

ساتویں آسمان کا نام لابیہ یا دامعہ ہے، وہ سُرخ یاقوت کا ہے اور اسی میں بیت المعمور ہے۔

بیت المعمور کے چار ستون ہیں، ایک سُرخ یاقوت کا ہے، دوسرا سبز زبرجد کا تیسرا سفید چاندی کا اور چوتھا سُرخ سونے کا ہے، بیت المعمور کی عمارت سُرخ عقیق کی ہے ہر روز وہاں ستّر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں اور جو ایک مرتبہ داخل ہو جاتے ہیں پھر قیامت تک انھیں دوبارہ داخلے کا موقع نہیں ملے گا۔

قولِ معتبر یہ ہے کہ زمین آسمان سے افضل ہے کیونکہ یہ انبیاء علیہم السّلام کا مولد و مدفن ہے اور زمین کے سب طبقات میں بہتر اوپر والا طبق ہے جس پر خلقِ خدا آباد اور نفع اندوز ہوتی ہے۔

Marfat.com

سات ستارے اور ہر ستارہ کا آسمان حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آسمانوں میں سب سے زیادہ افضل کرسی ہے جس کی چھت عرشِ الٰہی سے ملی ہوئی ہے۔ سات ستاروں کے علاوہ تمام فائدہ بخش ستارے اسی آسمان میں ہیں، سات ستاروں کی تفصیل یہ ہے۔

۱۔ زُحَل جو شنبہ کے دن کا ستارہ ہے، ساتویں آسمان میں ہے۔

۲۔ مشتری جو پنجشنبہ کا ستارہ ہے، چھٹے آسمان میں ہے۔

۳۔ سہ شنبہ کا ستارہ مریخ پانچویں آسمان میں ہے۔

۴۔ یک شنبہ کا سیارہ شمس چوتھے آسمان میں ہے۔

۵۔ جمعہ کا ستارہ زہرہ تیسرے آسمان میں ہے۔

۶۔ چہار شنبہ کا ستارہ عطارد دوسرے آسمان میں ہے۔

۷۔ اور دوشنبہ کا ستارہ قمر پہلے آسمان پر ہے۔

نکتہ اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ نے آسمان وزمین کی صنعت میں بے انتہا عجائبات ودیعت کیے ہیں حالانکہ سارے آسمان دھوئیں سے بنائے گئے ہیں۔ مگر کسی میں ایک دوسرے کی مشابہت نہیں پائی جاتی، آسمان سے پانی برسایا اس سے مختلف سبزیاں اور پھل اُگائے جن کے ذائقے اور رنگ جُدا جُدا ہیں، حکمتِ الٰہی کے بموجب وہ ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر لذیذ ہیں، آدم علیہ السّلام کی اولاد میں مختلف اقسام بنائیں، کوئی سفید ہے کوئی سیاہ، کوئی خوش اور کوئی اُداس، کوئی مومن کوئی کافر، کوئی عالم اور کوئی جاہل ہے حالانکہ سب آدم علیہ السّلام کی نسل سے تعلق رکھتے ہیں۔

(مکاشفۃ القلوب)

عرش، کرسی، فرشتگانِ مقرّب، رزق و توکّل

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَاسِعَ کُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ۔ — اس کی کرسی آسمانوں اور زمین کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔

کرسی سے مراد علمِ الٰہی ہے یا ملکِ خداوندی یا پھر مشہور آسمان کا نام ہے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ کرسی ایک موتی ہے جس کی لمبائی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا، حدیث میں ہے کہ ساتوں آسمان اور زمین کرسی کے سامنے ایسے ہیں جیسے وسیع صحرا میں ایک حلقہ پڑا ہو، مزید فرمایا کہ آسمان کرسی میں ہیں اور کرسی عرشِ الٰہی کے سامنے ہے۔

حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے، سورج کرسی کے نور کا ستّرواں (۷۰/۱) حصّہ ہے اور عرشِ الٰہی حجاباتِ الٰہی کے نور کا ستّرواں حصّہ ہے۔

مروی ہے کہ عرش اور کرسی کے اُٹھانے والے فرشتوں کے مابین ستّر ہزار نور کے اور ستّر ہزار ظلمت کے پردے حائل ہیں، ہر پردہ پانچ سو سال کا سفر ہے، اگر یہ پردے نہ ہوتے تو حاملین کرسی حاملینِ عرش کے نور سے جل جاتے۔ عرش ایک نورانی شے ہے جو کرسی سے اوپر ہے اور ایک علیحدہ وجُود رکھتا ہے مگر اس قول سے جناب حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اختلاف ہے۔

عرشِ الٰہی کی ساخت

عرشِ الٰہی کی بناوٹ کے متعلّق مختلف روایتیں ہیں بعض کہتے ہیں سُرخ یاقوت کا ہے یا سبز موتی کا ہے۔ بعض کی رائے ہے سفید موتی سے بنایا گیا ہے۔ اللہ تعالےٰ ہی اس کی حقیقت کو بہتر جانتا ہے۔

Marfat.com

فلکیات کے ماہرین اسے نواں آسمان، فلکِ اعلیٰ، فلک الافلاک اور فلکِ اطلس کہتے ہیں، اس میں کوئی ستارہ وغیرہ نہیں ہے، قدیم ہیئت دانوں کے بقول تمام ستارے آٹھویں آسمان میں ہیں جس کو فلک البروج اور اہلِ شرع کرسی کہتے ہیں۔

عرش الٰہی مخلوقات کی چھت ہے، کوئی چیز اس کے دائرہ سے باہر نہیں نکل سکتی وہ بندوں کے علم وادراک اور مطلوب کی انتہا ہے، اللہ تعالےٰ نے اسے عظیم قرار دیا ہے چنانچہ فرمانِ الٰہی ہے۔

فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ۔

پس اگر وہ پھر جائیں تو کہیے کہ مجھے اللہ کافی ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں، اسی پر میرا بھروسہ ہے اور وہ عرشِ عظیم کا مالک ہے

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نامِ نامی توریت میں متوکّل تھا اور کیوں نہ ہوتا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر معرفتِ خداوندی کا شناسا اور کون ہے؟ آپ موحدین کے سردار اور عارفین کاملین کے رہنما ہیں، توکّل کی حقیقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر روزِ روشن کی طرح عیاں تھی۔

توکّل کی حقیقت

توکّل کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اسباب سے قطع نظر کر لیا جائے جیسا کہ کچھ لوگوں کا خیال ہے بلکہ توکّل اسباب کے ساتھ ساتھ ہوتا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک بدوی نے پوچھا میں اونٹ کا پیر باندھ کر، یا کھلا چھوڑ کر توکل کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اونٹ کا پاؤں باندھ دے اور توکّل کر اللہ تعالےٰ پر۔

فرمانِ نبوی ہے کہ اگر تم اللہ پر توکّل کرنے کی حقیقت کو پالیتے ہو تو اللہ تعالیٰ تمھیں پرندوں کی طرح رزق دیتا جو صبح بھوکے اُٹھتے ہیں اور شام کو پیٹ بھرے ہوتے ہیں۔

Marfat.com

لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ کی ایک قوت

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حاملینِ عرش (فرشتوں) کو پیدا فرمایا اور اورانھیں عرش کو اٹھانے کا حکم دیا مگر وہ نہ اٹھا سکے، اللہ تعالیٰ نے ہر فرشتہ کے ساتھ سات آسمانوں کے فرشتوں کے برابر فرشتے پیدا کیے، پھر انھیں عرش کو اٹھانے کا حکم دیا مگر وہ نہ اُٹھا سکے، پھر اللہ تعالیٰ نے ہر فرشتہ کے ساتھ ساتوں آسمانوں اور زمینوں کے فرشتوں کے برابر فرشتے پیدا کیے اور انھیں عرش اٹھانے کا حکم دیا مگر وہ پھر بھی اُٹھا نہ سکے۔ تب اللہ تعالےٰ نے فرمایا تم لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہ کہو، جب انھوں نے یہ کہا تو عرشِ الٰہی کو اُٹھا لیا گیا مگر ان کے قدم ساتویں زمین میں ہوا پر جم گئے۔ جب اُنھوں نے محسوس کیا کہ ہمارے قدم ہوا میں ہیں اور نیچے کوئی ٹھوس چیز موجود نہیں ہے تو اُنھوں نے عرشِ الٰہی کو مضبوطی سے تھام لیا اور لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ پڑھنے میں محو ہو گئے تاکہ وہ انتہائی پستیوں میں گرنے سے محفوظ رہیں۔ اب وہ عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں اور عرشِ الٰہی انھیں تھامے ہوئے ہے بلکہ ان تمام کو قدرتِ الٰہی سنبھالے ہوئے ہے۔

روایت ہے کہ جو شخص صبح شام سات مرتبہ حَسْبِیَ اللّٰہُ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا ھُوَ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْم پڑھتا ہے اللہ تعالےٰ اس کے تمام عزائم کو پورا کرتا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ اس کے دُنیا و آخرت کے تمام کام پورے ہو جاتے ہیں۔

(مکاشفۃ القلوب)

رفتار حضرت جبریل علیہ السلام

علامہ عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الباری شرح صحیح بخاری میں اور علامہ عینی نے عینی شرح بخاری میں فرمایا ہے کہ ایک مرتبہ حضور علیہ السلام نے حضرت جبریل علیہ السلام سے دریافت فرمایا کہ تُو نے کبھی اپنی پوری قوّت بھی صرف کی ہے؟ جبریل نے عرض کیا چار مرتبہ میں نے اپنی پوری قوّت صرف کی ہے۔

۱ **پہلی بار** ۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السّلام کو منجنیق میں رکھ کر آگ میں پھینکا جا رہا تھا، آگ کے شعلے آسمان سے باتیں کر رہے تھے۔ پھر اللہ کے خلیل آگ کی طرف جا رہے تھے، میں مقام سدرہ پر بیٹھا تھا، اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ جبریل! جلدی پرواز کر، میرا خلیل آگ میں جا رہا ہے آگ کو پَرمار کر گلزار بنا دے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے سدرہ سے پرواز کی اور خلیل اللہ علیہ السّلام کے آگ میں پہنچنے سے پہلے پہنچ گیا اور آگ کو گلزار بنا دیا۔

۲ **دوسری بار** ۔ میں سدرہ پر تھا، چھری حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام کے گلے کی طرف آرہی تھی اس نے صرف دو فٹ کا فاصلہ طے کرنا تھا۔ اس کے اس دو فٹ کے فاصلے کو طے کرنے سے پہلے پہلے میں جنّت سے مینڈھا لے کر پہنچ گیا۔

تیسری بار :۔ حضرت یوسف علیہ السّلام کو کنویں میں ڈالا جا رہا تھا۔ والد کا پہنایا ہوا لباس اُتار دیا گیا، کھانا پھینک دیا گیا، بازوؤں میں رسّی باندھ کر کنویں میں لٹکا دیا گیا۔ آہستہ آہستہ پانی کی سطح قریب آرہی تھی، ایک بھائی نے تلوار مار کر رسّی کاٹ دی، نصف راستہ طے ہو چکا تھا اور نصف باقی تھا۔ رسّی کاٹ دی گئی اور میں سدرہ پر بیٹھا تھا حکم ہوا جبریل! جلدی جا اور یوسف علیہ السّلام

کے پانی پر پہنچنے سے پہلے پہلے جنتی تخت لے جاکر پانی پر بچھا دے۔ میں نے اپنی قوت صرف کردی۔ سدرہ سے جنت گیا اور وہاں سے تخت اُٹھا کر زمین کی طرف آیا اور ابھی حضرت یوسف علیہ السّلام پانی پر نہیں پہنچے تھے کہ میں پہلے پہنچ گیا۔

۴ **چوتھی بار**:۔ غزوۂ اُحد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دانت مبارک شہید ہوگیا خونِ پاک کا قطرہ زمین پر جارہا تھا۔ پروردگارِ عالم نے فرمایا اے جبریل اگر میرے محبوب کے خونِ پاک کا قطرہ زمین پر گر گیا تو زمین جل کر راکھ ہوجائے گی، جا اور اُٹھا کر میرے پاس لے آ۔ جبریل نے عرض کی یا رسول اللہ! آپ کے اس مقدس خون کے زمین پر گرنے سے پہلے پہلے میں سدرہ سے پہنچ گیا۔

★★★★★★★★★★

صلوٰۃ ملائکہ و تسبیح خلائق

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دُنیا نے مجھ سے رُخ موڑ لیا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو صلوٰۃ ملائکہ اور تسبیح خلائق کیوں نہیں پڑھتا کہ جس سے مخلوق کو رزق ملتا ہے۔ طلوعِ فجر کے بعد ایک بار پڑھو "سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ"۔ دُنیا تیرے پاس پامال ہوکر آجائے گی۔ وہ شخص چلا گیا۔ کچھ دِنوں بعد آیا اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دُنیا میرے پاس اس طرح آئی ہے کہ میں نہیں جانتا کہ اسے کہاں رکھوں۔

(خصائص کبریٰ)

Marfat.com

ترکِ دُنیا و مذمتِ دُنیا

قرآنِ مجید میں دنیا کی مذمت اور دنیا سے توجہ ہٹا کر آخرت کی جانب مائل کرنے کے لیے بے شمار آیات ہیں بلکہ انبیاء کرام علیہم السلام کی بعثت کے سبب یہی چیز تھی، قرآنِ مجید کی آیات اتنی مشہور ہیں کہ یہاں ان کے ذکر سے صرفِ نظر کر کے صرف بعض احادیث کے ذکر پر ہی اکتفادہ کرتا ہوں۔

مذمتِ دُنیا میں چند احادیث

مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک مُردہ بکری کے پاس سے گزر ہوا۔ آپ نے فرمایا کیا یہ بکری اپنے مالک کو پسند ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی اس کی بدبو ہی کی وجہ سے تو یہاں پھینک دیا گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بخدا دنیا اللہ تعالیٰ کے ہاں اس مُردہ بکری سے بھی زیادہ بے وقار ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کے ہاں دنیا کا مقام مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتا تو کوئی کافر اس دُنیا سے ایک گھونٹ بھی پانی نہ پی سکتا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا مومن کے لیے قید خانہ اور کافر کے لیے جنت ہے، مزید فرمایا دُنیا ملعون ہے، اس کی ہر چیز ملعون ہے جو اللہ تعالےٰ کے لیے نہ ہو۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے دنیا سے محبت کی اس نے آخرت کو نقصان پہنچایا اور جس نے آخرت سے محبت کی اس نے دنیا کو درخورِ اعتناء نہ سمجھا تم فانی دنیا میں باقی رہنے والی چیزوں کو ترجیح دو۔

فرمانِ نبوی ہے کہ دنیا کی محبت ہر بُرائی کی بنیاد ہے۔

فرمانِ نبوی ہے دنیا اس کا گھر ہے جس کا کوئی گھر نہ ہو، اس کا مال ہے جس کا کوئی مال نہ ہو، بے وقوف ہی اسے جمع کرتا ہے، بے علم ہی اس کے لیے جھگڑتا ہے،

Marfat.com

ناسمجھ ہی اس کے لیے دشمنی اور حسد کرتا ہے اور بے یقین ہی اس کے حصول کے لیے کوشش کرتا ہے۔

فرمانِ نبوی ہے کہ جس کی سب سے بڑی تمنا حصولِ دنیا ہے اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کا کوئی حصہ نہیں ہے، اللہ تعالیٰ ایسے کے دل پر چار چیزوں کو مسلط کر دیتا ہے۔ دائمی غم، دائمی مشغولیت، دائمی فقر اور کبھی نہ پوری ہونے والی آرزوئیں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، مجھ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تجھے دنیا کی حقیقت دکھلاؤں؟ میں نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ! آپ میرا ہاتھ پکڑ کر مدینہ کی ایک وادی میں لے گئے جہاں کوڑا پڑا تھا اور اس میں گندگی، چیتھڑے اور انسان کے سر کی بوسیدہ ہڈیاں تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوہریرہ! یہ سر بھی تمھارے سروں کی طرح حریص تھے اور ان میں تمھاری طرح بہت آرزوئیں تھیں مگر آج یہ خالی ہڈیاں بن چکی ہیں جن پر کھال بھی نہیں رہی اور عنقریب یہ مٹی ہو جائیں گے، یہ گندگی ان کے کھانوں کے رنگ ہیں۔ جنہیں انھوں نے کما کما کر کھایا، آج ان سے لوگ منہ پھیر کر گزرتے ہیں۔ یہ پرانے چیتھڑے جو کبھی ان کے ملبوسات تھے، آج ہوا انھیں اڑائے پھرتی ہے اور یہ ان کی سواریوں کی ہڈیاں ہیں جن پر سوار ہو کر دہ شہروں شہروں گھوما کرتے تھے، جو دنیا کے انجام پر رونا پسند کرتا ہو اُسے رونا چاہیے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر میں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم بہت روئے۔

روایت ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کو زمین پر اُتارا گیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا تباہی کے لیے عمارتیں بناؤ اور موت کے لیے بچے پیدا کرو۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے، دُنیا زمین و آسمان کے درمیان معلق ہے اسے اللہ تعالیٰ نے جب سے پیدا فرمایا ہے کبھی نظرِ رحمت سے نہیں دیکھا، قیامت کے دن دُنیا بارگاہِ خداوندی میں عرض کرے گی، مجھے اپنے

دوستوں کے مقدر میں لکھ دے، رب فرمائے گا میں دنیا میں اس ملاپ کو ناپسند کرتا تھا اور آج بھی اسے ناپسند کرتا ہوں۔

حضرت آدم علیہ السّلام کی حیرانی و سرگردانی

مروی ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السّلام نے ممنوعہ شجر کا پھل کھا لیا تو انھیں پیٹ میں گرانی محسوس ہوئی حالانکہ جنت کی نعمتوں میں یہ بات نہیں ہے۔ حضرت آدم علیہ السّلام قضائے حاجت کے لیے چاروں طرف حیران پھر رہے تھے کہ اللہ تعالےٰ کے حکم سے فرشتہ حاضر ہوا اور کہنے لگا آدم! حیران کیوں پھر رہے ہو؟ آپ نے فرمایا میں اپنے پیٹ کی گرانی ختم کرنا چاہتا ہوں، فرشتہ بولا اس گرانی کو کہاں ڈالو گے؟ جنّت کے فرش پر، تختوں پر درختوں کے سایہ میں، جنّت کی نہروں کے کناروں پر؟ جنّت میں ان چیزوں کی کوئی جگہ نہیں ہے، آپ دنیا میں چلے جائیں۔

دنیا کے دلدادہ اعمال حسنہ کے باوجود جہنّمی ہوں گے

فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ قیامت کے دن ایسے لوگ آئیں گے جن کے اعمال حسنہ تہامہ کے پہاڑوں کے برابر ہوں گے مگر انھیں جہنّم کی طرف لے جایا جائے گا، صحابہ کرام نے پوچھا وہ نماز روزہ ادا کرنے والے ہوں گے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں وہ روزہ دار ہوں گے اور رات کا ایک حصّہ عبادت میں گزارنے والے ہوں گے۔ مگر وہ دنیا کے دلدادہ ہوں گے۔

فرمانِ نبوی ہے بندۂ مومن دو خوفوں کے درمیان رہتا ہے، اعمال گزشتہ پر فکر مند رہتا ہے اور آنے والے وقت کے لیے پریشان رہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قضاؤ قدر میں میرے لیے کیا مرقوم ہے۔

بندہ اپنی زندگی سے اپنے لیے بھلائی پیدا کرے اپنی دنیا سے آخرت

کو سنوارے، حیات سے موت کو جوانی سے بڑھاپے کو آراستہ کرے کیونکہ دنیا تمھارے اور تم آخرت کے لیے بنائے گئے ہو، ربِّ ذُوالجلال کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، موت کے بعد بندہ کے لیے اور کوئی تکلیف دہ چیز نہیں ہے اور دُنیا کے بعد بہشت یا دوزخ کے سوا کوئی اور ٹھکانا نہیں ہے

حضرتِ عیسٰی علیہ السّلام کا فرمان ہے کہ جس طرح ایک برتن میں آگ اور پانی جمع نہیں ہو سکتے اسی طرح ایک دل میں دُنیا اور آخرت کی محبّت جمع نہیں ہو سکتی۔

مروی ہے کہ حضرت جبریل علیہ السّلام نے نوح علیہ السّلام سے پوچھا کہ آپ نے تو بہت طویل عمر پائی ہے، یہ فرمایا کہ آپ نے دُنیا کو کیسا پایا؟ آپ نے فرمایا دنیا ایک سرائے ہے جس کے دو دروازے ہیں، ایک دروازے سے داخل ہوا اور دوسرے دروازے سے میں نکل گیا۔

دنیا کی محبّت سب سے بڑا گناہ ہے

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السّلام کی طرف وحی کی اے موسیٰ! دُنیا کی محبّت میں مشغول نہ ہونا، میری بارگاہ میں اس سے بڑا کوئی گناہ نہیں ہے۔

روایت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام ایک روتے ہوئے شخص کے قریب سے گزرے، جب آپ واپس ہوئے تو وہ شخص ویسے ہی رو رہا تھا، موسیٰ علیہ السّلام نے باری تعالیٰ سے عرض کیا یا اللہ! تیرا بندہ تیرے خوف سے رو رہا ہے، اللہ تعالےٰ نے موسیٰ علیہ السّلام سے فرمایا۔

اے موسیٰ! اگر آنسو کے راستے اس کا دماغ باہر نکل آئے اور اس کے اُٹھے ہوئے ہاتھ ٹوٹ جائیں تب بھی میں اسے نہیں بخشوں گا، یہ دُنیا سے محبّت رکھتا ہے۔

بے گور و کفن نعشیں

جناب عمار بن سعید رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کا ایک

Marfat.com

ایسی بستی سے گزر ہوا جس کے مکین مختلف اطراف اور راستوں پر مردہ پڑے ہوئے تھے' آپ نے اپنے حواریوں سے فرمایا، یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا شکار ہیں ورنہ انھیں ضرور دفن کیا جاتا۔ حواریوں نے عرض کی ہم چاہتے ہیں کہ ہمیں ان کے حالات کا پتہ چل جائے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے رب تعالیٰ سے دعا مانگی تو رب ذوالجلال نے فرمایا، جب رات آجائے تو ان سے پوچھنا، یہ اپنی ہلاکت کا سبب بتائیں گے۔ جب رات ہوئی تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا اے بستی والو! ایک آواز آئی لبیک یاروح اللہ! آپ نے پوچھا تمہاری یہ حالت کیوں ہے اور اس عذاب کے نزول کا باعث کیا ہے؟ جواب آیا ہم نے عافیت کی زندگی گزاری اور جہنم کے مستحق قرار پائے' اس لیے کہ ہم دُنیا سے محبت رکھتے تھے اور گنہگاروں کی پیروی کرتے تھے۔

آپ نے پوچھا تمہیں دنیا سے کیسی محبت تھی؟ جواب آیا جیسے ماں کو بچّہ سے محبّت ہوتی ہے، جب ہمارے پاس دُنیا آجاتی ہم نہایت مسرور ہوتے اور جب دُنیا چلی جاتی تو ہم نہایت غمگین ہو جاتے۔ آپ نے فرمایا کیا وجہ ہے کہ صرف تُو ہی جواب دے رہا ہے اور تیرے باقی ساتھی خاموش ہیں۔ جواب ملا، طاقتور پُرہیبت فرشتوں نے ان کو آگ کی لگامیں ڈالی ہوئی ہیں، آپ نے فرمایا پھر تو کیسے جواب دے رہا ہے؟ جواب ملا میں ان ہی میں رہتا ضرور تھا مگر ان جیسی بداعمالیاں نہیں کرتا تھا، جب عذابِ الٰہی آیا تو میں بھی اس کی لپیٹ میں آگیا، اب میں جہنّم کے کنارے پر لٹکا ہوا ہوں، کیا خبر اس سے نجات پاتا ہوں یا اس میں گر جاتا ہوں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حواریوں کو فرمایا نمک سے جو کی روٹی کھانا، پھٹا پرانا کپڑا پہننا، اور کوڑے کے ڈھیر پر سو جانا، دنیا اور آخرت کی بھلائی کے لیے بہت عمدہ ہے۔

Marfat.com

عقوبتِ علمائے سُوء

علمائے سُوء سے ہماری مراد وہ علماء ہیں جو علم کے حصول سے دنیا وی نعمتوں کے کمانے کا ارادہ رکھتے ہیں، دُنیاوی قدر و منزلت چاہتے ہیں اور دُنیا داروں کے ہم پلہ بننا چاہتے ہیں۔

سیّدِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن سخت ترین عذاب اس عالم کو ہو گا جسے اللہ تعالےٰ نے اس کے علم سے نفع اندوز نہیں ہونے دیا۔

فرمان نبوی ہے کہ آدمی اس وقت تک عالم نہیں ہوتا جب تک کہ اپنے علم کے مطابق عمل نہ کرے۔ فرمانِ نبوی ہے علم کی دو قسمیں ہیں زبانی علم، جو لوگوں پر اللہ تعالےٰ کی حجّت ہے، قلبی علم اور یہی علم لوگوں کو نفع دینے والا ہے۔

فرمانِ نبوی ہے کہ آخرِ زمانہ میں جاہل عبادت گزار اور فاسق عالم ہوں گے۔

فرمانِ نبوی ہے کہ علماء پر تفاخر جتانے، بے وقوفوں سے جنگ و جدال کرنے اور لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لیے علم حاصل نہ کرو، جو بھی ایسا کرے گا جہنّم میں جائے گا۔

فرمان نبوی ہے کہ جو اپنا علم چھپاتا ہے اللہ تعالےٰ اُسے آگ کی لگام دے گا، نیز ارشاد فرمایا کہ میں دجّال سے زیادہ اور لوگوں پر تمہارے لیے ڈرتا ہوں، پوچھا گیا وہ کون ہیں ؛ آپ نے فرمایا کہ گمراہ کن امام۔ مزید فرمان ہوتا ہے کہ جو شخص علم کو بڑھاتا مگر ہدایت میں نہیں بڑھتا، اللہ تعالیٰ سے اس کی دوری بڑھتی رہتی ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا میں اس اُمت پر سب سے زیادہ منافق عالم سے خوف زدہ ہوتا ہوں، لوگوں نے کہا منافق عالم کیسا ہوتا ہے ؟ آپ نے فرمایا اس کی زبان عالم ہوتی ہے مگر اس کا دل اور عمل جاہل

Marfat.com

ہوتا ہے۔
جناب حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ ان لوگوں میں سے نہ ہو جو علماء کا علم اور دانشمندوں کی حکیمانہ باتیں جمع کرتا ہے مگر عمل بیوقوفوں جیسے کرتا ہے
کسی شخص نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا میں علم سیکھنا چاہتا ہوں اور اس بات سے ڈرتا ہوں کہ کہیں اسے ضائع نہ کردوں، آپ نے فرمایا علم کا چھوڑ دینا ہی بہت بڑا ضیاع ہے۔ جناب ابراہیم بن عیینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا گیا لوگوں میں سے طویل شرمندگی پانے والا کون شخص ہے؟ انہوں نے فرمایا دُنیا میں تو ایسے شخص سے بھلائی کرنے والا جو کفرانِ نعمت کا عادی ہے اور موت کے وقت گنہگار عالم۔
جناب خلیل بن احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ چار قسم کے آدمی ہیں، ایک وہ جو جانتا ہے اور یہ بھی جانتا ہے کہ وہ علم رکھتا ہے، وہ عالم ہے، اس کی اتباع کرو، دوسرا وہ جو علم رکھتا ہے مگر اسے معلوم نہیں کہ وہ علم رکھتا ہے، وہ سویا ہوا ہے اسے جگاؤ، تیسرا وہ جو نہیں جانتا اور وہ یہ سمجھتا ہے کہ وہ کچھ نہیں جانتا وہ راہنمائی چاہنے والا ہے۔ اس کی رہنمائی کرو، چوتھا وہ نہیں جانتا اور سمجھتا یہ ہے کہ وہ بہت کچھ جانتا ہے وہ جاہل ہے، اس سے دور رہو۔ جناب سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ علم عمل سے بولتا ہے۔ اگر انسان عمل کرے تو علم صحیح ورنہ علم کوچ کر جاتا ہے۔
جناب ابنِ مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ آدمی جب تک علم کی تلاش میں رہتا ہے وہ عالم ہوتا ہے اور جونہی وہ خود کو عالم سمجھنے لگتا ہے، جہالت کی تاریکیوں میں چلا جاتا ہے۔ جنابِ فضیل بن عیاض کا قول ہے کہ مجھے تین شخصوں پر بڑا رحم آتا ہے، قوم کا سردار جو ذلیل ہو جائے، قوم کا غنی جو محتاج ہو جائے، اور وہ عالم جسے دنیا داری سے فرصت نہیں ہوتی۔

Marfat.com

بے عمل عالم کا انجام

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ فرماتے تھے کہ قیامت کے دن ایک عالم کو لایا جائے گا اور اسے جہنم میں ڈالا جائے گا، اس کی آنتیں نکل جائیں گی اور جہنم میں آنتوں کے بل ایسے گھومے گا جیسے گدھا چکی کے گرد گھومتا ہے۔ جہنم والے اسے اپنے گرد گھومتا دیکھ کر اس سے اس کے عمل پوچھیں گے، تب وہ عالم کہے گا کہ میں اوروں کو تو نیکی کا حکم دیتا تھا مگر خود اس پر عمل نہیں کرتا تھا، لوگوں کو روکتا تھا مگر خود نہیں رکتا تھا۔

عالم کو گناہوں کے ساتھ دوہرا عذاب اس لیے دیا جائے گا کیونکہ وہ علم کے باوجود گناہ کرتا رہا، اسی لیے فرمانِ الٰہی ہے:۔

اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ۔

منافقین بے شک جہنم کے نچلے طبقہ میں ہوں گے۔

اس لیے کہ انہوں نے علم کے باوجود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و صداقت کا انکار کیا۔

(مکاشفتہ القلوب)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اقوال

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ جس شخص میں چھ عادتیں پائی جاتی ہیں وہ نارِ جہنم سے دور اور جنت کا مطلوب ہے۔

(۱)۔ اللہ تعالیٰ کو جان کر اس کی عبادت کی۔

(۲)۔ شیطان کو پہچان کر اس کی مخالفت کی۔

(۳)۔ حق کو پہچان کر اس کی اتباع کی۔

(۴)۔ باطل کو پہچان کر اس سے اجتناب کیا۔

(۵)۔ دُنیا کو پہچان کر اسے ترک کر دیا۔ (۶)۔ آخرت کو پہچان کر اس کا طلب گار رہا

Marfat.com

باب ششم : غرائب القرآن

ہاروت و ماروت کا قصہ

تفسیرِ عزیزی وغیرہ نے بحوالہ ابنِ جریر اور ابنِ ابی حاتم اور حاکم و دیگر تفاسیر نے حضرت ابنِ عباس و علی المرتضٰے رضی اللہ عنہ و عبداللہ ابنِ مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے بیان کیا کہ حضرت ادریس علیہ السلام کے زمانے میں انسان بہت بدعمل ہو گئے۔ فرشتوں نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کیا کہ مولا انسان بہت بدکار ہے۔ خیال رہے کہ فرشتوں نے پیدائش آدم علیہ السلام سے پہلے اپنا استحقاقِ خلافت بیان کیا وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ اس موقع پر انسان کی نااہلیت کا اظہار مقصود ہے یعنی یہ خلافت کے لائق نہیں۔ انھیں معزول کر دیا جائے یا کم از کم خلیفہ یہ رہیں اور وزیر ہم تاکہ ہم ان کے بگڑے کام سنبھال لیں کچھ بھی سہی۔ رب تعالےٰ کا ارشاد ہوا کہ اس کو غصہ اور شہوت دیا گیا ہے جس سے گناہ زیادہ کرتا ہے۔ اگر یہ چیزیں تم کو ملیں تو تم بھی گناہ کرنے لگو۔ فرشتے بولے کہ مولا کریم ہم تو گناہ کے پاس بھی نہ جائیں گے۔ خواہ کتنا ہی غصہ اور شہوت ہو۔ حکم ربی ہوا کہ تم اپنی جماعت میں سے اعلیٰ درجے کے پرہیزگار فرشتے چھانٹ لو ان کو غصہ اور شہوت دیے دیتے ہیں پھر امتحان ہو جائے گا۔ چنانچہ ہاروت و ماروت جو بڑے ہی عبادت گزار فرشتے تھے۔ انتخاب میں آ گئے۔ حق تعالےٰ نے ان کو یہ چیزیں یعنی غصہ اور شہوت دے کر شہر بابل میں اتار دیا اور فرمایا کہ تم قاضی بن کر لوگوں کا فیصلہ کیا کرو اور روزانہ اسم اعظم کے ذریعے شام کو آسمان پر آ جایا کرو یہ دونوں ایک مہینہ تک ایسے ہی آتے جاتے رہے۔ اتنے عرصہ میں ان کے عدل و انصاف کا چرچا عام ہو گیا۔ اور بہت مقدمے ان کے پاس آنے لگے۔ ایک روز ایک نہایت حسین و جمیل عورت جس کا نام زہرہ تھا یہ ملک فارس کی رہنے والی تھی۔ حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ اس کا نام بیدخت تھا زہرہ لقب تھا۔ اپنے خاوند کے خلاف مقدمہ دائر کیا یہ دونوں اسے دیکھتے ہی عاشق زار ہو گئے اور اس سے بُرے کام

Marfat.com

کی خواہش کی۔ اس نے کہا کہ میرا دین کچھ اور تمہارا دین کچھ اور اختلاف ہوتے ہوئے یہ نہیں ہو سکتا۔ نیز میرا شوہر بہت غیرت مند ہے اگر اسے خبر لگ گئی تو مجھے قتل کر دے گا لہٰذا پہلے تو آپ میرے بت کو سجدہ کرو اور پھر میرے شوہر کو قتل کرو۔ پھر میں تمہاری اور تم میرے انھوں نے انکار کیا وہ چلی گئی۔ مگر ان کے دل میں اس کے عشق کی آگ بھڑک گئی۔ آخر اسے پیغام بھیجا کہ ہم تیرے گھر آنا چاہتے ہیں وہ بولی سر اور آنکھوں پر۔ یہ دونوں اس کے گھر پہنچے۔ اس نے اپنے کو آراستہ کیا اور ان سے بولی کہ یا تو آپ لوگ مجھے اسم اعظم سکھا دیں یا شوہر کو قتل کر دیں یا بت کو سجدہ کریں یا شراب پی لیں۔ انھوں نے سوچا کہ اسم اعظم اسرارِ الٰہی ہے اس کو ظاہر کرنا بہت ظلم ہے۔ بت پرستی کرنا شرک ہے اور قتل حق العباد۔ لاؤ شراب پی لیں۔ چنانچہ شراب پی لی۔ جب شراب پی کر مست ہو گئے تو اس نے ان سے بت کو سجدہ بھی کروا لیا۔ اپنے شوہر کو قتل بھی اور اسمِ اعظم بھی پوچھ لیا۔ وہ تو اسمِ اعظم پڑھ کر صورت بدل کر آسمان پر پہنچ گئی۔ حق تعالیٰ نے اس کی روح کو زہرہ ستارہ سے متصل کیا اور شکل اس کی زہرہ ستارے کی طرح ہو گئی۔ جب ان کا نشہ اترا تو یہ اسمِ اعظم بھول چکے تھے اور اپنے کیے پر نادم و شرمندہ تھے۔ حق تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا کہ انسان میری تجلّی سے دور رہتا ہے یہ دونوں شام کو حاضرِ بارگاہ ہوتے تھے۔ پھر بھی شہوت سے مغلوب ہو کر سب کچھ کر بیٹھے۔ اگر انسانوں سے گناہ سرزد ہوں تو کیا تعجب ہے تمام فرشتوں نے اپنی خطا کا اقرار کیا اور زمین والوں پر بجائے لعن طعن کرنے کے ان کے لیے دعائے مغفرت کرنے لگے۔ قرآن کریم میں ہے اَلْمَلٰٓئِكَةُ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِي الْاَرْضِ پھر یہ دونوں حضرت ادریس علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہو کر شفاعت کے طالب ہوئے۔ آپ نے ان کے حق میں دعائے مغفرت کی۔ بہت روز کے بعد حکمِ الٰہی آیا کہ ان کو اختیار دیجیے کہ یہ یا تو دنیاوی عذاب قبول کر لیں یا آخرت کا۔ حضرت ادریس علیہ السلام نے انھیں حکمِ الٰہی

Marfat.com

پہنچایا کہ ان کو اختیار دیجئے۔ انہوں نے عرض کی کہ یا نبی اللہ دنیا کا عذاب فانی اور آخرت کا عذاب ابدالآباد تک باقی ہے ہم کو دنیاوی عذاب منظور ہے۔ چنانچہ حق تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ ان دونوں کو لوہے کی زنجیروں میں جکڑ کر بابل کے کنویں میں اوندھا لٹکا دیں۔ اس کنویں میں آگ بھڑک رہی ہے اور یہ لٹکے ہوئے ہیں اور فرشتے باری باری سے ہر وقت ان کو کوڑے مارتے ہیں۔ سخت پیاس سے ان کی زبانیں باہر لٹکی ہوئی ہیں یہ قصہ سنن بیہقی مسند امام احمد اور دیگر کتب احادیث میں باسناد صحیح مروی ہے اور بعض لوگوں نے ہاروت وماروت کو اس حالت میں دیکھا بھی ہے۔

حکایت

حاکم نے اپنی مسند میں اور بیہقی نے اپنی سنن میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ آپ فرماتی ہیں کہ حضور علیہ السلام کی وفات کے بعد میرے پاس دومۃ الجندل کی ایک عورت آئی جو کہ حضور علیہ السلام کو تلاش کرتی تھی۔ میں نے کہا کہ سرکار کی تو وفات ہو چکی ہے تم مجھ سے کہو۔ کیا کہنا چاہتی ہو۔ وہ کہنے لگی کہ میں اپنے شوہر کی سختیوں سے تنگ آ گئی تو میں نے ایک عورت سے اپنی مصیبت بیان کی۔ اس نے مجھے ایک کتے پر سوار کر کے آن کی آن میں بابل پہنچا دیا۔ میں نے ہاروت و ماروت کو ایک کنویں میں لٹکا دیکھا انہوں نے بہت سمجھایا کہ یہ کفر ہے نہ سیکھ مگر میں نہ مانی۔ آخر کار انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ اس تنور میں پیشاب کر کے آ۔ میں نے جب اس میں پیشاب کیا تو دیکھا کہ ایک نورانی سوار میرے بدن سے نکلا اور آسمان کی طرف اڑ کر غائب ہو گیا۔ میں نے ان سے آ کر یہ ماجرا بیان کیا انھوں نے فرمایا کہ یہ تیرا ایمان تھا۔ جو تجھ سے چھن چکا اب جا تو جادو میں خوب ماہر ہو گی۔ جب سے میں فن جادو میں بہت ماہر ہوں۔ گیہوں کا دانہ زمین میں داب کر اس کو حکم کرتی ہوں تو وہ اُگ آتا ہے اور فوراً اس میں خوشہ لگ جاتا ہے پھر فوراً خشک ہو جاتا ہے۔ اور میرے کہنے سے فوراً آٹا ہو کر روٹی بن جاتی ہے مگر میں اپنے دل میں ایمان کے جانے پر شرمندہ

Marfat.com

ہوں۔ میں پوچھنے آئی تھی کہ کیا اب میری توبہ قبول ہو سکتی ہے۔ میں نے کہا کہ تو حضور علیہ السلام کے صحابہ کرام سے مل تو وہ ان کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ کسی نے اس کے ایمان کی امید نہ دلائی۔ ہاں حضرت عبداللہ ابن عباس نے فرمایا کہ تیرے ماں یا باپ ہوں تو ان کی خدمت کر ان کی دعا سے تیرا ایمان واپس ہو گا۔

(تفسیر کبیر و عزیزی وغیرہ)

(تفسیر نعیمی جلد ۱ صفحہ ۶۸-۵۶۶)

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا

عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْکَوْنَیْنِ وَالثَّقَلَیْنِ

وَالْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّمِنْ عَجَمِ

صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ

Marfat.com

تابوتِ سکینہ

یہ شمشاد کی لکڑی کا ایک صندوق تھا جو حضرت آدم علیہ السّلام پر نازل ہوا ہوا تھا۔ یہ آپ کی آخری زندگی تک آپ کے پاس رہا۔ پھر بطورِ میراث یکے بعد دیگرے آپ کی اولاد کو ملتا رہا۔ یہاں تک کہ یہ حضرت یعقوب علیہ السّلام کو ملا اور آپ کے بعد آپکی اولاد بنی اسرائیل کے قبضے میں رہا۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السّلام کو مل گیا تو آپ اس میں توراۃ شریف اور اپنا خاص خاص سامان رکھنے لگے۔

یہ بڑا ہی مقدس اور بابرکت صندوق تھا۔ بنی اسرائیل جب کفار سے جہاد کرتے تھے اور ان کے لشکروں کی کثرت اور ان کی شوکت دیکھ کر سہم جاتے اور ان کے سینوں میں دل دھڑکنے لگتے تو وہ اس صندوق کو اپنے آگے رکھ لیتے تھے تو اس صندوق سے ایسی رحمتوں اور برکتوں کا ظہور ہوتا کہ مجاہدین کے دلوں میں سکون و اطمینان کا سامان پیدا ہو جاتا تھا اور مجاہدین کے سینوں میں لرزتے ہوئے دل پتھر کی چٹانوں سے زیادہ مضبوط ہو جاتے تھے اور جس قدر صندوق آگے بڑھتا تھا آسمان سے نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ کی بشارتِ عظمیٰ نازل ہوا کرتی اور فتح مبین حاصل ہو جایا کرتی تھی۔ بنی اسرائیل میں جب کوئی اختلاف پیدا ہوتا تھا تو لوگ اسی صندوق سے فیصلہ کرتے تھے اور اس صندوق سے فیصلہ کی آواز اور فتح کی بشارت سنی جاتی تھی۔ بنی اسرائیل اس صندوق کو اپنے آگے رکھ کر اور اس کو وسیلہ بنا کر دعائیں مانگتے تھے تو ان کی دعائیں مقبول ہوتی اور بلاؤں کی مصیبتیں اور وباؤں کی آفتیں ٹل جایا کرتی تھیں۔ الغرض یہ صندوق بنی اسرائیل کے لیے تابوتِ سکینہ، برکت و رحمت کا خزینہ اور نصرتِ خداوندی کے نزول کا نہایت مقدس اور بہترین ذریعہ تھا مگر جب بنی اسرائیل طرح طرح کے گناہوں میں ملوث ہو گئے اور ان لوگوں میں معاصی و طغیان اور سرکشی و عصیان

Marfat.com

کا دور دورہ ہو گیا تو ان کی بداعمالیوں کی نحوست سے ان پر خدا کا یہ غضب نازل ہو گیا کہ قومِ عمالقہ کے کفّار نے ایک لشکر جرار کے ساتھ ان لوگوں پر حملہ کر دیا ان کافروں نے بنی اسرائیل کا قتلِ عام کر کے ان کی بستیوں کو تخت و تاراج کر ڈالا عمارتوں کو توڑ پھوڑ کر سارے شہر کو تہس نہس کر ڈالا اور اس متبرک صندوق کو بھی اُٹھا کر لے گئے۔ اس مقدس تبرک کو نجاستوں کے کوڑے خانہ میں پھینک دیا لیکن اس بے ادبی کا قوم عمالقہ پر یہ وبال پڑا کہ یہ لوگ طرح طرح کی بیماریوں اور بلاؤں کے ہجوم میں جھنجھوڑ دیے گئے۔ چنانچہ قوم عمالقہ کے پانچ شہر بالکل برباد اور ویران ہو گئے یہاں تک کہ ان کافروں کو یقین ہو گیا کہ یہ صندوقِ رحمت کی بے ادبی کا وبال ہم پر پڑ گیا ہے تو ان کافروں کی آنکھیں کھل گئیں۔ چنانچہ ان لوگوں نے اس مقدّس صندوق کو ایک بیل گاڑی پر لاد کر بیل کو بنی اسرائیل کی بستیوں کی طرف ہانک دیا پھر اللہ تعالےٰ نے چار فرشتوں کو مقرر فرما دیا جو اس صندوقِ مبارک کو بنی اسرائیل کے نبی حضرت شمویل علیہ السّلام کی خدمت میں لائیں۔ اس طرح بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی نعمت دوبارہ ان کو مل گئی اور یہ صندوق ٹھیک اس وقت حضرت شمویل علیہ السّلام کے پاس پہنچا جب کہ حضرت شمویل علیہ السّلام نے طالوت کو بادشاہ بنا دیا تھا اور بنی اسرائیل طالوت کی بادشاہی قبول کرنے کے لیے تیار نہیں تھے اور یہی شرط ٹھہری تھی کہ مقدّس صندوق آجائے تو ہم طالوت کی بادشاہی قبول کرلیں گے۔ چنانچہ صندوق آگیا اور بنی اسرائیل طالوت کی بادشاہی پر رضا مند ہو گئے۔

(روح البیان ج ۱ صہ ۳۸۶ وصاوی ج ۱ صہ ۲۰۱)

تابوتِ سکینہ میں کیا تھا

اس مقدّس صندوق میں حضرت موسیٰ علیہ السّلام کا عصا ان کی مقدس جوتیاں اور حضرت ہارون علیہ السّلام کا مقدّس عمامہ، حضرت سلیمان علیہ السّلام کی انگوٹھی، توراۃ کی

تختیوں کے چند ٹکڑے، کچھ من و سلوی۔ اس کے علاوہ حضرات انبیاء کرام علیہم السّلام کی صورتوں کے حلیے وغیرہ سب سامان تھے۔

(جلالین ۔ روح البیان ۔ صاوی وغیرہ)

قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ نے سورۂ بقرہ میں اس مقدّس صندوق کا تذکرہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ:

وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ اٰيَةَ مُلْكِهٖٓ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى وَاٰلُ هٰرُوْنَ تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ ط اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝

اور ان کے نبی (حضرت شمویل) نے فرمایا کہ اس (طالوت) کی بادشاہی کا نشان یہ ہے کہ تمہارے پاس وہ صندوق آجائے گا جس میں تمہارے رب کی طرف سے تمہارے دلوں کا چین اور حضرت موسیٰ و حضرت ہارون علیہما السّلام کے کچھ تبرکات ہیں۔ فرشتے اس صندوق کو اٹھا کر لائیں گے۔ یقیناً اس میں تمہارے لیے بڑی نشانی ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو۔

دونوں عالم میں تجھے مطلوب گر آرام ہے
ان کا دامن تھام لے جن کا محمد نام ہے

Marfat.com

دوڑنے والا پتھر

یہ ایک ہاتھ لمبا ایک ہاتھ چوڑا چوکور پتھر تھا جو ہمیشہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے تھیلے میں رہتا تھا۔ اس مبارک پتھر کے ذریعے حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے دو معجزات کا ظہور ہوا جن کا تذکرہ قرآن مجید میں بھی ہے۔

پہلا معجزہ

اس پتھر کا پہلا عجیب کارنامہ جو درحقیقت حضرت موسیٰ علیہ السّلام کا معجزہ تھا وہ اس پتھر کی دانشمندانہ لمبی دوڑ ہے اور یہی معجزہ اس پتھر کے ملنے کی تاریخ ہے۔

اس کا مفصّل واقعہ یہ ہے کہ بنی اسرائیل کا یہ عام دستور تھا کہ وہ بالکل ننگے بدن ہو کر مجمع عام میں غسل کیا کرتے تھے۔ مگر حضرت موسیٰ علیہ السّلام گو کہ اسی قوم کے ایک فرد تھے اور اسی ماحول میں پلے بڑھے تھے لیکن ربُّ العزّت نے ان کو نبوت و رسالت کی عظمتوں سے سرفراز فرمایا تھا۔ اس لیے آپ کی عصمتِ نبوت بھلا اس حیاسوز بے غیرتی کو کب گوارہ کر سکتی تھی۔ آپ بنی اسرائیل کی اس بے حیائی سے سخت نالاں اور انتہائی بیزار تھے اس لیے آپ ہمیشہ یا تو تنہائی میں یا تہبند پہن کر غسل فرمایا کرتے تھے۔ بنی اسرائیل نے جب یہ دیکھا کہ آپ کبھی بھی ننگے ہو کر غسل نہیں فرماتے تو ظالموں نے آپ پر بہتان لگا دیا کہ آپ کے بدن کے اندرونی حصہ میں یا تو برص کا سفید داغ، یا کوئی ایسا عیب ضرور ہے کہ جس کو چھپانے کے لیے یہ کبھی برہنہ نہیں ہوتے۔ اور ظالموں نے اس تہمت کا اس قدر اعلان اور چرچا کیا کہ ہر کوچہ و بازار میں اس کا پروپیگنڈہ پھیل گیا۔ اس مکروہ تہمت کی شورش کا حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے قلبِ نازک پر بڑا رنج و صدمہ گزرا اور آپ بڑی کوفت اور اذیّت میں پڑ گئے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے مقدّس کلیم کے رنج و غم کو کب گوارا فرماتا اور اپنے

Marfat.com

ایک برگزیدہ رسول پر ایک عیب کی تہمت بھلا خلّاقِ عالم کو کب اور کیونکر اور کس طرح پسند ہو سکتی تھی؟ ارحم الراحمین نے آپ کی براءت اور بے عیبی ظاہر کر دینے کا ایک ایسا ذریعہ پیدا فرما دیا کہ دم زدن میں بنی اسرائیل کے پروپیگنڈوں اور ان کے شکوک و شبہات کے بادل چھٹ گئے اور آپ کی براءت اور بے عیبی کا سورج آفتاب عالمتاب سے زیادہ روشن و آشکارا ہو گیا۔

اور وہ یوں ہوا کہ ایک دن آپ پہاڑوں کے دامنوں میں چھپے ہوئے ایک چشمہ پر غسل کے لیے تشریف لے گئے اور یہ دیکھ کر کہ یہاں دُور دُور تک کسی آدمی کا نام و نشان نہیں ہے۔ اس لیے آپ اپنے تمام کپڑوں کو ایک پتھر پر رکھ کر اور بالکل برہنہ بدن ہو کر غسل فرمانے لگے۔ غسل کے بعد جب آپ لباس پہننے کے لیے پتھر کے پاس پہنچے تو کیا دیکھا کہ وہ پتھر آپ کے کپڑوں کو لیے ہوئے سرپٹ بھاگا چلا جا رہا تھا۔ یہ دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ السّلام بھی اس پتھر کے پیچھے پیچھے دوڑنے لگے کہ ثوبی حجر۔ ثوبی حجر۔ یعنی اے پتھر! میرا کپڑا۔ اے پتھر میرا کپڑا۔ مگر یہ پتھر برابر بھاگتا رہا۔ یہاں تک کہ شہر کی بڑی بڑی سڑکوں سے گزرتا ہوا گلی کوچوں میں پہنچ گیا اور آپ بھی برہنہ بدن ہونے کی حالت میں برابر پتھر کو دوڑاتے چلے گئے اس طرح بنی اسرائیل کے ہر چھوٹے بڑے نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ سر سے پاؤں تک آپ کے مقدّس بدن میں کہیں بھی کوئی عیب نہیں ہے بلکہ آپ کے جسم اقدس کا ہر حصّہ حُسن و جمال میں اس قدر نقطۂ کمال کو پہنچا ہوا ہے کہ عام انسانوں میں اس کی مثال تقریباً محال ہے۔ چنانچہ بنی اسرائیل کے ہر ہر فرد کی زبان پر یہی جملہ تھا کہ۔ وَاللّٰہِ بِمُوْسٰی مِنْ بَاسٍ۔ یعنی خدا کی قسم حضرت موسیٰ بالکل ہی بے عیب ہیں۔ جب یہ پتھر پوری طرح حضرت موسیٰ علیہ السّلام کی براءت کا اعلان کر چکا تو خود بخود ٹھہر گیا۔ آپ نے جلدی سے اپنا لباس پہن لیا اور اس پتھر کو اٹھا کر اپنے جھولے میں رکھ لیا۔ (بخاری ج ۱ ص ۴۸۳ و صاوی ج ۱ ص ۲۳ و روح البیان ج ۱ ص ۱۴۶)

اللہ تعالٰے نے اس واقعہ کا ذکر قرآن مجید میں اس طرح بیان فرمایا ہے کہ:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ آذَوْا مُوسَىٰ فَبَرَّأَهُ اللَّهُ مِمَّا قَالُوا ۚ وَكَانَ عِندَ اللَّهِ وَجِيهًا۔ (احزاب رکوع ۹)

اے ایمان والو تم ان لوگوں کی طرح مت ہو جاؤ جنہوں نے (تہمت لگا کر) حضرت موسیٰ علیہ السّلام کو دکھ دیا تھا تو اللہ تعالٰے نے حضرت موسیٰ علیہ السّلام کو ان لوگوں کی بکواس سے بری فرمایا اور وہ اللہ کے نزدیک بہت آبرو والے ہیں۔

دوسرا معجزہ "میدانِ تیہ" میں اسی پتھر پر حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے اپنا عصا مار دیا تھا تو اس میں سے بارہ چشمے جاری ہو گئے تھے۔ جس کے پانی کو چالیس سال تک بنی اسرائیل میدانِ تیہ میں استعمال کرتے رہے۔ جس کا پورا واقعہ نیچے تحریر کیا جا رہا ہے۔ قرآن مجید کی آیت فَقُلْنَا اضْرِب بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ میں "پتھر" سے مراد یہی پتھر ہے۔

عصا مارنے سے چشمے جاری ہو گئے

بنی اسرائیل کا اصل وطن ملکِ شام تھا لیکن حضرت یوسف علیہ السّلام کے دورِ حکومت میں یہ لوگ مصر میں آکر آباد ہو گئے اور ملکِ شام پر قومِ عمالقہ کا تسلط اور قبضہ ہو گیا جو بد ترین قسم کے کفار تھے جب فرعون دریائے نیل میں غرق ہو گیا اور حضرت موسیٰ علیہ السّلام کو فرعون کے خطرات سے اطمینان ہو گیا تو اللہ تعالٰے نے حکم دیا کہ قومِ عمالقہ سے جہاد کر کے ملک شام کو ان کے قبضہ و تسلط سے آزاد کرائیں چنانچہ آپ چھ لاکھ بنی اسرائیل کی فوج لے کر جہاد کے لیے روانہ ہو گئے مگر ملک شام کی حدود میں پہنچ کر بنی اسرائیل پر قومِ عمالقہ کا ایسا خوف سوار ہو

Marfat.com

گیا کہ بنی اسرائیل ہمت ہار گئے اور جہاد سے منہ پھیر لیا۔ اس نافرمانی پر اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو یہ سزا دی کہ یہ لوگ چالیس برس تک "میدانِ تیہ" میں بھٹکتے اور گھومتے پھرے اور اس میدان سے باہر نہ نکل سکے حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی ان لوگوں کے ساتھ میدانِ تیہ میں تشریف فرما تھے۔ جب بنی اسرائیل اس بے آب و گیاہ میدان میں بھوک و پیاس کی شدت سے بے قرار ہو گئے تو اللہ تعالےٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے ان لوگوں کے کھانے کے لیے "من و سلویٰ" آسمان سے اتارا من شہد کی طرح کا ایک حلوہ تھا۔ اور سلویٰ بھنی ہوئی بٹیریں تھیں۔ کھانے کے بعد جب یہ لوگ پیاس سے بے تاب ہونے لگے اور پانی مانگنے لگے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پتھر پر اپنا عصا مار دیا تو اس پتھر میں بارہ چشمے پھوٹ کر بہنے لگے اور بنی اسرائیل کے بارہ خاندان اپنے اپنے ایک چشمے سے پانی لے کر خود بھی پینے لگے اور اپنے جانوروں کو بھی پلانے لگے اور پورے چالیس برس تک یہ سلسلہ جاری رہا کہ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ تھا۔ جو عصا اور پتھر کے ذریعہ ظہور میں آیا۔ قرآن مجید نے اس واقعہ اور معجزہ کا بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ:

وَاِذِ اسْتَسْقٰى مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ؕ قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ۔

(بقرہ رکوع: ۷)

اور جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کے لیے پانی مانگا تو ہم نے فرمایا کہ تم اپنی لاٹھی سے پتھر کو مار دو تو اس پتھر سے بارہ چشمے پھوٹ کر بہنے لگے اور ہر آدمی کو اپنے اپنے پینے کے چشمے کا علم ہو گیا۔

Marfat.com

سامری کا بچھڑا

فرعون کی ہلاکت کے بعد بنی اسرائیل اس کے پنجے سے آزاد ہو کر سب ایمان لائے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا یہ حکم ہوا کہ وہ چالیس راتوں کا کوہ طور پر اعتکاف کریں اس کے بعد انہیں کتاب (توراۃ) دی جائے گی چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر چلے گئے اور بنی اسرائیل کو اپنے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کے سپرد کر دیا آپ چالیس دن تک دن بھر روزہ دار رہ کر ساری رات عبادت میں مشغول رہتے۔

سامری

بنی اسرائیل میں ایک حرامی شخص تھا جس کا نام سامری تھا جو طبعی طور پر نہایت گمراہ اور گمراہ کن آدمی تھا۔ اس کی ماں نے برادری میں رسوائی بدنامی کے ڈر سے اس کو پیدا ہوتے ہی پہاڑ کے ایک غار میں چھوڑ دیا تھا اور حضرت جبرئیل نے اس کو اپنی انگلی سے دودھ پلا پلا کر پالا تھا۔ اس لیے یہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کو پہچانتا تھا۔ اس کا پورا نام "موسیٰ سامری" ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نام بھی "موسیٰ" ہے۔ موسیٰ سامری کو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے پالا تھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پرورش فرعون کے گھر ہوئی مگر خدا کی شان کہ فرعون کے گھر پرورش پانے والے حضرت موسیٰ علیہ السلام تو خدا کے رسول ہوئے اور حضرت جبرئیل علیہ السلام کا پالا ہوا موسیٰ سامری کافر ہوا اور بنی اسرائیل کو گمراہ کر کے اس نے بچھڑے کی پوجا کرائی اس بارے میں کسی عارف نے کیا خوب کہا ہے کہ

إِذَا الْمَرْءُ لَمْ يُخْلَقْ سَعِيْدًا مِنَ الْأَزَلِ
فَقَدْ خَابَ مَنْ رَبّٰى وَخَابَ الْمُؤَمَّلُ
فَمُوْسَى الَّذِيْ رَبَّاهُ جِبْرِيْلُ كَافِرٌ
وَمُوْسَى الَّذِيْ رَبَّاهُ فِرْعَوْنُ مُرْسَلٌ

یعنی جب کوئی آدمی ازل ہی سے نیک بخت نہیں تو وہ بھی نامراد ہوتا ہے

اس کا پرورش کرنے والا بھی ناکام اور نامراد ہوتا ہے دیکھ لو موسیٰ سامری جو حضرت جبرئیل علیہ السّلام کا پالا ہوا تھا وہ کافر ہوا اور حضرت موسیٰ علیہ السّلام جو فرعون کی پرورش میں رہے وہ خدا کے رسول ہوئے۔ اس کا راز یہی ہے کہ موسیٰ سامری ازلی شقی اور پیدائشی بدبخت تھا تو حضرت جبرئیل علیہ السّلام کی تربیت اور پرورش نے اس کو کچھ بھی نفع نہ دیا اور وہ کافر کا کافر ہی رہ گیا اور حضرت موسیٰ علیہ السّلام چونکہ ازلی سعید اور نیک بخت تھے اس لیے فرعون جیسے کافر کی پرورش سے بھی ان کو کوئی نقصان نہیں پہنچا۔ (صاوی ج ۱ ص ۲۹)

جن دنوں حضرت موسیٰ علیہ السّلام کوہ طور میں معتکف تھے، سامری نے آپ کی غیر موجودگی کو غنیمت جانا اور یہ فتنہ برپا کر دیا کہ اس نے بنی اسرائیل کے سونے چاندی کے زیورات کو مانگ کر پگھلایا اور اس سے ایک بچھڑا بنایا اور حضرت جبرئیل علیہ السّلام کے گھوڑے کے قدموں کی خاک جو اس کے پاس محفوظ تھی۔ اس نے وہ خاک بچھڑے کے منہ میں ڈال دی تو وہ بچھڑا بولنے لگا۔ پھر سامری نے بنی اسرائیل سے یہ کہا کہ اے میری قوم! حضرت موسیٰ علیہ السّلام کوہ طور پر خدا کے دیدار کے لیے تشریف لے گئے ہیں۔ حالانکہ تمھارا خدا تو یہی بچھڑا ہے۔ لہٰذا تم لوگ اسی کی عبادت کرو۔ سامری کی اس تقریر سے بنی اسرائیل گمراہ ہو گئے۔ اور بارہ ہزار آدمیوں کے سوا ساری قوم نے سونے چاندی کے بچھڑے کو بولتا دیکھ کر اس کو خدا مان لیا اور اس کے آگے سربسجود ہو کر اس بچھڑے کو پوجنے لگے چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوْسٰی مِنْ بَعْدِهٖ مِنْ حُلِيِّهِمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ ؕ (الاعراف رکوع ۱۸ پارہ ۹)	اور موسیٰ کے بعد ان کی قوم نے اپنے زیورات سے ایک بچھڑا بنا لیا جو بے جان کا دھڑ تھا اور گائے کی طرح بولتا تھا۔

جب چالیس روز کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السّلام اللہ سے ہم کلام ہو کر اور توراۃ شریف ساتھ لے کر بستی میں تشریف لائے اور قوم کو بچھڑا پوجتے ہوئے

Marfat.com

دیکھا تو آپ پر بے حد غضب و جلال طاری ہو گیا۔ آپ نے جوشِ غضب میں تورات شریف کو زمین پر ڈال دیا اور اپنے بھائی حضرت ہارون علیہ السّلام کو داڑھی اور سر کے بال پکڑ کر گھسیٹنا اور مارنا شروع کر دیا اور کہنے لگے کہ کیوں تم نے ان لوگوں کو اس کام سے نہیں روکا حضرت ہارون علیہ السّلام معذرت کرنے لگے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

قَالَ ابْنَ اُمَّ اِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُوْنِیْ وَكَادُوْا یَقْتُلُوْنَنِیْ ۖ فَلَا تُشْمِتْ بِیَ الْاَعْدَآءَ وَلَا تَجْعَلْنِیْ مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ۔

(الاعراف رکوع ۱۸)

حضرت ہارون علیہ السّلام نے کہا کہ اے میری ماں کے بیٹے قوم نے مجھے کمزور سمجھا اور قریب تھا کہ وہ مجھے مار ڈالیں تو آپ مجھ پر دشمنوں کو ہنسنے کا موقع نہ دیں اور مجھے ظالموں میں نہ ملائیں۔

حضرت ہارون علیہ السّلام کی معذرت سن کر حضرت موسیٰ علیہ السّلام کا غصّہ ٹھنڈا پڑ گیا اس کے بعد آپ نے اپنے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کے لیے رحمت اور مغفرت کی دعا فرمائی۔ پھر آپ نے اس بچھڑے کو توڑ پھوڑ کر اور جلا کر اور اس کو ریزہ ریزہ کر کے دریا میں بہا دیا۔

وہ رہبر و ہادی جو ہمارے نہیں ہوتے
گنہگاروں کے واللہ سہارے نہیں ہوتے
خُلق محمدؐ لکھا قرآن میں ہے، جتنا
اتنے تو فلک پر بھی ستارے نہیں ہوتے

Marfat.com

زبان لٹک کر سینے پر آگئی

بَلعَم بن باعُوراء یہ شخص اپنے دور کا بہت بڑا عالم اور عابد وزاہد تھا اور اس کو اسم اعظم کا بھی علم تھا۔ یہ اپنی جگہ بیٹھا ہوا اپنی روحانیت سے عرش اعظم کو دیکھ لیا کرتا تھا اور بہت ہی مستجاب الدعوات تھا کہ اس کی دعائیں بہت زیادہ مقبول ہوا کرتی تھیں۔ اس کے شاگردوں کی تعداد بھی بہت زیادہ تھی۔ مشہور یہ ہے کہ اس کی درس گاہ میں طالب علموں کی دواتیں بارہ ہزار تھیں۔

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام قوم "جبارین" سے جہاد کرنے کے لیے بنی اسرائیل کے لشکروں کو لے کر روانہ ہوئے تو بلعم بن باعُوراء کی قوم اُس کے پاس گھبرائی ہوئی آئی اور کہا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بہت ہی بڑا اور نہایت طاقتور لشکر لے کر حملہ آور ہونے والے ہیں اور وہ یہ چاہتے ہیں کہ ہم لوگوں کو ہماری زمینوں سے نکال کر یہ زمینیں اپنی قوم بنی اسرائیل کو دے دیں۔ اس لیے آپ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے ایسی بد دعا کر دیجیے کہ وہ شکست کھا کر واپس چلے جائیں۔ آپ چونکہ مستجاب الدعوات ہیں اس لیے آپ کی دعا ضرور مقبول ہو جائے گی۔ یہ سن کر بلعم بن باعوراء کانپ اُٹھا اور کہنے لگا کہ تمہارا برا ہو۔ خدا کی پناہ! حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور ان کے لشکر میں مومنوں اور فرشتوں کی جماعت ہے ان پر بھلا میں کیسے؟ اور کس طرح بد دعا کر سکتا ہوں؟ لیکن اس کی قوم نے رو رو کر اور گڑگڑا کر اس طرح اصرار کیا کہ اس نے یہ کہہ دیا کہ استخارہ کر لینے کے بعد اگر مجھے اجازت مل گئی تو بد دعا کر دوں گا۔ مگر استخارہ کے بعد جب اس کو بد دعا کی اجازت نہیں ملی تو اس نے صاف صاف جواب دے دیا کہ اگر میں بد دعا کروں گا میری تو دنیا و آخرت دونوں برباد ہو جائیں گی۔ اس کے بعد اس کی قوم نے بہت سے گرانقدر ہدایا

اور تحائف اس کی خدمت میں پیش کر کے بے پناہ اصرار کیا۔یہاں تک کہ بلعم بن باعوراء پر حرص اور لالچ کا بھوت سوار ہو گیا، اور وہ مال کے جال میں پھنس گیا اور اپنی گدھی پر سوار ہو کر بد دعا کے لیے چل پڑا۔ راستہ میں بار بار اس کی گدھی ٹھہر جاتی اور منہ موڑ کر بھاگ جانا چاہتی تھی مگر یہ اس کو مار مار کر آگے بڑھاتا رہا۔ یہاں تک کہ گدھی کو اللہ تعالیٰ نے گویائی کی طاقت عطا فرمائی، اور اس نے کہا کہ افسوس! اے بلعم بن باعوراء! تو کہاں اور کدھر جا رہا ہے؟ دیکھ میرے آگے فرشتے ہیں جو میرا راستہ روکتے اور میرا منہ موڑ کر مجھے پیچھے دھکیل رہے ہیں۔ اے بلعم تیرا برا ہو۔ کیا تو اللہ تعالیٰ کے نبی اور مومنین کی جماعت پر بد دعا کرے گا؟ گدھی کی تقریر سن کر بلعم بن باعوراء واپس نہیں ہوا یہاں تک کہ "حسبان" نامی پہاڑ پر چڑھ گیا۔ اور بلندی سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لشکروں کو غور سے دیکھا اور مال و دولت کے لالچ میں اس نے بد دعا شروع کر دی۔ لیکن خدا کی شان کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے بد دعا کرتا تھا مگر اس کی زبان پر اس کی قوم کے لیے بد دعا جاری ہو جاتی تھی یہ دیکھ کر کئی مرتبہ اس کی قوم نے ٹوکا کہ اے بلعم! تم تو الٹی بد دعا کر رہے ہو۔ تو اس نے کہا کہ اے میری قوم! میں کیا کروں؟ میں بولتا کچھ اور ہوں اور میری زبان سے کچھ اور ہی نکلتا ہے پھر اچانک اس پر یہ غضب الٰہی نازل ہو گیا کہ ناگہاں اس کی زبان لٹک کر اس کے سینے پر آ گئی۔
اس وقت بلعم بن باعوراء نے رو کر اپنی قوم سے کہا کہ افسوس! میری دنیا و آخرت دونوں برباد و غارت ہو گئیں۔ میرا ایمان جاتا رہا، اور میں قہر قہار و غضب جبار میں گرفتار ہو گیا۔ اب میری کوئی دعا قبول نہیں ہو سکتی۔ مگر میں تم لوگوں کو مکر کی ایک چال بتاتا ہوں۔ تم لوگ ایسا کرو تو شاید حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لشکروں کو شکست ہو جائے تم لوگ ہزاروں خوبصورت لڑکیوں کو بہترین پوشاک اور زیورات پہنا کر بنی اسرائیل کے لشکروں میں بھیج دو۔ اگر ان کا ایک آدمی بھی زنا کرے گا تو پورے لشکر کو شکست ہو جائے گی۔ چنانچہ بلعم بن باعوراء کی قوم نے اس کے بتائے ہوئے مکر کا جال بچھایا اور

Marfat.com

بہت سی خوبصورت دوشیزاؤں کو بناؤ سنگھار کر کے بنی اسرائیل کے لشکروں میں بھیجا۔ یہاں تک کہ بنی اسرائیل کا ایک رئیس ایک لڑکی کے حسن و جمال کا فریفتہ ہو گیا اور اس کو اپنی گود میں اٹھا کر حضرت موسٰی علیہ السلام کے سامنے گیا اور فتویٰ پوچھا کہ اے اللہ تعالیٰ کے نبی! یہ عورت میرے لیے حلال ہے یا نہیں؟ آپ نے فرمایا کہ خبردار۔ یہ تیرے لیے حرام ہے۔ فوراً اس کو اپنے سے الگ کر دے۔ اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈر۔ مگر اس رئیس پر غلبۂ شہوت کا ایسا زبردست بھوت سوار ہو گیا تھا کہ وہ اپنے نبی کے فرمان کو ٹھکرا کر اس عورت کو اپنے خیمہ میں لے گیا اور زناکاری میں مشغول ہو گیا اس گناہ کی نحوست کا یہ اثر ہوا کہ بنی اسرائیل کے لشکر میں اچانک طاعون (پلیگ) کی وباء پھیل گئی۔ اور گھنٹے بھر میں ستّر ہزار آدمی مر گئے اور سارا لشکر تتّر بتّر ہو کر ناکام و نامراد واپس چلا آیا۔ جس کا حضرت موسٰی علیہ السلام کے قلب مبارک پر بہت ہی صدمہ گزرا۔ (صاوی ج ۲ ص ۹۴ و جلالین وغیرہ)

بلعم بن باعوراء پہاڑ سے اتر کر مردودِ بارگاہِ الٰہی ہو گیا۔ آخری دم تک اس کی زبان اس کے سینے پر لٹکتی رہی اور وہ بے ایمان ہو کر مر گیا۔ اس واقعہ کو قرآن کریم نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ الَّذِیْۤ اٰتَیْنٰهُ اٰیٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ الشَّیْطٰنُ فَكَانَ مِنَ الْغٰوِیْنَ وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَلٰكِنَّهٗۤ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ ۚ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ ۚ اِنْ تَحْمِلْ عَلَیْهِ یَلْهَثْ

اے محبوب! انھیں (بلعم) کے احوال سنائیے جس کو ہم نے اپنی آیتیں دیں تو وہ ان آیتوں سے صاف نکل گیا پھر شیطان اس کے پیچھے لگ گیا تو وہ گمراہ ہو گیا اور اگر ہم چاہتے تو اس کو آیتوں کے سبب اوپر اٹھا لیتے مگر وہ تو زمین پکڑ کر رہ گیا اور اپنی خواہش کا تابع ہو گیا۔ تو اس کا حال کتے

Marfat.com

اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ط ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ؁

(الاعراف رکوع ۲۲ پارہ ۹)

کی طرح ہے کہ تو اس پر حملہ کرے جب بھی وہ زبان نکالے ۔ یہی حال ہے ان لوگوں کا جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتے ہیں تو اے محبوب! آپ لوگوں کو نصیحت سناتے رہیئے تاکہ لوگ دھیان رکھیں ۔

بلعم باعوراء کیوں ذلیل ہوا

روایت ہے کہ بعض انبیاء کرام نے خدا تعالےٰ سے دریافت کیا کہ تو نے بلعم باعوراء کو اتنی کرامات عطا فرما کر پھر اس کو کیوں اس قعر مذلت میں گرادیا ؟ تو اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ اس نے میری نعمتوں کا کبھی شکر ادا نہیں کیا اگر وہ شکر گزار ہوتا تو میں اس کی کرامتوں کو سلب کر کے اس کو دونوں جہاں میں اس طرح ذلیل وخوار اور خائب وخاسر نہ کرتا ۔

(روح البیان ج ۳ ص ۱۳۹)

جگر میں پلکوں سے لیکر رکھوں گا خارِ مدینہ

ہے عرش وکرسی سے افضل بہت دیارِ مدینہ
ہوا ہے جلوہ نما اس میں تاجدارِ مدینہ
انھیں کے دم سے قائم ہے افتخارِ مدینہ
بناتے کون ومکاں ہے وہ تاجدارِ مدینہ
بہاروں پلکوں سے جاکر میں روضۂ اقدس
نصیب ہو جو خدایا مجھے دیارِ مدینہ
نہیں پسند مجھے تیری خلد اے رضواں
سمارہی ہے نظر میں فقط بہارِ مدینہ
گذر ہو جانبِ طیبہ اگر کبھی میرا
جگر میں پلکوں سے لے کر رکھوں گا خارِ مدینہ
گذر ہو طیبہ میں خلیلؔ کبھی جو قسمت سے
لگاؤں گا خوب میں سرمہ کی جا غبارِ مدینہ

Marfat.com

چار مہینے کے بچّے کی گواہی

حضرت یوسف علیہ السّلام کو جب ان کے بھائیوں نے کنوئیں میں ڈال دیا تو ایک شخص جس کا نام مالک بن ذُعر تھا جو مدین کا باشندہ تھا ایک قافلے کے ہمراہ اس کنوئیں کے پاس پہنچا۔ اور اپنا ڈول کنوئیں میں ڈالا تو حضرت یوسف علیہ السلام نے اس ڈول کو پکڑ لیا اور مالک بن ذعر نے آپ کو کنوئیں سے نکال لیا تو آپ کے بھائیوں نے اس سے کہا کہ یہ ہمارا مانگا ہوا غلام ہے اگر تم اس کو خرید لو تو ہم بہت ہی سستا تمھارے ہاتھ بیچ دیں گے۔ چنانچہ آپ کے بھائیوں نے صرف بیس درہم میں حضرت یوسف علیہ السّلام کو بیچ ڈالا مگر شرط یہ لگا دی کہ تم اس کو یہاں سے اتنی دور لے جاؤ کہ اس کی خبر بھی ہمارے سننے میں نہ آئے۔ مالک بن ذعر نے ان کو خرید کر مصر کے بازار کا رُخ کیا اور بازار میں ان کو فروخت کرنے کا اعلان کیا۔ ان دنوں مصر کا بادشاہ ریان بن ولید عملیقی تھا اور اس نے اپنے وزیرِ اعظم قطفیر مصری کو مصر کی حکومت اور خزانے سونپ دیے تھے اور مصر میں لوگ ان کو "عزیزِ مصر" کے خطاب سے پکارتے تھے۔ جب عزیزِ مصر کو معلوم ہوا کہ بازارِ مصر میں ایک بہت ہی خوبصورت غلام فروخت کے لیے لایا گیا ہے اور لوگ اس کی خریداری کے لیے بڑی بڑی رقمیں لے کر بازار میں جمع ہو گئے ہیں تو عزیزِ مصر نے حضرت یوسف علیہ السلام کے وزن برابر سونا اور اتنی ہی چاندی اور اتنا ہی مشک اور اتنے ہی حریر قیمت دے کر خرید لیا اور گھر لے جا کر اپنی بیوی "زلیخا" سے کہا کہ اس غلام کو نہایت ہی اعزاز و اکرام کے ساتھ رکھو۔ اس وقت آپ کی عمر شریف تیرہ یا سترہ برس کی تھی۔ "زلیخا" حضرت یوسف علیہ السلام کے حُسن و جمال پر فریفتہ ہو گئی اور ایک دن خوب بناؤ سنگھار کر کے تمام دروازوں کو بند کر دیا اور حضرت یوسف علیہ السلام کو تنہائی میں لُبھانے لگی آپ نے معاذ اللہ

کہہ کر فرمایا کہ میں اپنے مالک عزیزِ مصر کے احسان کو فراموش کر کے ہرگز اس کے ساتھ کوئی خیانت نہیں کر سکتا پھر جب خود زلیخا آپ کی طرف لپکی تو آپ بھاگ نکلے اور زلیخا نے دوڑ کر پیچھے سے آپ کا پیراہن پکڑ لیا جو پھٹ گیا اور آپ کے پیچھے زلیخا دوڑتی ہوئی صدر دروازہ پر پہنچ گئی۔ اتفاق سے ٹھیک اسی وقت عزیزِ مصر مکان میں داخل ہوئے اور دونوں کو دوڑتے ہوئے دیکھ لیا تو زلیخا نے عزیزِ مصر سے کہا کہ اس غلام کی سزا یہ ہے کہ اس کو جیل خانہ بھیج دیا جائے یا اور کوئی دوسری سخت سزا دی جائے کیونکہ اس نے تمھاری گھر والی کے ساتھ برائی کا ارادہ کیا تھا۔ حضرت یوسف علیہ السّلام نے فرمایا کہ اے عزیزِ مصر! یہ بالکل ہی غلط بیانی کر رہی ہے اس نے خود مجھے لبھایا۔ اور میں اس سے بچنے کے لیے بھاگا تو اس نے میرا پیچھا کیا۔ عزیزِ مصر دونوں کا بیان سن کر حیران رہ گیا اور بولا کہ اے یوسف! میں کس طرح باور کر لوں کہ تم سچے ہو؟ تو آپ نے فرمایا کہ گھر میں چار مہینے کا ایک بچہ پالنے میں لیٹا ہوا ہے جو زلیخا کے ماموں کا لڑکا ہے اُس سے دریافت کر لیجیے کہ واقعہ کیا ہے؟ عزیزِ مصر نے کہا بھلا چار ماہ کا بچہ کیا جانے اور وہ کیسے بولے گا؟ آپ نے فرمایا اللہ تعالےٰ اس کو ضرور میری بے گناہی کی شہادت دینے کی قدرت عطا فرمائے گا کیونکہ میں بے قصور ہوں چنانچہ عزیزِ مصر نے جب اس بچے سے پوچھا۔ تو اس بچے نے بآوازِ بلند فصیح زبان میں یہ کہا کہ:

اِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ وَاِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ (یوسف رکوع ۳)

اگر ان کا کُرتا آگے سے پھٹا ہے۔ تو عورت سچی ہے اور انہوں نے غلط کہا ہے اور اگر ان کا کُرتا پیچھے سے پھٹا ہے تو عورت جھوٹی ہے۔ اور وہ سچے ہیں۔

Marfat.com

بچے کی زبان سے عزیزِ مصر نے یہ شہادت سن کر جو دیکھا تو ان کا کُرتا پیچھے سے پھٹا تھا۔ تو اس وقت عزیزِ مصر نے حضرت یوسف علیہ السلام کی بے گناہی کا اعلان کرتے ہوئے یہ کہا کہ:

اِنَّہٗ مِنْ کَیْدِکُنَّ ط اِنَّ کَیْدَکُنَّ عَظِیْمٌ ۝ یُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ ھٰذَا سکتہ وَاسْتَغْفِرِیْ لِذَنْۢبِکِ اِنَّکِ کُنْتِ مِنَ الْخٰطِئِیْنَ ۝	بے شک یہ تم عورتوں کا چرتر ہے بے شک تمھارا چرتر بڑا ہے۔ اے یوسف! تم اس کا خیال نہ کرو اور اے عورت تو اپنے گناہ کی معافی مانگ۔ بے شک تو خطا کاروں میں ہے۔

اجل اتنی نہ جلدی کر خدارا مان لے کہنا

خودی کو نیست کر کے خدا کو خود ہی پانا ہے
مٹانا اپنی ہستی کو بقا کا ہاتھ آنا ہے۔

درِ حبیب کے سوا اپنا نہ دنیا میں ٹھکانا ہے
قادری کلینک میں ہوں بیٹھا کہیں آنا نہ جانا ہے

مجھ غریب پر طعنہ زنی ہر ایک کرتا ہے
شریکِ غم نہیں کوئی بہت نازک زمانہ ہے

بُرا کہیے بھلا کہیے مگر اُمتی تمہارا ہوں
مجھے تو داستانِ غم تمھیں اپنی سنانا ہے

آپ کا ثانی نہیں کوئی جمال و حُسن و خوبی میں
خدا خود ہو گیا عاشق تو وہ محبوب و رعنا ہے

اجل اتنی نہ جلدی کر خدارا مان لے کہنا
درِ محبوب پر مجھ کو ادا کرنا دوگانہ ہے

غرض حق بات کہہ دینا مجتو کام میرا ہے
سخن گوئی یہ خلیل کی فقط حیلہ بہانہ ہے

Marfat.com

اِنشاء اللہ چھوڑنے کا نقصان

حضرت سلیمان علیہ السّلام کی ننانوے بیویاں تھیں۔ ایک مرتبہ آپ نے فرمایا کہ میں رات بھر اپنی ننانوے بیویوں کے پاس دورہ کروں گا اور سب کے ایک ایک لڑکا پیدا ہوگا تو میرے یہ سب لڑکے اللہ کی راہ میں گھوڑوں پر سوار ہو کر جہاد کریں گے مگر یہ فرماتے وقت آپ نے انشاء اللہ نہیں کہا۔ غالباً آپ اس وقت کسی ایسے شغل میں تھے کہ ان کا خیال نہ رہا۔ اس "انشاء اللہ" چھوڑ دینے کا یہ اثر ہوا کہ صرف ایک عورت حاملہ ہوئی اور اس کے بھی ایک ناقص الخلقت (کچا بچہ) ہوا۔ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر حضرت سلیمان علیہ السلام نے "انشاء اللہ" کہہ دیا ہوتا تو ان سب عورتوں کے لڑکے پیدا ہوتے اور وہ سب خدا کی راہ میں جہاد کرتے۔ (بخاری پارہ ۱۳۔ کتاب الانبیاء)

قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ اس واقعہ کو اجمالاً بہت مختصر طریقے پر اس طرح بیان فرمایا ہے کہ:

وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمٰنَ وَاَلْقَيْنَا عَلٰى كُرْسِيِّهٖ جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ ۝ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَهَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْۢبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِيْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۝

(صٓ رکوع ۳ پارہ ۲۳)

اور بے شک ہم نے حضرت سلیمان کا امتحان لیا اور ان کی کرسی پر ایک بے جان بدن (کچا بچہ) ڈال دیا پھر انھوں نے خدا کی طرف رجوع کیا اور عرض کی کہ اے میرے رب! مجھے بخش دے اور مجھے ایسی بادشاہی عطا فرما کہ میرے بعد کسی کے لیے مناسب نہ ہو بے شک تو ہی بہت زیادہ دینے والا ہے۔

Marfat.com

ذوالقرنین اور یاجوج و ماجوج

ذوالقرنین کا نام "سکندر" ہے۔ یہ حضرت خضر علیہ السلام کے خالہ زاد بھائی ہیں۔ حضرت خضر علیہ السلام ان کے وزیر اور جنگوں میں علمبردار رہے ہیں۔ یہ حضرت سام بن نوح علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں اور یہ ایک بڑھیا کے اکلوتے فرزند ہیں حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے دستِ حق پرست پر اسلام قبول کر کے مدتوں ان کی صحبت میں رہے اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے ان کو کچھ وصیتیں بھی فرمائی تھیں صحیح قول یہی ہے کہ یہ نبی نہیں ہیں، بلکہ ایک بندہ صالح ہیں جو ولایت کے شرف سے سرفراز ہیں۔ (صاوی ج ۳ ص ۱۲)

ذوالقرنین کیوں کہلائے

حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ ذوالقرنین (دو سینگوں والے) کے لقب سے اس لیے مشہور ہو گئے کہ انھوں نے دنیا کے دونوں سینگوں یعنی دونوں کناروں کا چکر لگایا تھا اور بعض کا قول ہے کہ اس کے دور میں لوگوں کے دو قرن ختم ہو گئے سو برس کا ایک قرن ہوتا ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ ان کے دو گیسو تھے اس لیے ذوالقرنین کہلاتے ہیں اور یہ بھی ایک قول ہے کہ ان کے تاج پر دو سینگ بنے ہوئے تھے اور بعض اس کے قائل ہیں کہ خود ان کے سر پر دونوں طرف ابھار تھے جو سینگ جیسے نظر آتے تھے اور بعض نے یہ وجہ بتائی کہ چونکہ ان کے باپ اور ماں نجیب الطرفین اور شریف زادہ تھے اس لیے لوگ ان کو ذوالقرنین کہنے لگے واللہ تعالیٰ اعلم۔

(مدارک ج ۳ ص ۲۳)

اللہ تعالیٰ نے ان کو تمام روئے زمین کی بادشاہی عطا فرمائی تھی۔ دنیا میں کل چار بادشاہ ایسے ہوئے ہیں جن کو پوری زمین کی پوری بادشاہی ملی۔ ان میں دو مومن تھے اور دو کافر۔ مومن تو حضرت سلیمان علیہ السلام اور ذوالقرنین ہیں اور

کافر ایک بخت نصر اور دوسرا نمرود ہے اور تمام روئے زمین کے ایک پانچویں بادشاہ اس اُمّت میں ہونے والے ہیں جن کا اسمِ گرامی حضرت "امام مہدیؑ" ہے۔

(صادی ج ۳ صہ ۲۲)

ذوالقرنین کے تین سفر

قرآن مجید میں حضرت ذوالقرنین کے تین سفروں کا حال بیان ہوا ہے جو سورۂ کہف میں ہے۔ ہم قرآن مجید ہی سے ان تینوں سفروں کا حال تحریر کرتے ہیں جن کی تفصیل بہت ہی عجیب اور عبرت خیز ہے۔

پہلا سفر

حضرت ذوالقرنین نے پرانی کتابوں میں پڑھا تھا کہ سام بن نوح علیہ السّلام کی اولاد میں سے ایک شخص آبِ حیات کے چشمہ میں سے پانی پی لے گا تو اس کو موت نہ آئے گی۔ اس لیے حضرت ذوالقرنین نے مغرب کا سفر کیا۔ آپ کے ساتھ حضرت خضر علیہ السّلام بھی تھے وہ تو آبِ حیات کے چشمہ پر پہنچ گئے اور اس کا پانی بھی پی لیا۔ مگر حضرت ذوالقرنین کے مقدر میں نہیں تھا وہ محروم رہ گئے۔ اس سفر میں آپ جانب مغرب روانہ ہوئے تو جہاں تک آبادی کا نام و نشان ہے وہ سب منزلیں طے کرکے آپ ایک ایسے مقام پر پہنچے کہ انھیں سورج غروب کے وقت ایسا نظر آیا کہ وہ ایک سیاہ چشمے میں ڈوب رہا ہے جیسا کہ سمندر میں سفر کرنے والوں کو آفتاب سمندر کے کالے پانی میں ڈوبتا نظر آتا ہے۔ وہاں ان کو ایک ایسی قوم ملی جو جانوروں کی کھال پہنے ہوئے تھی اس کے سوا کوئی دوسرا لباس ان کے بدن پر نہ تھا، اور دریائی مردہ جانوروں کے سوا اُن کی غذا کا کوئی دوسرا سامان نہیں تھا۔ یہ قوم "ناسک" کہلاتی تھی۔ حضرت ذوالقرنین نے دیکھا کہ ان کے لشکر بے شمار ہیں۔ اور یہ لوگ بہت ہی طاقتور اور جنگجو ہیں تو حضرت ذوالقرنین نے ان لوگوں کے گرد اپنی فوجوں کا گھیرا ڈال کر ان لوگوں کو بے بس کر دیا۔ چنانچہ کچھ تو مشرف باِیمان ہو گئے کچھ آپ کی فوجوں کے ہاتھ سے مقتول

ہو گئے۔

دوسرا سفر

پھر آپ نے مشرق کا سفر فرمایا یہاں تک کہ جب سورج طلوع ہونے کی جگہ پہنچے تو یہ دیکھا کہ وہاں ایک ایسی قوم ہے جن کے پاس کوئی عمارت اور مکانات نہیں ہیں۔ ان لوگوں کا یہ حال تھا کہ سورج طلوع ہونے کے وقت یہ لوگ زمین کے غاروں میں چھپ جاتے تھے اور سورج ڈھل جانے کے بعد غاروں سے نکل کر اپنی روزی کی تلاش میں لگ جاتے تھے۔ یہ لوگ "قوم منسک" کہلاتے تھے۔ حضرت ذوالقرنین نے ان لوگوں کے مقابلہ میں بھی لشکر آرائی کی اور جو لوگ ایمان لائے ان کے ساتھ بہترین سلوک کیا اور جو لوگ اپنے کفر پر اڑے رہے انھیں تہ تیغ کر دیا۔

تیسرا سفر

پھر آپ نے شمال کی جانب سفر فرمایا یہاں تک کہ "سدین" (دو پہاڑوں کے درمیان) میں پہنچے تو وہاں کی آبادی والوں کی عجیب و غریب زبان تھی۔ ان لوگوں سے اشاروں میں بمشکل بات چیت کی جا سکتی تھی۔ ان لوگوں نے حضرت ذوالقرنین سے یاجوج و ماجوج کے مظالم کی شکایت کی اور آپ کی مدد کے طالب ہوئے۔

یاجوج و ماجوج

یہ یافث بن نوح علیہ السلام کی اولاد میں سے ایک فسادی گروہ ہے اور ان لوگوں کی تعداد بہت ہی زیادہ ہے یہ لوگ بلا کے جنگجو، خونخوار اور بالکل ہی وحشی اور جنگلی ہیں جو بالکل جانوروں کی طرح رہتے ہیں۔ موسم ربیع میں یہ لوگ اپنے غاروں سے نکل کر تمام کھیتیاں اور سبزیاں کھا جاتے تھے، اور خشک چیزوں کو لاد کر لے جاتے تھے۔ آدمیوں اور جنگلی جانوروں یہاں تک کہ سانپ، بچھو، گرگٹ اور ہر چھوٹے بڑے جانوروں کو کھا جاتے تھے۔

Marfat.com

سدِ سکندری

حضرت ذوالقرنین سے لوگوں نے فریاد کی کہ آپ ہمیں یاجوج ماجوج کے شر اور ان کی ایذا رسانیوں سے بچایئے اور ان لوگوں نے کچھ مال اس کے عوض دینے کی بھی پیش کش کی تو حضرت ذوالقرنین نے فرمایا کہ مجھے تمہارے مال کی ضرورت نہیں ہے۔ اللہ تعالےٰ نے مجھے سب کچھ دیا ہے۔ پس تم لوگ جسمانی محنت سے میری مدد کرو۔ چنانچہ آپ نے دونوں پہاڑوں کے درمیان بنیاد کھدوائی۔ جب پانی نکل آیا تو اس پر پگھلائے تانبے کے گارے سے پتھر جمائے گئے اور لوہے کے تختے اوپر اور نیچے چن کر ان کے درمیان میں لکڑی اور کوئلہ بھروا دیا اور اس میں آگ جلوا دی۔ اس طرح یہ دیوار پہاڑ کی بلندی تک اونچی کر دی گئی اور دونوں پہاڑوں کے درمیان کوئی جگہ خالی نہ چھوڑی گئی پھر پگھلایا ہوا تانبہ دیوار میں پلا دیا گیا۔ جو سب مل کر بہت ہی مضبوط اور نہایت مستحکم دیوار بن گئی۔ (صاوی ج ۳ ص ۲۳ و مدارک وخزائن العرفان)

قرآن مجید کی سورۂ کہف میں ہے۔ حَتّٰی اِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ سے "مِنْ اَمْرِنَا یُسْرًا ۝" پہلے سفر کا ذکر ہے پھر "ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ۝" سے "خُبْرًا" تک دوسرے سفر کا تذکرہ ہے اور "ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا" سے وَعْدُ رَبِّیْ حَقًّا ۝" تک تیسرے سفر کی رُوداد ہے۔

سدِ سکندری کب ٹوٹے گی؟

حدیث شریف میں ہے کہ یاجوج و ماجوج روزانہ اس دیوار کو توڑتے ہیں ہم اور دن بھر جب محنت کرتے کرتے اس کو توڑنے کے قریب ہو جاتے ہیں تو ان میں سے کوئی کہتا ہے کہ اب چلو باقی کو کل توڑ ڈالیں گے۔ دوسرے دن جب وہ لوگ آتے ہیں تو خدا کے حکم سے وہ دیوار پہلے سے بھی زیادہ مضبوط ہو جاتی ہے جب اس دیوار کے ٹوٹنے کا وقت آئے گا تو ان میں سے کوئی کہے گا کہ اب چلو۔ ان شاء اللہ تعالےٰ کل اس دیوار کو توڑ لیں گے۔ ان لوگوں کے ان شاء اللہ کہنے کی برکت

Marfat.com

اور اس کلمہ کا یہ ثمرہ ہو گا کہ دوسرے دن دیوار ٹوٹ جائے گی۔ یہ قیامت قریب ہونے کا وقت ہو گا۔ دیوار ٹوٹنے کے بعد یاجوج وماجوج نکل پڑیں گے اور زمین میں ہر طرف فتنہ وفساد اور قتل وغارت کریں گے۔ چشموں اور تالابوں کا پانی پی ڈالیں گے۔ مگر مکہ مکرمہ ومدینہ طیبہ وبیت المقدس ان تینوں شہروں میں یہ داخل نہ ہو سکیں گے۔ پھر حضرت عیسٰی علیہ السلام کی دعا سے ان لوگوں کی گردنوں میں کیڑے پیدا ہو جائیں گے اور یہ سب ہلاک ہو جائیں گے کہ

حَتّٰٓی اِذَا فُتِحَتْ یَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَھُمْ مِّنْ کُلِّ حَدَبٍ یَّنْسِلُوْنَ (الانبیاء رکوع ۷، پارہ ۱۷)

یہاں تک کہ جب کھولے جائیں گے یاجوج وماجوج اور وہ ہر بلندی سے ڈھلکتے ہوئے دوڑتے ہوں گے۔

اصحابِ کہف (غار والے)

حضرت عیسٰی علیہ السلام کے آسمان پر اٹھا لیے جانے کے بعد عیسائیوں کا حال بے حد خراب اور نہایت ابتر ہو گیا یہ لوگ بت پرستی کرنے لگے اور دوسروں کو بھی بُت پرستی پر مجبور کرنے لگے۔ خصوصًا ان کا ایک بادشاہ "دقیانوس" تو اس قدر ظالم تھا کہ جو شخص بُت پرستی سے انکار کرتا تھا یہ اُس کو قتل کر ڈالتا تھا۔

اصحابِ کہف کون تھے؟

اصحابِ کہف شہر "اُفسوس" کے شرفا تھے جو بادشاہ کے معزز درباری بھی تھے مگر یہ لوگ صاحبِ ایمان اور بُت پرستی سے انتہائی بیزار تھے "دقیانوس" کے ظلم و جبر سے پریشان ہو کر یہ لوگ اپنا ایمان بچانے کے لیے اُس کے دربار سے بھاگ نکلے اور قریب کے پہاڑ میں ایک غار کے اندر پناہ گزین ہوئے، اور سو گئے تو تین سو برس سے زیادہ عرصہ تک اسی حال میں سوتے رہ گئے۔ دقیانوس نے جب ان لوگوں کو تلاش کرایا اور اس کو معلوم ہوا کہ یہ لوگ غار کے اندر ہیں تو وہ بے حد ناراض ہوا۔ اور فرطِ غیظ و غضب میں یہ حکم دے دیا کہ غار کو ایک سنگین دیوار اٹھا کر بند کر دیا جائے تاکہ یہ لوگ اُسی میں رہ کر مر جائیں اور وہی غار ان لوگوں کی قبر بن جائے۔ مگر دقیانوس نے جس شخص کے سپرد یہ کام کیا تھا وہ بہت ہی نیک دل اور صاحبِ ایمان آدمی تھا۔ اس نے اصحابِ کہف کے نام ان کی تعداد اور اُن کا پورا واقعہ رانگ کی تختی پر کندہ کرا کر تانبے کے صندوق کے اندر رکھ کر دیوار کی بنیاد میں رکھ دیا اور اسی طرح کی ایک تختی شاہی خزانہ میں بھی محفوظ کرا دی کچھ دنوں کے بعد دقیانوس بادشاہ مر گیا اور سلطنتیں بدلتی رہیں۔ یہاں تک کہ ایک نیک دل اور انصاف پرور بادشاہ جس کا نام "بیدروس" تھا تخت نشین ہوا جس نے اڑسٹھ سال تک بہت شان و شوکت کے ساتھ حکومت کی۔ اُس کے دور میں مذہبی فرقہ بندی شروع ہو گئی اور بعض لوگ مرنے کے بعد

Marfat.com

اُٹھنے اور قیامت کا انکار کرنے لگے قوم کا یہ حال دیکھ کر بادشاہ رنج وغم میں ڈوب گیا اور وہ تنہائی میں ایک مکان کے اندر بند ہو کر اللہ تعالیٰ کے دربار میں نہایت بے قراری کے ساتھ گریہ وزاری کرکے دعائیں مانگنے لگا کہ یا اللہ! کوئی ایسی نشانی ظاہر فرمادے تاکہ لوگوں کو مرنے کے بعد زندہ ہو کر اُٹھنے اور قیامت کا یقین ہو جائے بادشاہ کی یہ دُعا مقبول ہوگئی اور اچانک بکریوں کے ایک چرواہے نے اپنی بکریوں کو ٹھہرانے کے لیے اسی غار کو منتخب کیا اور دیوار کو گرا دیا۔ دیوار گرتے ہی لوگوں پر ایسی ہیبت و دہشت سوار ہو گئی کہ دیوار گرانے والے لرزہ براندام ہو کر وہاں سے بھاگ گئے اور اصحاب کہف بحکم الٰہی اپنی نیند سے بیدار ہو کر اُٹھ بیٹھے اور ایک دوسرے سے سلام و کلام میں مشغول ہو گئے اور نماز بھی ادا کرلی۔ جب ان لوگوں کو بھوک لگی، تو انھوں نے اپنے ایک ساتھی "یملیخا" سے کہا کہ تم بازار جا کر کچھ کھانا لاؤ اور نہایت خاموشی سے یہ بھی معلوم کرو کہ "دقیانوس" ہم لوگوں کے بارے میں کیا ارادہ رکھتا ہے؟ "یملیخا" غار سے نکل کر بازار گئے اور یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ شہر میں ہر طرف اسلام کا چرچا ہے اور لوگ علانیہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کا کلمہ پڑھ رہے ہیں۔ "یملیخا" یہ منظر دیکھ کر محوِ حیرت ہو گئے کہ الٰہی! یہ ماجرا کیا ہے؟ کہ اس شہر میں تو ایمان و اسلام کا نام لینا بھی جرم تھا۔ آج یہ انقلاب کہاں سے اور کیوں کر آگیا؟ پھر یہ ایک نانبائی کی دُکان پر کھانا لینے گئے اور دقیانوسی زمانے کا ایک روپیہ دُکاندار کو دیا جسکا چلن بند ہو چکا تھا۔ بلکہ کوئی اس سکّہ کا دیکھنے والا بھی باقی نہیں رہا تھا دکاندار کو شبہ ہوا کہ شاید اس شخص کو کوئی پرانا خزانہ مل گیا ہے۔ چنانچہ دکاندار نے اسے حکام کے سپرد کر دیا اور حکام نے اس سے خزانے کی پوچھ گچھ شروع کردی اور کہا کہ بتاؤ خزانہ کہاں ہے؟ "یملیخا نے کہا کہ کوئی خزانہ نہیں ہے۔ یہ ہمارا ہی روپیہ ہے۔ حکام نے کہا کہ ہم کس طرح مان لیں کہ روپیہ تمہارا ہی ہے۔ یہ سکّہ تین سو برس پرانا ہے۔ اور برسوں گذر گئے کہ اس سکّہ کا چلن بند ہو گیا

اور تم ابھی جوان ہو۔ لہٰذا صاف صاف بتاؤ کہ عقدہ حل ہو جائے۔ یہ سن کر یملیخا نے کہا کہ تم لوگ یہ بتاؤ کہ دقیانوس بادشاہ کا کیا حال ہے؟ حکام نے کہا آج روئے زمین پر اس نام کا کوئی بادشاہ نہیں ہے۔ ہاں سینکڑوں برس گزرے کہ اس نام کا ایک بے ایمان بادشاہ گزرا ہے جو بُت پرست تھا۔ یملیخا نے کہا کہ ابھی کل ہی تو ہم لوگ اُس کے خوف سے ایمان اور جان بچا کر بھاگے ہیں۔ میرے ساتھی قریب ہی کے ایک غار میں موجود ہیں۔ تم لوگ میرے ساتھ چلو میں تم لوگوں کو ان سے ملا دوں چنانچہ حکام اور عمائدینِ شہر کثیر تعداد میں اُس غار کے پاس پہنچے۔ اصحاب کہف یملیخا کے انتظار میں تھے۔ جب ان کی واپسی میں دیر ہوئی تو ان لوگوں نے یہ خیال کر لیا کہ شاید یملیخا گرفتار ہو گئے۔ اور جب غار کے منہ پر بہت سے آدمیوں کا شور و غوغا ان لوگوں نے سنا تو سمجھ بیٹھے کہ غالباً دقیانوس کی فوج ہماری گرفتاری کے لیے آن پہنچی ہے تو یہ لوگ نہایت اخلاص کے ساتھ ذکرِ الٰہی اور توبہ استغفار میں مشغول ہو گئے۔ حکام نے غار پر پہنچ کر تانبے کا صندوق برآمد کیا اور اس کے اندر سے تختی نکال کر پڑھا تو اس تختی پر اصحابِ کہف کا نام لکھا تھا اور یہ بھی تحریر تھا کہ یہ مومنوں کی جماعت اپنے دین کی حفاظت کے لیے دقیانوس بادشاہ کے خوف سے اس غار میں پناہ گزیں ہوئی ہے تو دقیانوس نے خبر پا کر ایک دیوار سے ان لوگوں کو بند کر دیا ہے۔ ہم یہ حال اس لیے لکھتے ہیں کہ جب کبھی بھی یہ غار کھلے تو لوگ اصحاب کہف کے حال سے مطلع ہو جائیں۔ حکام تختی کی عبارت پڑھ کر حیران رہ گئے اور ان لوگوں نے اپنے بادشاہ "بیدروس" کو اس واقعہ کی اطلاع دی۔ فوراً ہی بیدروس بادشاہ اپنے اُمراء اور عمائدِ شہر کو ساتھ لے کر غار کے پاس پہنچا۔ تو اصحابِ کہف نے غار سے باہر نکل کر بادشاہ سے معانقہ کیا اور اپنی سرگزشت بیان کی۔ بیدروس بادشاہ سجدہ میں گر کر اللہ تعالےٰ کا شکر ادا کرنے لگا کہ میری دُعا قبول ہو گئی اور اللہ تعالےٰ نے ایسی نشانی ظاہر کر دی جس سے موت کے بعد زندہ ہو کر اُٹھنے کا ہر شخص کو یقین ہو گیا

Marfat.com

اصحابِ کہف بادشاہ کو دعائیں دینے لگے کہ اللہ تعالیٰ تیری بادشاہی کی حفاظت فرمائے۔ اب ہم تجھے اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتے ہیں۔ پھر اصحابِ کہف نے السلام علیکم کہا اور غار کے اندر چلے گئے اور سو گئے اور اسی حالت میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو وفات دے دی۔ بادشاہ بیدروس نے سال کی لکڑی کا صندوق بنوا کر اصحابِ کہف کی لاشوں کو اس میں رکھوایا اور اللہ تعالیٰ نے اصحابِ کہف کا ایسا رُعب لوگوں کے دلوں میں پیدا کر دیا کہ کسی کی یہ مجال نہیں کہ غار کے منہ تک جا سکے۔ اس طرح اصحابِ کہف کی لاشوں کی حفاظت کا اللہ تعالیٰ نے سامان کر دیا پھر بیدروس بادشاہ نے غار کے منہ پر ایک مسجد بنوا دی اور سالانہ ایک دن مقرر کر دیا کہ تمام شہر والے اُس دن عید کی طرح زیارت کے لیے آیا کریں۔ (تفسیر خازن ملخصًا سورۂ کہف)

اصحابِ کہف کی تعداد

اصحابِ کہف کی تعداد میں جب لوگوں کا اختلاف ہوا تو یہ آیت نازل ہوئی کہ قُلْ رَّبِّیْٓ اَعْلَمُ بِعِدَّتِهِمْ مَّا يَعْلَمُهُمْ اِلَّا قَلِيْلٌ ط یعنی اے محبوب! فرما دیجیے کہ اللہ اصحابِ کہف کی گنتی کو زیادہ جانتا ہے اور تم میں سے بہت ہی کم لوگ اُن کو جانتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ میں انہی کم لوگوں میں سے ہوں جو اصحابِ کہف کی تعداد کو جانتے ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اصحابِ کہف کی تعداد سات ہے اور آٹھواں ان کا کُتّا ہے۔ (تفسیر صاوی ج ۳ ص ۳)

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اصحابِ کہف کا حال بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ:

اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا ○ اِذْ اَوَى	کیا تمھیں معلوم ہوا کہ پہاڑ کے غار اور جنگل کے کنارے والے ہماری ایک عجیب نشانی تھے۔ جب ان نوجوانوں نے

Marfat.com

الْفِتْيَةُ اِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوْا رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًاo فَضَرَبْنَا عَلٰٓى اٰذَانِهِمْ فِى الْكَهْفِ سِنِيْنَ عَدَدًاo ثُمَّ بَعَثْنٰهُمْ لِنَعْلَمَ اَىُّ الْحِزْبَيْنِ اَحْصٰى لِمَا لَبِثُوْٓا اَمَدًاo نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ نَبَاَهُمْ بِالْحَقِّ ط اِنَّهُمْ فِتْيَةٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنٰهُمْ هُدًى قصلے

(الکہف رکوع ۱ پارہ ۱۵)

غار میں پناہ لی۔ پھر بولے اے ہمارے رب! ہمیں اپنے پاس سے رحمت دے اور ہمارے کام میں ہمارے لیے راہ یابی کا سامان کر۔ تو ہم نے اس غار میں ان کے کانوں پر گنتی کے کئی برس تھپکا (سلا دیا) پھر ہم نے انہیں جگایا کہ دیکھیں دو گروہوں میں سے کون ان کے ٹھہرنے کی مدت زیادہ ٹھیک بتاتا ہے۔ ہم ان کا ٹھیک ٹھیک حال سناتے ہیں۔ وہ چند جوان تھے کہ اپنے رب پر ایمان لائے اور ہم نے انھیں زیادہ ہدایت عطا فرمائی۔

اس کے آگے اگلی آیتوں میں اللہ تعالےٰ نے اصحابِ کہف کا پورا حال بیان فرمایا ہے۔ جس کو ہم پہلے تحریر کر چکے ہیں۔

اصحاب کہف کے نام

ان کے ناموں میں بھی بہت اختلاف ہے حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے نام یہ ہیں، یملیخا، مکشلینا، مشلینا مرنوش، دبرنوش، شاذنوش اور ساتواں چرواہا تھا جو ان لوگوں کیساتھ ہو گیا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اس کا نام ذکر نہیں فرمایا اور ان لوگوں کے کتے کا نام "قطمیر" تھا اور ان لوگوں کے شہر کا نام "افسوس" تھا اور ظالم بادشاہ کا نام "دقیانوس" تھا۔ (مدارک التنزیل ج ۳ صہ ۸)

اور تفسیر صاوی میں لکھا ہے کہ اصحابِ کہف کے نام یہ ہیں۔ مکسلمینا، تملیخا، مَرطونس، نینوس، ساریونس، ذونوانس، فلستطیونس۔

Marfat.com

یہ آخری چرواہے تھے جو راستے میں ساتھ ہولیے تھے اور ان لوگوں کے کتّے کا نام "قطمیر" تھا۔ (صاوی جلد ۲ صہ ۹)

اصحابِ کہف کے ناموں کے خواص

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ اصحابِ کہف کے ناموں کا تعویذ نو کاموں کے لیے مفید ہے۔

۱۔ بھاگے ہوئے کو بلانے کے لیے۔
۲۔ آگ بجھانے کے لیے کپڑے پر لکھ کر آگ میں ڈال دیں۔
۳۔ بچوں کے رونے اور تیسرے دن آنے والے بخار کے لیے۔
۴۔ دردِ سر کے لیے داہنے بازو پر باندھیں۔
۵۔ اُمّ الصبیان کے لیے گلے میں پہنائیں۔
۶۔ خشکی اور سمندر میں سفر محفوظ ہونے کے لیے۔
۷۔ مال کی حفاظت کے لیے۔
۸۔ عقل بڑھنے کے لیے۔
۹۔ گنہگاروں کی نجات کے لیے۔ (صاوی جلد ۲ صہ ۹)

اصحابِ کہف کتنے دنوں تک سوتے رہے

جب قرآن کی آیت وَلَبِثُوا فِي كَهْفِهِمْ ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِيْنَ وَازْدَادُوْا تِسْعًا (یعنی وہ لوگ غار میں تین سو برس تک رہے اور نو برس اور زیادہ رہے) نازل ہوئی۔ تو کفار کہنے لگے کہ ہم تین سو برس کے متعلق تو جانتے ہیں کہ اصحابِ کہف اتنی مدّت تک غار میں رہے مگر نو برس کو نہیں جانتے تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ شمسی سال جوڑ رہے ہو اور قرآن مجید نے قمری سال کے حساب سے مدّت بیان کی ہے اور شمسی سال کے ہر سو برس میں تین سال قمری بڑھ جاتے ہیں۔
(صاوی جلد ۲ صہ ۱۰)

Marfat.com

حضرت خضر علیہ السلام کا تعارف

حضرت خضر علیہ السلام کی کنیت ابوالعباس اور نام "بلیا" اور ان کے والد کا نام ملکان ہے۔ "بلیا" سریانی زبان کا لفظ ہے۔ عربی زبان میں اس کا ترجمہ "احد" ہے "خضر" ان کا لقب ہے اور اس لفظ کو تین طرح سے پڑھ سکتے ہیں۔ خَضِر، خِضْر، خَضْر۔ "خضر" کے معنی سبز چیز کے ہیں۔ یہ جہاں بیٹھتے تھے وہاں آپ کی برکت سے ہری ہری گھاس اُگ جاتی تھی اس لیے لوگ انھیں "خضر" کہنے لگے۔

یہ بہت ہی عالی خاندان سے ہیں اور ان کے آباؤ اجداد بادشاہ تھے بعض عارفین نے بتایا ہے کہ جو مسلمان ان کا اور ان کے والد کا نام اور ان کی کنیت یاد رکھے گا انشاء اللہ تعالیٰ اس کا خاتمہ ایمان پر ہوگا۔ (صاوی ج ۳ صہ ۱۷)

حضرت خضر زندہ ولی ہیں

بعض لوگوں نے حضرت خضر کو نبی بتایا ہے لیکن اکثر علماء کا قول ہے کہ وہ ولی ہیں۔ (جلالین)

اور جمہور علماء کا یہی قول ہے کہ آپ اب بھی زندہ ہیں اور قیامت تک زندہ رہیں گے کیونکہ آپ نے آبِ حیات پی لیا ہے آپ کے گرد بکثرت اولیاء کرام جمع رہتے ہیں اور فیض پاتے ہیں چنانچہ عارف باللہ حضرت سید بکری نے اپنے قصیدہ "دردالسحر" میں آپ کے بارے میں یہ فرمایا ہے ؎

حَیٌّ وَحَقِّكَ لَمْ یُقَلْ بِوَفَاتِہٖ   اِلَّا الَّذِیْنَ لَمْ یَلْقَ نُوْرَ جَمَالِہٖ

فَعَلَیْہِ مِنِّیْ کُلَّمَا ھَبَّتِ الصَّبَا   اَزْکٰی سَلَامٍ طَابَ فِیْ اِرْسَالِہٖ

تیرے حق کی قسم! کہ حضرت خضر زندہ ہیں اور ان کی وفات کا قائل وہی ہوگا جو ان کے نورِ جمال سے ملاقات نہیں کرسکا ہے تو میری طرف سے ان پر جب جب بادِ صبا چلے ستھرا اسلام ہو کہ پاکیزگی کے ساتھ بادِ صبا ان کو پہنچائے۔

حضرت خضر حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے ہیں اس لیے یہ صحابی بھی ہیں۔ (تفسیر صاوی جلد ۳ صہ ۱۸)

Marfat.com

حضرت صالح علیہ السّلام کی اونٹنی

حضرت صالح علیہ السّلام قوم ثمود کی طرف نبی بنا کر بھیجے گئے۔ آپ نے جب قوم ثمود کو خدا کا فرمان سنا کر ایمان کی دعوت دی تو اس سرکش قوم نے آپ سے یہ معجزہ طلب کیا کہ آپ اس پہاڑ کی چٹان سے ایک حاملہ اونٹنی نکالیے جو خوب فربہ اور ہر قسم کے عیوب و نقائص سے پاک ہو۔ چنانچہ آپ نے چٹان کی طرف اشارہ فرمایا تو وہ فوراً ہی پھٹ گئی اور اس میں سے ایک نہایت ہی خوبصورت و تندرست اور خوب بلند قامت اونٹنی نکل پڑی جو حاملہ تھی اور نکل کر اس نے ایک بچہ بھی جنا اور یہ اپنے بچے کے ساتھ میدانوں میں چرتی پھرتی رہی۔

اس بستی میں ایک ہی تالاب تھا جس میں پہاڑوں کے چشموں سے گر کر پانی جمع ہوتا تھا۔ آپ نے فرمایا اے لوگو! دیکھو یہ معجزہ کی اونٹنی ہے۔ ایک روز تمہارے تالاب کا سارا پانی یہ پی ڈالے گی اور ایک روز تم لوگ پینا۔ قوم نے اس کو مان لیا پھر آپ نے قوم ثمود کے سامنے یہ تقریر فرمائی کہ:

یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ ؕ قَدْ جَآءَتْکُمْ بَیِّنَۃٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ ؕ ھٰذِہٖ نَاقَۃُ اللّٰہِ لَکُمْ اٰیَۃً فَذَرُوْھَا تَاْکُلْ فِیْۤ اَرْضِ اللّٰہِ وَلَا تَمَسُّوْھَا بِسُوْٓءٍ فَیَاْخُذَکُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ○	اس کے سوا کوئی تمہارا معبود نہیں۔ بیشک تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے روشن دلیل آگئی۔ یہ اللہ کی اونٹنی ہے تمہارے لیے نشانی۔ تو اسے چھوڑ دو کہ اللہ کی زمین میں چرے اور اسے برائی سے ہاتھ نہ لگاؤ کہ تمہیں دردناک عذاب آئے گا۔

(الاعراف رکوع ۱۰۔ پارہ ۸)

چند دن تو قومِ ثمود نے اس تکلیف کو برداشت کیا کہ ایک دن ان کو پانی نہیں ملتا تھا کیونکہ اُس دن تالاب کا سارا پانی اونٹنی پی جاتی تھی اس لیے ان لوگوں نے طے کر لیا کہ اس اونٹنی کو قتل کر ڈالیں۔

قدار بن سالف

چنانچہ اس قوم میں قدار بن سالف جو سُرخ رنگ کا بھوری آنکھوں والا اور پستہ قد آدمی تھا اور ایک زنا کار عورت کا بیٹا تھا۔ ساری قوم کے حکم سے اس اونٹنی کو قتل کرنے کے لیے تیار ہو گیا۔ حضرت صالح علیہ السّلام منع ہی کرتے رہے۔ لیکن قدار بن سالف نے پہلے تو اونٹنی کے چاروں پاؤں کو کاٹ ڈالا۔ پھر اس کو ذبح کر دیا۔ اور انتہائی سرکشی کے ساتھ حضرت صالح علیہ السّلام سے بے ادبانہ گفتگو کرنے لگا چنانچہ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے کہ:

فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَعَتَوْا عَنْ أَمْرِ رَبِّهِمْ وَقَالُوا يَا صَالِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا إِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِينَ ○
(الاعراف رکوع۔ ۱)

ان لوگوں نے اونٹنی کو ذبح کر دیا اور اپنے رب کے حکم سے سرکشی کی اور یہ بولے کہ اے صالح! ہم پر لے آؤ وہ عذاب جس کا تم وعدہ دے رہے ہو اگر تم رسول ہو۔

زلزلہ کا عذاب

قوم ثمود کی اس سرکشی پر اللہ تعالےٰ کے عذاب کا ظہور اس طرح ہوا کہ پہلے ایک زبردست چنگھاڑ کی خوفناک آواز آئی۔ پھر شدید زلزلہ آیا جس سے پوری بستی اتھل پتھل ہو کر چکنا چُور ہو گئی، تمام عمارتیں ٹوٹ پھوٹ کر تہس نہس ہو گئیں اور قومِ ثمود کا ایک ایک آدمی گھٹنوں کے بل اوندھا گر کر مر گیا۔ قرآن مجید نے فرمایا کہ:

فَأَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ جَاثِمِينَ ○

تو زلزلہ نے انہیں اپنی گرفت میں لے لیا تو وہ سب صبح کو اپنے گھروں میں اوندھے

مرے پڑے رہ گئے۔ (الاعراف رکوع ۱۰)

حضرت صالح علیہ السلام نے جب دیکھا کہ پوری بستی زلزلوں کے جھٹکوں سے تباہ و برباد ہو کر اینٹ پتھروں کا ڈھیر بن گئی اور پوری قوم ہلاک ہو گئی تو آپ کو بڑا صدمہ اور قلق ہوا اور آپ کو قوم ثمود اور ان کی بستی کے ویرانوں سے اس قدر نفرت ہو گئی کہ آپ نے اُن لوگوں کی طرف سے منہ پھیر لیا اور اس بستی کو چھوڑ کر دوسری جگہ تشریف لے گئے اور چلتے وقت مردہ لاشوں سے یہ فرما کر روانہ ہو گئے کہ:

يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّيْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِيْنَ ۝ (الاعراف رکوع ۱۰)	اے میری قوم! بے شک میں نے تمہیں اپنے رب کا پیغام پہنچا دیا اور تمہاری خیر خواہی کرتا رہا لیکن تم خیر خواہوں کو پسند ہی نہیں کرتے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ قوم ثمود کی پوری بستی برباد و ویران ہو کر کھنڈر بن گئی اور پوری قوم فنا کے گھاٹ اتر گئی کہ آج اُن کی نسل کا کوئی انسان روئے زمین پر باقی نہیں رہ گیا۔ (صاوی ج ۲ ص۸۳ تا ص۸۵)

کیا مولوی ہو غم مجھے روزِ حساب کا
میں اُمتی ہوں ختم رسالتمآب کا
پہنچا در حضور پر قسمت سے گر کبھی
باندھوں گا اُن کے در پہ میں سہرا گلاب کا

اصحاب الاخدود کے مظالم

"اصحاب الاخدود" کے بارے میں مفسّرین کا اختلاف ہے کہ یہ لوگ کون تھے؟ اور ان کا کیا واقعہ تھا۔ اس بارے میں حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اگلی اُمتوں میں ایک بادشاہ تھا جو خدائی کا دعویٰ کرتا تھا اور ایک جادُوگر اس کے دربار کا بہت ہی مقرّب تھا ایک دن جادوگر نے کہا کہ میں اب بوڑھا ہو چکا ہوں لہٰذا تم ایک لڑکے کو میرے پاس بھیج دو تاکہ میں اس کو اپنا جادُو سکھا دوں۔ چنانچہ بادشاہ نے ایک ہوشیار لڑکے کو جادوگر کے پاس بھیج دیا۔ لڑکا روزانہ جادوگر کے پاس آنے جانے لگا لیکن راستہ میں ایک ایمان دار راہب رہتا تھا۔ لڑکا ایک دن اُس راہب کے پاس بیٹھا تو اس کی باتیں لڑکے کو بہت پسند آگئیں۔ چنانچہ لڑکا جادوگر کے پاس آنے جانے میں روزانہ راہب کے پاس بیٹھنے لگا۔ ایک دن لڑکے نے دیکھا کہ ایک بڑا اور مہیب جانور انسانوں کا راستہ روکے ہوئے ہے۔ لڑکے نے یہ منظر دیکھ کر اپنے دل میں کہا کہ آج یہ ظاہر ہو جائے گا کہ جادوگر افضل ہے یا راہب؟ چنانچہ لڑکے نے ایک پتھر اٹھا کر یہ دعا مانگی کہ یا اللہ! اگر تیرے دربار میں یہ مذہب جادوگر سے زیادہ مقبول و محبوب ہو تو اس جانور کو اسی پتھر سے مقتول فرما دے۔ یہ دعا کر کے لڑکے نے جانور کو اسی پتھر سے مار دیا تو یہ بہت بڑا جانور ایک چھوٹے سے پتھر سے قتل ہو کر مر گیا اور لوگوں کا راستہ کھل گیا۔

لڑکے نے راہب سے پورا واقعہ بیان کیا تو راہب نے کہا کہ اے لڑکے! خدا کے دربار میں تیرا مرتبہ بلند ہو گیا ہے۔ لہٰذا اب تو عنقریب امتحان میں ڈالا جائے گا۔ اس لیے کسی کو میرا پتا نہ بتانا اور امتحان کے وقت صبر کرنا۔ اس کے بعد یہ لڑکا اس قدر صاحبِ کرامت ہو گیا کہ اس کی دعاؤں سے مادر زاد اندھے اور کوڑھی شفا پانے لگے رفتہ رفتہ بادشاہ کے دربار میں اس کا چرچا ہونے لگا تو بادشاہ

Marfat.com

کا ایک بہت ہی مقرب ہمنشین جو اندھا ہو گیا تھا۔ اس لڑکے کے پاس بہت سے ہدایا اور تحائف لے کر حاضر ہوا اور اپنی بصارت کے لیے دعا کا طالب ہوا تو لڑکے نے کہا کہ اگر تو اللہ تعالےٰ پر ایمان لائے تو میں تیرے لیے دعا کروں گا۔ چنانچہ وہ ایمان لایا اور لڑکے نے اس کے لیے دعا کر دی تو فوراً ہی وہ انکھیارا ہو گیا اور بادشاہ کے دربار میں گیا تو بادشاہ نے پوچھا کہ تمھاری آنکھوں میں بصارت کیسے آگئی؟ تو مقرب ہمنشین نے کہا کہ میرے رب نے مجھے بصارت عطا فرما دی ہے۔ بادشاہ نے غضب ناک ہو کر کہا کہ کیا میرے سوا بھی تمہارا کوئی رب ہے؟ تو اس نے کہا کہ ہاں۔ اللہ تعالےٰ تیرا اور میرا دونوں کا رب ہے۔ بادشاہ نے اس کو طرح طرح کی سزائیں دے کر پوچھا کہ کس نے تجھے یہ بتایا ہے؟ تو اس نے لڑکے کا نام بتا دیا۔ پھر بادشاہ نے لڑکے کو قید کر کے اس کو اس قدر مارا پیٹا کہ اس نے راہب کا نام بتا دیا۔ بادشاہ نے راہب کو گرفتار کر کے اُس سے کہا کہ تم اپنے عقیدہ کو چھوڑ دو۔ مگر راہب نے صاف صاف کہہ دیا کہ میں اپنے اس عقیدہ پر آخری دم تک قائم رہوں گا۔ یہ سن کر بادشاہ آگ بگولا ہو گیا اور اس نے راہب کے سر پر آرا چلوا کر اس کو دو ٹکڑے کر دیا۔ اس کے بعد بادشاہ نے اپنے مقرب ہمنشین کے سر پر بھی آرا چلوا دیا۔ پھر لڑکے کو سپاہیوں کے سپرد کیا اور حکم دیا کہ اس کو پہاڑ کی چوٹی پر چڑھا کر اوپر سے نیچے لڑھکا دو۔ لڑکے نے پہاڑ پر چڑھ کر دعا مانگی تو ایک زلزلہ آیا اور بادشاہ کے سپاہی زلزلہ کے جھٹکوں سے ہلاک ہو گئے اور لڑکا سلامتی کے ساتھ پھر بادشاہ کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا پھر بادشاہ نے غیظ و غضب میں بھر کر حکم دیا کہ اس لڑکے کو کشتی پر بٹھا کر سمندر میں لے جاؤ اور سمندر کی گہرائی میں لے جا کر اُسے سمندر میں پھینک دو۔ چنانچہ بادشاہ کے سپاہی اس کو کشتی میں بٹھا کر لے گئے۔ پھر جب لڑکے نے دعا مانگی تو کشتی غرق ہو گئی اور سب سپاہی ہلاک ہو گئے اور لڑکا صحت و سلامتی کے ساتھ بادشاہ کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا اور بادشاہ حیران رہ گیا پھر لڑکے نے بادشاہ سے کہا کہ اگر تو مجھ کو شہید کرنا چاہتا ہے تو اس کی صرف ایک ہی صورت ہے کہ تو مجھ کو سولی میں لٹکا کر اور یہ پڑھ کر مجھے تیر مار کہ "بِسْمِ اللّٰہِ رَبِّ

اَلْغُلَامِ چنانچہ اسی ترکیب سے بادشاہ نے اس لڑکے کو تیر مار کر شہید کر دیا۔ یہ منظر دیکھ کر ہزاروں کے مجمع نے بلند آواز سے یہ اعلان کرنا شروع کر دیا کہ ہم اس لڑکے کے رب پر ایمان لائے۔ بادشاہ غصہ میں بوکھلا گیا اور اس نے گڑھا کھدوا کر اس میں آگ جلوائی جب آگ کے شعلے خوب بلند ہونے لگے تو اس نے ایمانداروں کو پکڑوا کر اس آگ میں ڈلوانا شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ ستر مومنین کو اس نے آگ میں جلا ڈالا۔ آخر میں ایک ایمان والی عورت اپنے بچے کو گود میں لیے ہوئے آئی اور جب بادشاہ نے اس کو آگ میں ڈالنے کا ارادہ کیا تو وہ کچھ گھبرائی تو اس کے دودھ پیتے بچے نے کہا کہ اے میری ماں صبر کر تو حق پر ہے۔ بچے کی آواز سن کر اس کی ماں کا جذبہ ایمانی بیدار ہو گیا اور وہ مطمئن ہو گئی پھر ظالم بادشاہ نے اس مومنہ کو اس کے بچے کے ساتھ آگ میں پھینک دیا۔

بادشاہ اور اسکے ساتھی خندق کے کنارے مومنین کے آگ میں جلنے کا منظر کرسیوں پر بیٹھ کر دیکھ رہے تھے اور اپنی کامیابی پر خوشی منا رہے تھے اور قہقہے لگا رہے تھے کہ ایک دم قہرِ الٰہی نے ظالموں کو اپنی گرفت میں لے لیا اور اس طرح کہ خندق کی آگ کے شعلے اس قدر بھڑک کر بلند ہوئے کہ بادشاہ اور اس کے ساتھیوں کو آگ نے اپنی لپیٹ میں لے لیا اور سب کے سب لمحہ بھر میں جل کر راکھ کا ڈھیر ہو گئے اور باقی تمام مومنین کو اللہ تعالےٰ نے کافر اور ظالم کے شر سے بچا لیا۔

(تفسیر صاوی جلد ۴ صفحہ نمبر ۲۸۷ - ۲۸۸)

اس واقعہ کو اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں ان لفظوں کے ساتھ بیان فرمایا ہے کہ:

قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ ۙ النَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِ ۙ اِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُوْدٌ ۙ وَّهُمْ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ شُهُوْدٌ ۝ (البروج پارہ ۳۰)

خندق والوں پر لعنت ہو۔ اس بڑھکتی آگ والوں پر جب وہ اس کے کناروں پر بیٹھے تھے اور وہ خود گواہ ہیں۔ جو کچھ مسلمانوں کے ساتھ کر رہے تھے۔

حضرت ادریس علیہ السلام

آپ کا نام "اخنوخ" ہے۔ آپ حضرت نوح علیہ السلام کے والد کے دادا ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام کے بعد آپ ہی پہلے رسول ہیں۔ آپ کے والد حضرت شیث بن آدم علیہما السلام ہیں۔ سب سے پہلے جس نے قلم سے لکھا وہ آپ ہی ہیں۔ کپڑوں کے سینے اور سِلے ہوئے کپڑے پہننے کی ابتداء بھی آپ ہی سے ہوئی۔ اس سے پہلے لوگ جانوروں کی کھالیں پہنتے تھے۔ سب سے پہلے ہتھیار بنانے والے ترازو اور پیمانے قائم کرنے والے اور علم نجوم وحساب میں نظر فرمانے والے بھی آپ ہی ہیں۔ یہ سب کام آپ ہی سے شروع ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ پر تیس صحیفے نازل فرمائے اور آپ اللہ تعالیٰ کی کتابوں کا بکثرت درس دیا کرتے تھے اس لیے آپ کا لقب "ادریس" ہوگیا اور آپ کا یہ لقب اس قدر مشہور ہوگیا کہ بہت سے لوگوں کو آپ کا اصلی نام معلوم ہی نہیں۔ قرآن مجید میں آپ کا نام "ادریس" ہی ذکر کیا گیا ہے۔

آپ کو اللہ تعالیٰ نے آسمان پر اٹھالیا ہے۔ بخاری ومسلم کی حدیث میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شبِ معراج حضرت ادریس علیہ السلام کو چوتھے آسمان پر دیکھا۔ حضرت کعب احبار وغیرہ سے مروی ہے۔ حضرت ادریس علیہ السلام نے ملک الموت سے فرمایا کہ میں موت کا مزہ چکھنا چاہتا ہوں۔ کیسا ہوتا ہے؟ تم میری روح قبض کرکے دکھاؤ۔ ملک الموت نے اس حکم کی تعمیل اور روح قبض کرکے اُس وقت آپ کی طرف لوٹا دی اور آپ زندہ ہوگئے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ مجھے جہنم دکھاؤ تاکہ خوف الٰہی زیادہ ہو۔ چنانچہ یہ بھی کیا گیا۔ جہنم کو دیکھ کر آپ نے داروغۂ جہنم سے فرمایا کہ دروازہ کھولو میں اس دروازے سے گزرنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور آپ اس پر سے گزرے پھر آپ نے ملک الموت سے فرمایا کہ مجھے جنت دکھاؤ۔ وہ آپ کو جنت میں لے گئے۔ آپ دروازوں

کو کھلوا کر جنّت میں داخل ہوئے۔ تھوڑی دیر کے انتظار کے بعد ملک الموت نے کہا کہ اب آپ اپنے مقام پر تشریف لے چلیے۔ آپ نے فرمایا کہ اب میں یہاں سے کہیں نہیں جاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ تو موت کا مزہ میں چکھ ہی چکا ہوں اور اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا کہ ہر شخص کو جہنم پر گزرنا ہوگا تو میں گزر چکا۔ اب میں جنّت میں پہنچ گیا اور جنّت میں پہنچنے والوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ وَمَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ کہ جنّت میں داخل ہونے والے جنّت سے نکالے نہیں جائیں گے۔ اب مجھے جنّت سے جانے کے لیے کیوں کہتے ہو؟ اللہ تعالیٰ نے ملک الموت کو وحی بھیجی کہ حضرت ادریس علیہ السّلام نے جو کچھ کیا میرے اِذن سے کیا اور وہ میرے ہی اِذن سے جنّت میں داخل ہوئے۔ لہٰذا تم انھیں چھوڑ دو۔ وہ جنّت میں ہی رہیں گے۔ چنانچہ حضرت ادریس علیہ السلام آسمانوں کے اوپر جنّت میں ہیں اور زندہ ہیں۔

(خزائن العرفان ص ۴۴۷)

حضرت ادریس علیہ السلام کے آسمانوں پر اٹھائے جاتے اور ان کو ملنے والی نعمتوں کا مختصر اور اجمالی تذکرہ قرآن مجید کی سورۂ مریم میں ہے کہ:

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِدْرِيْسَ ز اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ۙ وَّرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ مِنْ ذُرِّيَّةِ اٰدَمَ ق

(مریم رکوع ۴ پارہ ۱۶)

اور کتاب میں حضرت ادریس کو یاد کر بیشک وہ صدیق تھے جو غیب کی خبریں دیتے تھے اور ہم نے انہیں بلند مقام (آسمان) پر اٹھا لیا۔ یہ وہ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا ہے اولادِ آدم کے نبیوں میں سے۔

Marfat.com

حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں

حضرت یونس علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے شہر "نینویٰ" کے باشندوں کی ہدایت کے لیے رسول بنا کر بھیجا۔

نینویٰ یہ موصل کے علاقہ کا بہت بڑا شہر تھا۔ یہاں کے لوگ بت پرستی کرتے تھے اور کفر و شرک میں مبتلا تھے۔ حضرت یونس علیہ السلام نے ان لوگوں کو ایمان لانے اور بت پرستی چھوڑنے کا حکم دیا۔ مگر ان لوگوں نے اپنی سرکشی اور تمرّد کی وجہ سے اللہ کے رسول کو جھٹلا دیا اور ایمان لانے سے انکار کر دیا۔ حضرت یونس علیہ السلام نے انھیں خبر دی کہ تم لوگوں پر عنقریب عذاب آنے والا ہے۔ یہ سن کر شہر کے لوگوں نے آپس میں یہ مشورہ کیا کہ حضرت یونس علیہ السلام نے کبھی کوئی بات جھوٹی نہیں کہی ہے۔ اس لیے یہ دیکھو کہ اگر وہ رات کو اس شہر میں رہیں جب تو سمجھ لو کہ کوئی خطرہ نہیں ہے اور اگر انھوں نے اس شہر میں رات نہ گزاری تو یقین کر لینا چاہیے کہ ضرور عذاب آئے گا۔ رات کو لوگوں نے یہ دیکھا کہ حضرت یونس علیہ السلام شہر سے باہر تشریف لے گئے اور واقعی صبح ہوتے ہی عذاب کے آثار نظر آنے لگے کہ چاروں طرف سے کالی بدلیاں نمودار ہوئیں اور ہر طرف سے دھواں اُٹھ کر شہر پر چھا گیا۔ یہ منظر دیکھ کر شہر کے باشندوں کو یقین ہو گیا کہ عذاب آنے والا ہی ہے تو لوگوں کو حضرت یونس علیہ السلام کی تلاش و جستجو ہوئی مگر وہ دور دور تک کہیں نظر نہیں آئے۔ اب شہر والوں کو اور زیادہ خطرہ اور اندیشہ ہو گیا۔ چنانچہ شہر کے تمام لوگ خوفِ خداوندی سے ڈر کر کانپ اُٹھے، اور سب کے سب عورتوں، بچوں بلکہ اپنے مویشیوں کو ساتھ لے کر اور پھٹے پرانے کپڑے پہن کر روتے ہوئے جنگل میں نکل گئے اور رو رو کر صدق دل سے حضرت یونس علیہ السلام پر ایمان لانے کا اقرار و اعلان کرنے لگے۔ شوہر بیوی سے اور مائیں بچوں سے الگ ہو کر سب کے سب

Marfat.com

توبہ واستغفار میں مشغول ہو گئے اور دربارِ باری میں گڑگڑا کر گریہ وزاری شروع کر دی۔ جو مظالم آپس میں ہوئے تھے ایک دوسرے سے معاف کرانے لگے اور جتنی حق تلفیاں ہوئی تھیں سب کی آپس میں معافی تلافی کرنے لگے غرض سچی توبہ کر کے خدا سے یہ عہد کر لیا کہ حضرت یونس علیہ السلام جو کچھ خدا کا پیغام لائے ہیں ہم اس پر صدق دل سے ایمان لائے۔ اللہ تعالےٰ کو شہر والوں کی بے قراری اور گریہ وزاری پر رحم آیا اور عذاب اُٹھا لیا گیا۔ ناگہاں دھواں اور عذاب کی بدلیاں رفع ہو گئیں اور تمام لوگ پھر شہر میں آ کر امن وچین کے ساتھ رہنے لگے۔

اس واقعہ کو ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں یوں ارشاد فرمایا ہے کہ:

فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَآ اِيْمَانُهَآ اِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَ ۭ لَمَّآ اٰمَنُوْا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ۝	تو ہوئی ہوتی نہ کوئی بستی کہ ایمان لاتی تو اس کا ایمان کام آتا۔ ہاں یونس کی قوم جب وہ ایمان لائے تو ہم نے ان سے رسوائی کا عذاب دنیا کی زندگی میں ہٹا دیا اور ایک وقت تک انھیں فائدہ اٹھانے کا موقع دے دیا۔

(یونس رکوع ۱۰ پارہ ۱۱)

مطلب یہ ہے کہ جب کسی قوم پر عذاب آجاتا ہے تو عذاب آجانے کے بعد ایمان لانا مفید نہیں ہوتا مگر یونس علیہ السّلام کی قوم پر عذاب کی بدلیاں آجانے کے بعد بھی جب وہ لوگ ایمان لائے تو ان سے عذاب اُٹھا لیا گیا۔

عذاب ٹلنے کی دُعا

طبرانی شریف کی روایت ہے کہ شہر نینوی پر جب عذاب آنے کے آثار ظاہر ہونے لگے اور حضرت یونس علیہ السّلام باوجود تلاش وجستجو کے لوگوں کو نہیں ملے تو شہر والے گھبرا کر اپنے ایک عالم

کے پاس گئے جو صاحبِ ایمان اور شیخ وقت تھے اور ان سے فریاد کرنے لگے۔ توانہوں نے حکم دیا کہ تم لوگ یہ وظیفہ پڑھ کر دعا مانگو یَاحَیُّ حِیْنَ لَاحَیَّ وَیَاحَیُّ یُحْیِ الْمَوْتٰی وَیَاحَیُّ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ چنانچہ لوگوں نے یہ پڑھ کر دعا مانگی تو عذاب ٹل گیا لیکن مشہور محدّث اور صاحبِ کرامت ولی حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ شہر نینویٰ کا عذاب جس دعا کی برکت سے دفع ہوا وہ دعا یہ تھی کہ اَللّٰھُمَّ اِنَّ ذُنُوْبَنَا قَدْ عَظُمَتْ وَجَلَّتْ وَاَنْتَ اَعْظَمُ وَاَجَلُّ فَافْعَلْ بِنَا مَا اَنْتَ اَھْلُہٗ وَلَا تَفْعَلْ بِنَا مَا نَحْنُ اَھْلُہٗ بہرحال عذاب ٹل جانے کے بعد جب حضرت یونس علیہ السلام شہر کے قریب آئے تو آپ نے شہر میں عذاب کا کوئی اثر نہیں دیکھا۔ لوگوں نے عرض کیا کہ آپ اپنی قوم میں تشریف لے جائیے۔ تو آپ نے فرمایا کہ کس طرح اپنی قوم میں جا سکتا ہوں؟ میں تو اُن لوگوں کو عذاب کی خبر دے کر شہر سے باہر نکل گیا تھا، مگر عذاب نہیں آیا۔ تو اب وہ لوگ مجھے جھوٹا سمجھ کر قتل کر دیں گے آپ یہ فرما کر اور غصہ میں بھر کر شہر سے پلٹ آئے اور ایک کشتی میں سوار ہو گئے یہ کشتی جب بیچ سمندر پہنچی تو کھڑی ہو گئی وہاں کے لوگوں کا یہ عقیدہ تھا کہ وہی کشتی سمندر میں کھڑی ہو جایا کرتی ہے جس کشتی میں کوئی بھاگا ہوا غلام سوار ہو جاتا ہے۔ چنانچہ کشتی والوں نے قرعہ نکالا تو حضرت یونس علیہ السلام کے نام کا قرعہ نکلا۔ تو کشتی والوں نے آپ کو سمندر میں پھینک دیا اور کشتی لے کر روانہ ہو گئے اور فوراً ہی ایک مچھلی آپ کو نگل گئی اور مچھلی کے پیٹ میں جہاں بالکل اندھیرا تھا آپ مقیّد ہو گئے۔ مگر اسی حالت میں آپ نے آیت کریمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ۝ کا وظیفہ پڑھنا شروع کر دیا تو اس کی برکت سے اللہ تعالےٰ نے آپ کو اس اندھیری کوٹھری سے نجات دی اور مچھلی نے کنارے پر آکر آپ کو اگل دیا اس وقت آپ بہت ہی نحیف و کمزور ہو چکے تھے۔ خدا کی شان کہ اس جگہ کدّو کی ایک بیل اُگ آئی اور

Marfat.com

آپ اس کے سایہ میں آرام کرتے رہے پھر جب آپ میں کچھ توانائی آگئی تو آپ اپنی قوم میں تشریف لے گئے اور سب لوگ انتہائی محبت و احترام کے ساتھ پیش آکر آپ پر ایمان لائے۔ (صاوی جلد ۲ صہ ۱۷۴ و غیر کتب تفاسیر)

حضرت یونس علیہ السلام کی اس دردناک سرگزشت کو قرآن کریم نے ان لفظوں میں بیان فرمایا ہے کہ:

وَاِنَّ یُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ۝ اِذْ اَبَقَ اِلَی الْفُلْکِ الْمَشْحُوْنِ ۝ فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِیْنَ ۝ فَالْتَقَمَهُ الْحُوْتُ وَهُوَ مُلِیْمٌ ۝ فَلَوْلَاۤ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِیْنَ ۝ لَلَبِثَ فِیْ بَطْنِهٖۤ اِلٰى یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ۝ فَنَبَذْنٰهُ بِالْعَرَآءِ وَهُوَ سَقِیْمٌ ۝ وَاَنْۢبَتْنَا عَلَیْهِ شَجَرَةً مِّنْ یَّقْطِیْنٍ ۝ وَاَرْسَلْنٰهُ اِلٰى مِائَةِ اَلْفٍ اَوْ یَزِیْدُوْنَ ۝ فَاٰمَنُوْا فَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِیْنٍ ۝

(الصّٰفّٰت رکوع ۵ پارہ ۲۳)

اور بیشک یونس پیغمبروں میں سے ہیں۔ جب کہ وہ بھری کشتی کی طرف نکل گئے تو قرعہ ڈالا۔ تو وہ دریا میں دھکیل دیے گئے پھر انھیں مچھلی نے نگل لیا اور وہ اپنے آپ کو ملامت کرتے تھے۔ تو اگر وہ تسبیح کرنے والے نہ ہوتے تو ضرور اس کے پیٹ میں رہتے جس دن تک لوگ اٹھائے جائیں گے۔ پھر ہم نے انھیں میدان میں ڈال دیا اور وہ بیمار تھا اور ہم نے ان پر کدو کی بیل اگائی اور ہم نے اسے لاکھ آدمیوں کی طرف بھیجا بلکہ زیادہ تو وہ ایمان لے آئے تو ہم نے اس ایک وقت تک برتنے دیا۔

Marfat.com

حضرت شمعون علیہ السلام کا قصہ

مروی ہے کہ حضرت شمعون نبی بڑے حق پرست اور شجاع تھے اور کہتے ہیں بال
بدن میں بہت تھے سر کے بالوں کی مثل اللہ تعالٰے نے ان کو بہت قوت دی تھی اور
عموزیہ نام ایک شہر کا ہے جو روم کے دریائے بلب کے کنارے واقع تھا اور اس شہر
کے بادشاہ کا نام نوطہ تھا جو بہت بڑا کافر تھا۔ اس نے دریا کے کنارے بڑے بڑے
ستونوں والا عالیشان مکان بنوایا تھا اور وہ اس میں جشن کرتا تھا۔ حضرت شمعون علیہ السلام
سال میں چار مہینے اس شہر میں جا کر کافروں سے لڑتے اور اس بادشاہ کا چھ ہزار لشکر
تھا۔ آ کے ان سے لڑتے اور شمعون علیہ السلام اکیلے ہزار جوان کو اس کے مار آتے باقی سب زخمی
اور مجروح ہو جاتے بعد اس کے اپنے گھر میں بیٹھ کے چار مہینے حق سبحانہٗ تعالٰی کی عبادت
کرتے اور چار مہینے خلق کی ضیافت کرتے اور اللہ تعالٰی ان کافروں پر ہمیشہ ان کو غالب
رکھتا آخر کافر سب ان سے عاجز رہتے اور کہتے ہیں کہ حضرت شمعون علیہ السلام کی بی بی
نیکبخت پارسا تھی کافروں نے صلاح کی کہ شمعون کی عورت کو کچھ فریب دینا چاہیے۔
تب بادشاہ عموزیہ نے فریب کر کے کسی شخص کو مخفی شمعون علیہ السلام کی عورت کے پاس
بھیجا۔ اس نے آ کے کہا اے بی بی ہم دیکھتے ہیں کہ شمعون علیہ السلام تمہاری طرف رغبت
نہیں کرتے ہیں غیر کی طرف ان کا خیال ہے تم اگر ایک کام کرو کہ ان کو کسی طرح مار
ڈالو تو ہمارا بادشاہ عموزیہ تم سے نکاح کرے گا تم آرام سے رہو گی اور تخت وسلطنت
تم کو ملے گی بادشاہی کرو گی۔ پس عورت ناقص العقل نے دنیا کی طمع سے کہا کہ جو تمہارا
بادشاہ حکم کرے گا میں بسر و چشم بجا لاؤں گی تب اس نے ایک رسّی اس کو دی کہ جب
شمعون رات کو سو جائے تم اسی رسّی سے باندھ دینا اور ہمیں خبر دینا۔ بادشاہ کے
پاس لے جا کر مار ڈالیں گے۔ پس اس مردود کے کہنے سے شمعون کی بیوی نے رسّی چھپا

Marfat.com

کے رکھ دی۔ جب رات ہو گئی۔ حضرت شمعون علیہ السلام سو گئے۔ بیوی نے ان کو نیند میں باندھا۔ جب نیند سے چونک اُٹھے ہاتھ پاؤں اپنے بستر سے بندھے دیکھے۔ رسّی توڑ ڈالی جورو سے پوچھا کس نے مجھے باندھا تھا وہ بولی میں نے۔ کہا تم نے مجھ کو کیوں باندھا تھا بولی میں تمہارا زور آزماتی تھی کہ تم کو زور ہے کہ نہیں۔ کوئی دشمن تم سے لڑ سکتا ہے کہ نہیں۔ حضرت شمعون نے کہا خاطر جمع رکھو کوئی دشمن خدا کے فضل سے ہم سے زور میں بڑھ نہیں سکے گا۔ ہم کو چھوڑ دو تب چھوڑ دیا پھر چار مہینے کے بعد شمعون علیہ السلام اس شہر میں جہاد کو گئے وہاں سے لڑائی فتح کر کے آئے پھر بادشاہ عموزیہ نے شمعون علیہ السلام کی بیوی کے پاس لوگوں کو بھیجا وہ بولی میں نے اس کو باندھا تھا وہ بڑا زور آور ہے رسّی توڑ ڈالی بادشاہ سے جا کر کہو۔ انھوں نے جا کر کہا پھر بادشاہ نے بہت سا روپیہ پیسہ دے کر اور ایک لوہے کی زنجیر حضرت شمعون علیہ السلام کی بیوی کے پاس بھیج دی کہ اس سے باندھ دینا اور مجھ کو خبر دینا۔ پس دوسرے دن آپ کی بیوی نے لوہے کی زنجیر سے باندھا۔ جب حضرت نیند سے اُٹھے ہاتھ پاؤں اٹھاتے ہی زنجیر ٹوٹ گئی پھر اس کی خبر بادشاہ کو پہنچی بادشاہ عموزیہ نے کہا کہ لوہے کی زنجیر سے اور کوئی چیز مضبوط نہیں میں کیا بھیجوں۔ اب وہ جس طرح ہو سکے باندھ کر میرے پاس بھیج دو۔ پھر اُنھوں نے آ کر ان کی بیوی سے کہا وہ بولی بہت اچھا میں کچھ تدبیر کر کے کہلا بھیجوں گی۔ آپ سب خاطر جمع رکھیے ایک دن شمعون لڑائی سے گھر میں اپنی بیوی سے ہر طرح کی باتیں کرنے لگے۔ بیوی نے کہا اے صاحب تم کو اللہ تعالےٰ نے بہت زور دیا ہے ایسی کوئی چیز ہے کہ تم کو اس چیز سے بند کر کے رکھ سکے تم اس کو نہ توڑ سکو۔ حضرت شمعون علیہ السلام نے فرمایا کہ تم کو اس سے کیا مطلب ہے۔ کیوں تم پوچھتی ہو؟ وہ بولی میں پوچھتی ہوں کہ تم سے اور کوئی زور آور ہے یا نہیں حضرت شمعون علیہ السلام نے کہا مجھ کو ایک چیز سے باندھ سکتی ہو۔ میرے سر کے بالوں سے یا بدن کے بالوں سے اس کو میں نہیں توڑ سکوں گا۔ تب ان کی بیوی نے یہ سن کے شب نیند میں سر کے یا بدن

سے بال تراش کر رسی بنا کر ان کے ہاتھ پاؤں مضبوطی سے باندھ دیے۔ انھوں نے بستر سے اٹھ کر بیوی سے پوچھا کیوں جی یہ کس نے مجھ کو باندھا وہ بولی میں نے باندھا تمہاری قوت آزماتی ہوں کہ کوئی دشمن تم سے زور میں بڑھ سکتا ہے یا نہیں۔ میں دیکھتی ہوں۔ حضرت نے فرمایا اللہ کے فضل سے کوئی دشمن باندھ کے رکھ نہیں سکتا ہے مگر خدا کی مرضی میں نہیں کہہ سکتا ہوں آؤ بند میرے کھولو وہ بولی۔ کئی دفعہ میں نے آپ کو باندھا۔ آپ نے اپنی قوت سے کھولا تھا اس دفعہ کیوں بلاتے ہو۔ حضرت نے کہا کہ میں اگر ہلوں زور کروں تو تمام بدن کی میری ہڈیاں درہم برہم ہو جائیں گی۔ پس ان کی عورت نے جب دریافت کیا کہ بال کے بند توڑنے کی ان کی طاقت نہ رہی تب بادشاہ عموزیہ کو خبر دی۔ یہ سنتے ہی اس ملعون نے ہزار مرد جنگی شتر سوار بھیجے کہ شمعون کے ہاتھ، پاؤں، ناک، کان کاٹ کے آنکھیں اور زبان نکال کر شتر پر لاد کر میرے پاس لے آؤ۔ پس کافروں نے جا کے ان کو اسی طرح لا کے حاضر کیا اور کافر سب بولے اب ہم شمعون کے ہاتھ سے بچے۔ جب ان کو بے دست و پا اور زبان کٹی ہوئی اور آنکھیں نکلی ہوئی صرف ایک دھڑ تھا بادشاہ عموزیہ کے سامنے لے جا کر رکھا کوئی شخص کہنے لگا میرے باپ کو اس نے مار ڈالا ہے اور کسی نے کہا کہ میرے بھائی کو مارا ہے اور ہر شخص دعوے کرنے لگا۔ پس جب دیکھا کہ دھڑ میں ہنوز رمق جان باقی ہے۔ کہنے لگے اس کو کسی عذاب سے مار ڈالو۔ کافروں نے دریا کے کنارے لے جا کے بالاخانے پر سے ان کو دریا میں گرا دیا۔ خدا کے حکم سے جبرئیل نے حضرت شمعون علیہ السلام کو ہوا پر سے اٹھا لیا اور تمام ہاتھ، پاؤں، آنکھ ناک، کان غرض جو جو اعضاء کافروں نے ان کے دھڑ سے جدا کیے تھے خدا کی قدرت سے سب اپنے اپنے مقام پر لگ گئے۔ جبرئیل نے کہا اے شمعون خدا نے تم کو بہت قوت دی ہے اٹھ کھڑے ہو جاؤ اور اس ملعون کے مکان کا ستون پکڑ کے تمام حصار اور مکانوں کو کھود کر دریا میں ڈال دو۔ تب شمعون نے اللہ تعالیٰ کو یاد کر کے حصار

اور مکان اور تمام زمین شہر کی کھود کر معہ کفار اس کے اُٹھا کر دریا میں ڈال دیا ایسا کہ کسی متنفس اور شہر کا نام ونشان باقی نہ رہا اور شکر خدا بجا لائے اور اپنے گھر پر جا کر اپنی بیوی کو مار ڈالنے کا قصد کیا۔ خدا کے حکم سے جبرئیل امین آئے کہا کہ خدا تم کو فرماتا ہے کہ بیوی کو مت مارو، اذیت مت دو کیونکہ اس نے نادانی سے بادشاہ عموزیہ کی صلاح سے تم کو باندھ کے اس کے حوالے کیا تھا اور عورت ناقص العقل ہوتی ہے۔ اس کی تقصیر معاف کرو۔ اسے پیار کرو خدا مالک ہے یہاں تک قصص الانبیاءؑ میں قصہ شمعون علیہ السلام کا ہے۔

کیا ہو بیاں صاحبِ خُلقِ عظیم کا

چُوموں غلاف پہلے میں بابِ حریم کا
پھر جا کر دیکھوں روضہ رسولِ کریم کا

دعویٰ اگر کسی کو ہے عقلِ سلیم کا
مطلب بتائے ہم کو الف لام میم کا

مطلق نہیں ہے ڈر مجھے نارِ جحیم کا
کلمہ ہے دل پہ نقش رسولِ کریم کا

اللہ رے نکاتِ محمدؐ کہ آج تک
مطلب نہ کوئی سمجھا الف لام میم کا

رُوح الامین نے عرض کیا ہاتھ باندھ کر
کچھ بھید تو بتائیے اس حٰا میم کا

کرتے ہیں منکروں سے بھی اچھا سلوک آپ
کیا ہو بیاں صاحبِ خُلقِ عظیم کا

خلیلؔ گنہگار ہے، مولوی تو کیا خطر
وہ منتظر ہے عفوِ غفور الرحیم کا

Marfat.com

حضرت یحییٰ علیہ السلام کا قصہ

حضرت یحییٰ علیہ السلام اپنے والد کی وفات کے بعد بھی بہت دن تک مسجد کے اندر عبادت میں مشغول رہے اور بنی اسرائیل میں ملکہ نامی ایک عورت تھی شوہر اوّل کی طرف سے ایک بیٹی اس کی تھی وہ چاہتی تھی کہ شوہر ثانی سے اپنی بیٹی کا نکاح کر دے اور سب بنی اسرائیل اسکی بات پر متفق تھے اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کو سب نے ملکر کہا موافق شرع اسکے شوہر ثانی سے نکاح پڑھا دیں حضرت یحییٰ علیہ السلام نے کہا کہ تمہاری بیٹی کے ساتھ تمہارے شوہر کا نکاح درست نہیں تب ملکہ نے غصہ ہو کر اپنے شوہر سے جا کر یہ بات کہی کہ یحییٰ امنع کرتے ہیں دختر ربیبہ سے نکاح کرنا درست نہیں وہ اس شہر کا بادشاہ تھا حکم دیا کہ یحییٰ کو باندھ کر میرے پاس لاؤ تب کافروں نے اس کے حکم کے مطابق یحییٰ علیہ السّلام کو اسی طرح سے حاضر کیا وہیں جبرئیل علیہ السّلام نازل ہوئے فرمایا اے یحییٰ اگر تم کہو تو اس شہر کو غارت کر دوں۔ حضرت یحییٰ علیہ السّلام نے کہا اے جبرئیل میری تقدیر میں یہی لکھا ہے کہ میں اس کے ہاتھ سے مارا جاؤں وہ بولے ہاں تب یحییٰ علیہ السّلام نے کہا رَضِیْتُ بِقَضَاءِ اللّٰہِ تَعَالٰی (راضی ہوں میں اللہ کی قضا سے) آخر اس بادشاہ مردود نے یحییٰ علیہ السّلام کو مار ڈالا۔ جب سر مبارک تن سے جدا کیا پھر کہا اے بادشاہ اپنی جورو کی بیٹی سے نکاح درست نہیں فرشتوں نے یہ حال دیکھ کر جناب باری میں عرض کی یا الٰہی یحییٰ نے کیا گناہ کیا تھا جو اس طرح مارے گئے حق جل شانہٗ نے فرمایا اے فرشتو وہ میرا دوست ہے میں نے اس کو اپنے پاس بلا لیا۔ انہوں نے عرض کی یا الٰہی اپنے دوست کو اس طرح مارتے ہیں۔ ندا آئی فرشتو میری خلق میں مشہور ہے دشمن کو مارنا اور دوست کو بچا رکھنا کیونکہ دشمن سے ضرر کسی کو نہ پہنچے اور دوست سے نفع ہو اور میں کہ خدا سارے جہان کا ہوں دوست کو مارتا ہوں دشمن کو پالتا ہوں تاکہ میری مخلوق کو معلوم ہو کہ نہ دوست سے مجھ کو نفع ہے

Marfat.com

نہ دشمن سے مجھ کو ضرر جب حضرت یحییٰ علیہ السّلام نے جان بحق تسلیم کی تب اس ملکہ کافرہ نے اپنی بیٹی کا اپنے شوہر سے نکاح کر دیا بعد اس کے اس پر غضب الٰہی ہوا کسی کام کو چھت پر گئی۔ ہوا نے اس کو اڑا کر میدان میں پھینک دیا وہاں شیر صحرائی موجود تھا۔ دفعتًا اس کو پکڑ کر پارہ پارہ کر کے کھا گیا۔ واصلِ جہنّم ہوئی۔ اس کے بعد اس کا شوہر پلید مع اپنی قوم کے غضبِ الٰہی سے جہنّم رسید ہوا۔

شاہنشہِ ارض و سما بلغ العلےٰ بکمالہٖ

وصفِ رُخِ او والضحیٰ کشف الدجیٰ بجمالہٖ

قرآں باخلاقش گواہ حسنت جمیع خصالہٖ

صدقاً یقیناً آں نگاہ صلوا علیہ وآلہٖ

حضرت دانیال علیہ السلام کی تدفین

البدایہ والنہایہ میں بروایت یونس بن بکیر حضرت ابوالعالیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب ہم نے قلعہ تستر فتح کیا تو ہرمزان کے گھر کے مال ومتاع میں ایک تخت پایا۔ جس پر ایک آدمی کی میت رکھی ہوئی تھی اور اس کے قریب ایک مصحف تھا ہم نے وہ مصحف اٹھا کر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف بھیج دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے حضرت کعب رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو بلایا انہوں نے اسے عربی میں لکھ دیا کل عرب میں، میں پہلا آدمی تھا جس نے اس کو پڑھا۔ میں نے اسے قرآنِ حکیم کی طرح پڑھا۔ میں نے ابوالعالیہ کو کہا اس میں کیا تھا انہوں نے کہا اس صحیفہ میں تمہارے احوال، امور اور تمہارے کلام کے لہجے اور جو کچھ ہونے والے واقعات ہیں۔ میں نے کہا تم نے اس آدمی کا کیا کیا۔ انہوں نے جواب دیا۔ کہ ہم نے دن کے وقت متفرق طور پر تیرہ قبریں کھودیں اور جب رات آئی تو ہم نے انہیں دفن کر دیا اور تمام قبروں کو برابر کر دیا تاکہ وہ لوگ اس سے مخفی رہیں اور کوئی انہیں قبر سے نہ نکال لینے پائے۔ میں نے انہیں کہا۔ ان سے لوگوں کی کیا امیدیں وابستہ تھیں۔ انہوں نے کہا جب بارش رک جاتی تھی تو لوگ ان کے تخت کو باہر لے آتے تھے تو بارش ہو جاتی تھی میں نے کہا تم اس رجل مبارک کے متعلق کیا گمان رکھتے تھے کہ وہ کون ہے۔ انہوں نے کہا کہ انہیں دانیال کہا جاتا تھا۔ الخ۔ اس کے بعد حدیث درج کی جاتی ہے۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انّ دانیال دعا ربّہ عزوجل ان تدفنہ امّۃ بعد خرق فلما افتتح ابو موسٰی الاشعری تستر وجد فی تابوت تضرب عروقہ

ترجمہ:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دانیال علیہ السلام

Marfat.com

نے اپنے ربِ عزوجل سے یہ دعا کی تھی کہ انھیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت دفن کرے۔ جب ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قلعہ تستر فتح کیا تو انھیں ان کے تابوت میں اس حال میں پایا کہ ان کے تمام جسم اور گردن کی سب رگیں برابر چل رہی تھیں۔

ان دونوں روایتوں سے اتنی بات بلا تردّد واضح ہے کہ دانیال علیہ السّلام کا جسم مبارک سینکڑوں سال گزر جانے کے باوجود صحیح وسالم تھا۔ اس کے بعد یہ بات بھی ان دونوں روایتوں سے پایۂ ثبوت تک پہنچ گئی کہ انبیاءِ کرام علیہم السّلام کا توسّل حق ہے اور ان حضرات کے توسّل سے بارش طلب کی جاتی تھی اور لوگ سیراب بھی ہوتے نیز یہ کہ دانیال علیہ السّلام کا جسم مبارک صدہا برس کے بعد نہ صرف صحیح وسالم تھا بلکہ اس کی نبضیں اور وریدیں بھی چل رہی تھیں۔ (البدایہ والنہایہ ج ۲ ص۴۱)

حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی شادی اور دعوتِ ولیمہ

مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام سخت بارش میں گھر گئے، آپ کو پناہ تلاش کرتے ہوئے ایک خیمہ نظر آیا، جب قریب پہنچے تو دیکھا کہ اس میں ایک عورت بیٹھی ہوئی ہے، واپس لوٹے تو پہاڑ کا ایک غار نظر آیا، وہاں جاکر دیکھا کہ ایک شیر کھڑا تھا، آپ نے اس پر ہاتھ رکھا اور عرض کی اے ربِ ذوالجلال! تُو نے ہر چیز کا ٹھکانا بنایا ہے مگر میرا کوئی ٹھکانا نہیں ہے۔ رب تعالیٰ نے فرمایا تیرا ٹھکانہ میری رحمت ہے، میں قیامت کے دن اپنے دستِ قدرت سے پیدا کردہ سو حوروں سے تیرا عقد کروں گا اور تیری دعوتِ ولیمہ چار ہزار سال تک جاری رہے گی، ہر سال کے دن دنیا کی زندگی کے برابر ہونگے اور ندا کرنے والا تیرے نام سے ندا کرے گا اے دنیا سے کنارہ کشی کرنے والو! آؤ اور زاہدِ اعظم عیسیٰ ابنِ مریم (علیہ السّلام) کی شادی دیکھو۔

(مکاشفۃ القلوب)

Marfat.com

دو قابلِ عبرت اور دو صاحبِ عزت عورتیں

واہلہ یہ حضرت نوح علیہ السلام کی بیوی تھی اس کو ایک نبی برحق کی زوجیت کا شرف حاصل ہوا اور برسوں یہ اللہ کے نبی کی صحبت سے سرفراز رہی مگر اس کی بدنصیبی قابلِ عبرت ہے کہ اس کو ایمان نصیب ہوا بلکہ یہ حضرت نوح علیہ السلام کی دشمنی اور توہین و بے ادبی کے سبب سے بے ایمان ہو کر مرگئی اور جہنم میں داخل ہوئی۔

یہ ہمیشہ اپنی قوم میں جھوٹا پروپیگنڈا کرتی رہتی تھی کہ حضرت نوح علیہ السلام مجنون اور پاگل ہیں۔ لہٰذا ان کی کوئی بات نہ مانو۔

واعلہ یہ حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی ہے۔ یہ بھی اللہ تعالٰی کے ایک جلیل القدر نبی کی زوجیت و صحبت سے برسوں سرفراز رہی۔ مگر اس کے سر پر بدنصیبی کا ایسا شیطان سوار تھا کہ سچے دل سے کبھی ایمان نہیں لائی بلکہ عمر بھر منافق رہی اور اپنے نفاق کو چھپاتی رہی۔ جب قومِ لوط پر عذاب آیا اور پتھروں کی بارش ہونے لگی۔ اس وقت حضرت لوط علیہ السلام اپنے گھر والوں اور مومنین کو ساتھ لے کر بستی سے باہر چلے گئے تھے "واعلہ" بھی آپ کے ساتھ تھی آپ نے فرمادیا تھا کہ کوئی شخص بستی کی طرف نہ دیکھے ورنہ وہ بھی عذاب میں مبتلا ہو جائے گا۔ چنانچہ آپ کے ساتھ والوں میں سے کسی نے بھی بستی کی طرف نہیں دیکھا اور سب عذاب سے محفوظ رہے لیکن واعلہ چونکہ منافق تھی اس نے حضرت لوط علیہ السلام کے فرمان کو ٹھکرا کر بستی کی طرف دیکھ لیا اور شہر کو الٹ پلٹ ہوتے دیکھ کر چلانے لگی کہ "یَا قَوْمَاہُ" ہائے رے میری قوم یہ زبان سے نکلتے ہی ناگہاں عذاب کا ایک پتھر اس کو بھی لگا اور یہ بھی ہلاک ہو کر جہنم رسید ہو گئی۔

آسیہ آسیہ بنت مزاحم رضی اللہ تعالٰی عنہا۔ یہ فرعون کی بیوی ہیں۔ فرعون تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا بدترین دشمن تھا لیکن حضرت آسیہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے جب جادوگروں کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں مغلوب ہوتے دیکھ لیا تو فوراً ان کے

دل میں ایمان کا نور چمک اٹھا اور وہ ایمان لے آئیں۔ جب فرعون کو خبر ہوئی تو اس ظالم نے ان پر بڑے بڑے عذاب کیے۔ بہت زیادہ زدوکوب کے بعد چومیخا کر دیا یعنی چار کھونٹیاں گاڑ کر حضرت آسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے چاروں ہاتھوں پیروں میں لوہے کی میخیں ٹھونک کر چاروں کھونٹوں میں اس طرح جکڑ دیا کہ وہ ہل بھی نہیں سکتی تھیں اور بھاری پتھر سینہ پر رکھ کر دھوپ کی تپش میں ڈال دیا اور دانہ پانی بند کر دیا لیکن مصائب و شدائد کے باوجود وہ اپنے ایمان پر قائم و دائم رہیں اور فرعون کے کفر سے خدا کی پناہ اور جنت کی دعا مانگتی رہیں اور اسی حالت میں ان کا خاتمہ بالخیر ہو گیا اور وہ جنت میں داخل ہو گئیں اور ابن کیسان کا قول ہے کہ وہ زندہ اٹھا کر جنت میں پہنچا دی گئیں۔

مریم مریم بنت عمران رضی اللہ عنہا یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ ہیں۔ چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کے شکم سے بغیر باپ کے پیدا ہوئے اس لیے ان کی قوم نے طعن اور بدگوئیوں سے ان کو بڑی بڑی ایذائیں پہنچائیں مگر یہ صابر رہ کر اتنے بڑے بڑے مراتب و درجات سے سرفراز ہوئیں کہ خداوند قدوس نے قرآن مجید میں ان کی مدح و ثنا کا بار بار خطبہ ارشاد فرمایا۔ ان چاروں عورتوں کے بارے میں قرآن مجید نے سورۂ تحریم میں فرمایا جس کا ترجمہ یہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کافروں کی مثال دیتا ہے۔ جیسے حضرت نوح علیہ السلام کی عورت (واہلہ) اور حضرت لوط علیہ السلام کی عورت (واعلہ) یہ دونوں ہمارے دو مقرب بندوں کے نکاح میں تھیں پھر ان دونوں نے ان سے دغا کیا تو وہ دونوں پیغمبر ان دونوں عورتوں کے کچھ کام نہ آئے اور ان دونوں دونوں عورتوں کے بارے میں خدا کا یہ فرمان ہو گیا کہ تم دونوں جہنمی عورتوں کے ساتھ جہنم میں داخل ہو جاؤ اور اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی مثال بیان فرماتا ہے۔ فرعون کی بیوی (آسیہ) جب انہوں نے عرض کی اے میرے رب! میرے لیے اپنے پاس جنت میں گھر بنا اور مجھے فرعون اور ان کے کام سے نجات دے اور مجھے ظالم لوگوں سے نجات بخش اور عمران کی بیٹی مریم جس نے اپنی پارسائی کی حفاظت کی تو ہم نے اس میں اپنی طرف کی روح پھونکی اور اس نے اپنے رب کی باتوں اور اس کی کتابوں کی تصدیق کی اور فرمانبرداروں میں سے ہوئی۔ (سورۂ تحریم)

Marfat.com

ابولہب کی بیوی کو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نظر نہ آئے

جب سورہ "تبت یدا" نازل ہوئی اور ابولہب اور اس کی بیوی "اُمِّ جمیل" کی اس سورۂ مبارکہ میں مذمت اتری تو ابولہب کی بیوی اُمِّ جمیل غصّہ میں آپے سے باہر ہو گئی اور ایک بہت بڑا پتھر لے کر وہ حرمِ کعبہ میں گئی۔ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں تلاوت فرما رہے تھے اور قریب ہی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰے عنہ بیٹھے ہوئے تھے۔ "اُمِّ جمیل" بڑبڑاتی ہوئی آئی اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرتی ہوئی، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰے عنہ کے پاس آئی اور مارے غصّہ کے منہ میں جھاگ بھرتے ہوئے کہنے لگی کہ بتاؤ تمھارے رسول کہاں ہیں؟ مجھے معلوم ہوا ہے کہ انھوں نے میری اور میرے شوہر کی ہجو کی ہے۔ حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا کہ میرے رسول شاعر نہیں ہیں کہ کسی کی ہجو کریں۔ پھر وہ غیظ و غضب میں بھری ہوئی پورے حرمِ کعبہ میں چکّر لگاتی پھری اور بکتی جھکتی حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کو ڈھونڈتی پھری مگر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھ سکی تو بڑبڑاتی ہوئی حرم سے باہر جانے لگی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ سے کہنے لگی کہ میں تمھارے رسول کا سر کچلنے کے لیے یہ پتھر لے کر آئی تھی مگر افسوس کہ وہ مجھے نہیں ملے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰے عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے اس واقعہ کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا کہ میرے پاس سے وہ کئی بار گزری مگر میرے اور اس کے درمیان ایک فرشتہ اس طرح حائل ہو گیا کہ آنکھ پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے کے باوجود وہ مجھے نہ دیکھ سکی۔ اس واقعہ کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔ (تفسیر خزائن العرفان ص۴۱۵)

وَاِذَا قَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَیْنَكَ وَبَیْنَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ	اور اے محبوب! جب آپ نے قرآن پڑھا تو ہم نے آپ پر اور اُن میں جو آخرت

Marfat.com

بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا ۝ پر ایمان نہیں لاتے ایک چھپا ہوا پردہ ڈال دیا۔

(بنی اسرائیل رکوع ۵ پارہ ۱۵)

درس ہدایت

اُمِّ جمیل انکھیاری ہوتے ہوئے اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے کے باوجود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس ہی سے تلاش کرتی ہوئی بار بار گزری مگر وہ آپ کو نہیں دیکھ سکی بلاشبہ یہ ایک عجیب بات ہے اور اس کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزہ کے سوا کچھ بھی نہیں کہا جا سکتا۔ اس قسم کے معجزات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بارہا صادر ہوئے ہیں اور بہت سے اولیاء اللہ سے بھی ایسی کرامتیں بارہا صادر ہوئی ہیں اور اولیاء کی یہ کرامتیں بھی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات ہی ہیں کیونکہ ہر ولی کی کرامت درحقیقت اُس کے نبی کا معجزہ ہوا کرتا ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ!

واصف قدا ہے آپ رسولِ عربی کا
ہمسر نہیں کونین میں ماہِ مدنی کا
کافر بھی مسلماں ہوئے گفتارِ نبی سے
یہ ہی تو ہے اک معجزہ شیریں سخنی کا

Marfat.com

اُمت کے وہ احوال جو آپ کے فرمان کے مطابق پورے ہوئے

حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خیر پوچھا کرتے تھے اور میں آپ سے شر پوچھا کرتا تھا۔ اس خوف سے کہ شر مجھ کو پالے گا۔ ایک مرتبہ میں نے عرض کی۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگ جاہلیت اور شر میں تھے کہ اللہ تعالےٰ نے ہمارے پاس یہ خیر بھیج دی۔ کیا اس خیر کے بعد بھی کوئی شر ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک ہے اور اس کے بعد دین کا تغیّر ہے؟ میں نے عرض کی۔ کہ دین کا تغیر کیوں کر ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ میری سنّت کو ترک کر کے دوسرے طریقے اختیار کریں اور میری اقتداء سے ہٹ کر دوسرے راستہ پر چلیں گے۔ میں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس خیر کے بعد کوئی شر ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک جہنّم کے دروازوں پر بلانے والے ہوں گے۔ جو ان کے بلانے کو قبول کرے گا۔ وہ اسے جہنّم میں پھینک دیں گے۔ میں نے عرض کی کہ ان لوگوں کا وصف بیان فرمائیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہتر میں کہتا ہوں۔ وہ لوگ ہم ہی میں سے ہوں گے اور ہماری زبان میں گفتگو کریں گے۔ امام اوزاعی نے فرمایا ہے کہ وہ پہلا شر جو خیر کے بعد ہے، وہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہونے والا فتنۂ ارتداد ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک زمانہ ایسا ضرور آئے گا کہ ایک شخص جو مال لے گا وہ اس بات کی پرواہ نہ کریگا کہ یہ مال حلال ہے یا حرام۔

حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس امر کا میں خوف محسوس کرتا ہوں اس سے زیادہ میری اُمت کے لیے خوفناک امر یہ ہے کہ وہ بے وقت نمازیں پڑھیں گے۔

Marfat.com

حضرت عباس بن عبدالمطلب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دین غالب ہو گا۔ یہاں تک کہ دریاؤں سے پار جائے گا۔ کہ دریاؤں میں گھوڑے ڈال دیے جائیں گے پھر ایک ایسی قوم آئے گی۔ جو قرآن پڑھے گی اور وہ کہیں گے کہ ہم نے قرآن پڑھا ہے ہم سے زیادہ قاری کون شخص ہے، ہم سے زیادہ فقیہہ کون ہے، ہم سے زیادہ عالم کون ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کی طرف متوجّہ ہوئے اور فرمایا کہ اُن لوگوں میں کوئی خیر نہیں ہے۔ اور وہ جہنّم کا ایندھن ہیں۔

سمرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب اللہ تعالےٰ تمہاری باتوں سے عجم کو بھر دے گا کہ وہ نہ بھاگیں گے عجم تمہاری لڑائی لڑیں گے اور تمہاری غنیمت کھائیں گے۔

حضرت عبداللہ بن الحارث سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اُمّت کے بعض سلاطین ہوں گے کہ جن کے دروازوں پر فتنے اس طرح فرد کش ہوں گے جیسے اونٹ بیٹھا کرتے ہیں اور وہ کسی کو جو کچھ دیں گے اس کے بدلے اس کا دین لے لیں گے۔

حجر بن عدی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اُمّت میں ایک قوم شراب پیئے گی اور اس کا کوئی اور نام رکھیں گے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کچھ دن گزریں گے، ایک شخص کہے گا کہ ایک تھیلی درہموں کے عوض کون اپنا دین فروخت کرتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آخر زمانہ میں ایک ایسی قوم ہو گی جو اس سیاہی سے خضاب کرے گی جیسے پرندوں کے پوٹے رنگین ہوتے ہیں۔ یہ لوگ

Marfat.com

جنّت کی خوشبو نہ سونگھیں گے۔

سلاتہ بنت الحر سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ میری اُمّت پر ایسا وقت آئے گا۔ جب وہ ایک ساعت کھڑے رہیں گے اور کسی امام کو نہ پائیں گے جو ان کو نماز پڑھائے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ آخر زمانے میں اپنی اُمّت پر جس شے کا خوف کرتا ہوں اس سے زیادہ مجھے خطرہ اس بات کا ہے کہ وہ نجوم پر اعتقاد رکھیں گے اور قدر کی تکذیب کریں گے اور ان پر سلطان کا ظلم ہو گا۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اُمّت کی ہلاکت تین چیزوں میں ہوگی۔ ایک عصبیّت، دوسرے تقدیر اور تیسرے وہ روایت جو بغیر وثوق کے وہ بیان کریں گے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے لوگو! تمہارا کیا حال ہو گا کہ جس وقت تمہاری عورتیں حد سے گزر جائیں گی اور تم لوگوں میں جو جوان ہوں گے۔ وہ فاسق ہو جائیں گے۔ اصحاب نے پوچھا۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ امر ہونے والا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بے شک اس سے زیادہ شدید ہونے والا ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگ کیا کرو گے۔ جس وقت تم امر بالمعروف ونہی عن المنکر ترک کردو گے۔ اصحاب نے پوچھا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ایسا بھی ہو جائے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اور اس سے شدید عمل ہونے والا ہے۔ تمہارا اس وقت کیا حال ہو گا۔ جب تم مُنکر کو معروف سمجھو گے اور معروف کو مُنکر۔

Marfat.com

حضرت انس رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ لوگوں پر ایک زمانہ وہ بھی آئے گا کہ جب وہ مسجدوں میں حلقے باندھ کر بیٹھیں گے ان کا مقصود دنیا ہوگی اور اللہ کے واسطے وہ نہ بیٹھیں گے۔ تو تم ان لوگوں میں نہ بیٹھنا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے کہ جس وقت مسلمان اپنے علماء کرام سے بغض کریں گے اور اپنے بازاروں کی عمارات کو ظاہر کریں گے اور دراہم جمع کرنے کی خاطر نکاح کریں گے۔ وہ چار اُمور میں مبتلا ہوں گے، قحط سالی، بادشاہوں کا ظلم والیان کی ضیافت اور دشمن کا غلبہ۔

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالے سے مروی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس اُمّت کے آخر میں ایسے لوگ ہوں گے جو عظیم زینوں میں سوار ہوں گے۔ یہاں تک کہ وہ مسجدوں کے دروازوں تک آئیں گے۔ ان کی عورتیں باوجود لباس کے برہنہ ہوں گی اور ان کے سروں پر ایسے جُوڑے ہوں گے جیسے لاغر اونٹوں کو نکلے ہوئے کوہان۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا کے ختم ہونے سے پہلے انسانوں میں خسف، مسخ اور قذف ہو گا۔ اصحاب نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کب ہو گا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب عورتیں زینوں پر سوار ہوں گی، گانے والیاں بکثرت ہو جائیں گی، جھوٹی گواہی دی جائے گی

حضرت معاذ بن انس رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ اُمّت ہمیشہ شریعت پر رہے گی جب تک ان میں تین باتیں

ظاہر نہ ہوں گی۔ ایک یہ کہ جب تک ان میں سے علم قبض نہ کیا جائے اور جب تک ان میں خبیث بکثرت نہ ہوں اور جب تک ان میں سقار ظاہر نہ ہوں۔ اصحاب نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سقار لوگ کون ہوتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ آخر زمانے کے لوگ ہوں گے۔ جب یہ باہم ملیں گے تو باہم سلام کے ایک دوسرے کو لعنت کریں گے۔

خذیفہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ میری اُمّت ہرگز فنا نہ ہوگی یہاں تک کہ ان میں تمانیر تمامل اور تمامع ظاہر ہوں گے۔ میں نے پوچھا تمانیر کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میرے بعد ہونے والی عصّبیت، میں نے پوچھا تمامل کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک تو بجائے دوسرے قبیلے پر جُھک جائے گا اور اس کی حرُمت کو حلال کرے گا۔ میں نے پوچھا تمامع کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بعض شہر کے لوگ دوسرے شہروں کی جانب جائیں گے اور سردار لوگ یا جماعتیں جنگ میں آمد و رفت رکھیں گے۔

ابی امامۃ الباہلی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اسلام کے ڈنڈے یکے بعد دیگرے ٹوٹ جائیں گے۔ اور جب ایک ڈنڈا رہ جائے گا تو اس کے قریب والا پکڑ لیں گے۔ سب سے پہلا ڈنڈا حکم کا نقص ہوگا اور آخری ڈنڈا نماز ہوگی۔

حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے اس طرف صبر کے دن ہیں۔ ان دِنوں میں صبر ایسا ہوگا۔ جیسے آگ کو پکڑنا اور اس وقت عامل کو پچاس آدمیوں کا ثواب ملے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے پوچھا کہ اُن لوگوں کے پچّاس کا اجر ملے گا یا ہم لوگوں میں سے پچّاس کا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگوں میں سے پچّاس کا اَجر ملے گا۔

Marfat.com

اُمّ المومنین حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ اس میں لوگ سچّے کو جھوٹا ٹھہرائیں گے اور جھوٹے کو سچّا، امانت دار خیانت کرے گا۔ اور خائن امانت دار بنایا جائے گا۔ وہ شخص گواہی دے گا جس سے گواہی طلب نہیں کی گئی ہوگی اور وہ شخص قسم کھائے گا جس سے قسم کھانے کے لیے نہیں کہا گیا ہوگا اور کمینہ طبیعت اور احمق اسعد الناس ہوگا۔

ابی امامہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ امر زیادہ نہ کرے گا مگر شدت کو اور مال زیادہ نہ کرے گا مگر اضافے کو آدمی زیادہ نہ کریں گے مگر بخل کو اور قیامت قائم نہ ہوگی مگر اشرار الناس پر۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت اس اُمّت کا آخر اس اُمّت کے اوّل کو لعنت کرے گا اور جو شخص کسی حدیث کو چھپائے گا وہ گویا اللہ تعالےٰ کی نازل کردہ کسی شے کو چھپائے گا۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آخر زمانے میں ایسی قوم آئے گی کہ جس کے چہرے انسانوں جیسے اور قلوب شیطانوں جیسے ہوں گے۔ وہ امر قبیح سے باز نہ رہیں گے۔ اگر تم ان کا اتباع کرو گے تو تم سے مدارات کریں گے اور تم ان سے غائب ہو گے تو وہ تمہاری غیبت کریں گے اور اگر تم ان سے باتیں کرو گے تو تمہاری تکذیب کریں گے اور اگر تم ان کو امانت دار بناؤ گے تو وہ تمہاری خیانت کریں گے ان کے لڑکے شوخ اور پلید ہوں گے۔ ان کے جوان شاطر ہوں گے اور ان کے بوڑھے معروف کا حکم نہ کریں گے اور منکر سے منع نہ کریں گے۔ ان کو گرامی اور عزیز کرنا ذلت ہوگی اور جو شے ان کے ہاتھوں میں ہوگی اس کا طلب کرنا فقر ہوگا۔ حلیم ان کے یہاں غاوی ہوگا معروف

Marfat.com

کا حکم کرنے والا اشہم ہوگا اور مومن ان میں ضعیف خیال کیا جائے گا اور فاسق ان میں صاحبِ شرف ہو گا۔ سنّت ان میں بدعت اور بدعت ان میں سنّت ہو گی۔ اس وقت ان پر بد مسلّط ہو گا اور نیک آدمی دعا کرے گا تو اس کی دعاء قبول نہیں کی جائے گی۔

حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ انسان بھیڑیے بن جائیں گے اور جو نہ بنیں گے تو انھیں بھیڑیے کھا جائیں گے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ انسان کو عاجزی اور بدی کے درمیان اختیار دیا جائے گا اس وقت انسان کو چاہیے کہ عاجزی اختیار کرے اور بُرائی کو ترک کر دے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اُمّت میں بھی وہی بیماریاں ہوں گی جو دیگر اُمّتوں میں ہیں اصحاب نے پوچھا۔ اُن اُمّتوں میں کیا بیماری تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تکبّر للجنۃ، مال پر اِترانا، ایک دوسرے سے چھوٹ جانا، مسادات کے طور پر رغبت کرنا، آپس میں بغض کرنا اور بُخل۔ یہ اُن اُمّتوں کی بیماریاں ہیں لوگ یہاں تک سرکشی اختیار کریں گے کہ زنا، ظلم اور زیادتی کریں گے اور حق سے تجاوز پھر آشوب اور فتنہ ہو گا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شے پہلے اس اُمّت سے اُٹھائی جائے گی وہ حیاء ہے اور امانت ہے اور اس اُمّت میں جو شے آخر میں رہ جائے گی وہ نماز ہے۔
حضرت سعدؓ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت سے

سے پہلے ایک قوم ظاہر ہوگی جو اپنی زبانوں سے اس طرح کھائیں گے جیسے گائیں کھاتی ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آخر زمانے میں عباد جاہل اور قاری فاسق ہوں گے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے خوف ناک عمل جس کے بارے میں اپنی اُمّت کا خطرہ محسوس کرتا ہوں وہ عمل قومِ لوط ہے۔

حمید الجہنی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس جبرائیلِ امین آئے اور انھوں نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ کی اُمّت میں تین اعمال ہوں گے۔ اس اُمّت سے قبل اور کسی اُمّت میں وہ عمل نہیں ہوتے ہیں۔ نباشی کریں گے۔ اور اپنے آپ کو موٹا بنا دیں گے اور عورتیں عورتوں کے ساتھ فعل کریں گی۔

ابی عمرو سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک زمانہ آئے گا اور لوگ مسجدوں میں دنیا کی باتیں کریں گے تم انکے درمیان نہ بیٹھنا۔

حضرت حسن رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک زمانہ آئے گا کہ بادشاہ سَیر اور تماشے کے لیے حج کریں گے اور امیر تجارت کے لیے اور فقراء سوال کرنے کے لیے۔

بکر بن سوادہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اُمّت میں پیدائش ہو گی۔ وہ نعمتوں میں پیدا ہوں گے اور نعمتوں سے غذا کھائیں گے۔ ان کا مقصدِ حیات یہی ہو گا کہ خوش خوراکی، خوش لباسی اور خوش گفتاری، میری اُمّت کے یہ بُرے لوگ ہوں گے۔

(خصائص الکبریٰ جلد دوئم)

Marfat.com

علاماتِ قیامت کی خبر

حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کی علامت یہ ہے کہ علم اُٹھا لیا جائے گا اور جہل پھیل جائے گا اور شراب پی جائے گی اور زنا عام ہو گا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نے پوچھا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! قیامت کب ہو گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب امانت ضائع ہونے لگے تو تم قیامت کے منتظر رہو۔ اعرابی نے پوچھا کہ امانت کیونکر ضائع ہو گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس وقت کہ معاملہ نااہل کے سپرد کیا جانے لگے تو تم قیامت کے منتظر رہو۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے پوچھا قیامت کب ہو گی؟ آپ صلی اللہ علیہ نے فرمایا اس باب میں جس سے سوال کیا جا رہا ہے، وہ سوال کرنے والے سے زیادہ باخبر نہیں ہے۔ البتہ میں تمھیں علامات بتاتا ہوں۔ جس وقت تم دیکھو کہ لونڈی اپنی مالکہ کو جنے گی، جب تم ننگے پاؤں برہنہ بدن، بہروں اور گونگوں کو روئے زمین پر اپنا بادشاہ بنا دیکھو اور جس وقت تم جانور چرانے والوں کو دیکھو گے کہ بڑی بڑی عمارتیں بنانے میں تطاول کریں گے تو یہ قیامت کی نشانیاں ہیں۔

عمرو بن العوف سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے قریب مکر و فریب کے سال ہوں گے۔ اس وقت جھوٹے کی تصدیق کی جائے گی اور سچے کی تکذیب، خائن امانت دار بنایا جائے گا اور امانتدار خیانت کرے گا اس وقت رویبضہ ناطق ہو گا۔ اصحاب نے پوچھا یا رسول اللہ

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم روبیضہ کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کمینہ اور حقیر انسان جو مخلوق کے معاملے میں دخیل ہو جائے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کی نشانیوں میں فحش تفحش اور قطع رحمی ہو گا۔ امین کو خیانت سے منسوب کریں گے اور خائن کو امین بنا دیں گے اور خائن معتمد علیہ ہو جائے گا۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کی یہ علامتیں ہوں گی کہ اولاد غصے ہوگی، اشرار بکثرت ہوں گے، اجنبیوں کے ساتھ سلوک کیا جائے گا، ارحام قطع کیے جائیں گے، ہر ایک قبیلے کے منافق اس کے سردار بن جائیں گے، محرابوں میں آرائش و نقش ہوں گے مگر قلوب ویران ہو جائیں گے اور مومن اپنے قبیلے میں غلام سے زیادہ ذلیل ہو گا۔ اور مرد مردوں کے ساتھ اور عورتیں عورتوں کے ساتھ اکتفا کریں گی، لڑکے ملک کے بادشاہ ہو جائیں گے، مرد عورتوں سے مشورہ کریں گے، ویران مقامات آباد ہوں گے۔ اور آباد مقامات ویران ہوں گے اور معازف اور آلاتِ موسیقی ہوں گے، شرابیں پی جائیں گی اور اولادِ زنا کی کثرت ہو گی۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے کسی نے پوچھا کیا وہ لوگ مسلمان ہوں گے؟ آپ نے فرمایا بے شک اور ایسے بھی لوگ ہوں گے کہ ایک شخص اپنی بیوی کو طلاق دے کر بھی اسے اپنے پاس رکھے گا اور وہ دونوں زانی ہوں گے۔

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت قائم نہ ہو گی۔ یہاں تک کہ کتاب اللہ عار گردانی جائے گی، زمانہ کا تقارب ہو جائے گا یعنی ایک زمانہ دوسرے زمانے سے قریب ہو کر مل جائے گا اور سال گھٹ جائیں گے یعنی ان کی مدت کم ہو

Marfat.com

جائے گی اور پھل کم ہو جائیں گے اور شہم لوگ امانت دار ہو جائیں گے اور امانت دار شہم کے لیے جائیں گے اور جھوٹا سچا ٹھہرایا جائے گا اور سچّا جھوٹا سمجھا جائیگا۔ فتنوں کی کثرت ہو گی، نافرمانی معصیت اور حسد اور بخل ظاہر ہو گا اور لوگوں کے درمیان امُور میں اختلاف ہو جائے گا اور ہوائے نفس کی پیروی کی جائے گی اور حاکم گمان سے حکم کرے گا اور علم قبض کر لیا جائے گا اور جہل پھیل جائے گا۔ اولاد غصّے ہو گی، سردی کا موسم گرمی کا ہو جائے گا، فحش امور ظاہر ہوں گے اور زمین خون سے سیراب ہو جائے گی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت سے پہلے فحش اور بخل ظاہر ہو گا، امین خیانت کرے گا، خائن امانت دار بنایا جائے گا، معزز اور اشراف لوگ ہلاک ہو جائیں گے اور ماتحت لوگ آقاؤں کی پرواہ نہ کریں گے اور ان پر غلبہ پالیں گے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت سے پہلے اولاد غصّہ ہو گی اور لئیم کثرت سے ہو جائیں گے اور معزز لوگ کم ہو جائیں گے اور چھوٹا بڑے پر جرأت کرے گا اور لئیم کریم پر جرأت کرے گا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قریب قیامت کے وقت مغربی چادریں بکثرت اوڑھی جائیں گی، تجارت کی کثرت ہو گی، مال کی کثرت ہو گی اور صاحبِ مال کی تعظیم اس مال کے سبب ہو گی، امور فاحش کی کثرت ہو گی اور لڑکوں کی امارت ہو جائے گی اور عورتوں کی کثرت ہو جائے گی اور سلطانِ وقت چوری کرے گا اور ناپ تول میں کمی کی جائے گی، مرد کتّے کے پلّے کی پرورش کرے گا، وہ اس کے لیے اس سے اچھا ہو گا کہ وہ اپنے بیٹے کی پرورش کرے۔ کسی بڑے کی توقیر نہیں ہو گی، کسی چھوٹے

Marfat.com

پر رحم نہ کیا جائے گا اور اولادِ زنا کی کثرت ہو جائے گی۔

ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے قریب ہونے کی علامت یہ ہو گی کہ اشرار کے مراتب بلند ہوں گے اور اخیار کے مدارج پست ہوں گے، باتوں کے دروازے کھل جائیں گے اور عمل ختم ہو جائے گا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے قریب ہونے کی یہ علامت ہو گی کہ ہلال عیاں طور پر دیکھا جائے گا۔ آدمی اس کو دیکھ کر کہیں گے کہ دو راتوں کا ہلال ہے مسجدوں میں راستہ بن جائے گا اور ناگہانی موت واقع ہو گی۔

طلحہ بن ابی صحت سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کی نشانی یہ ہے کہ آدمی ہلال کو دیکھیں گے کہ کہیں گے۔ کہ دو راتوں کا ہلال ہے حالانکہ ایک ہی رات کا ہو گا۔

ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت قائم نہ ہو گی یہاں تک کہ انسان راستے میں اسطرح جفتی کریں گے جیسے گدھے کرتے ہیں۔

ابی بکرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت قائم نہ ہو گی یہاں تک کہ قبیلے کے منافق اس کے سردار ہو جائیں گے۔

حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علاماتِ قیامت میں ایک بات یہ ہے کہ لوگ صرف اپنے شناساؤں کو سلام کیا کریں گے اور تجارت اس قدر عام ہو جائے گی کہ بیوی اپنے شوہر کی اعانت کرے گی، قطع رحمی کی جائے گی، جھوٹی گواہی دی جائے گی، شہادتِ حق کو چھپایا جائے گا، ایک شخص مسجد کے پاس سے گزرے گا

Marfat.com

مگر نماز نہ پڑھے گا۔

عداء بن الخالد سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت سے پہلے لوگ اپنے شناساؤں کو سلام کیا کریں گے اور مسجدیں راستہ بن جائیں گی۔

عبدالرحمٰن الانصاری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت قریب ہونے کی ایک علامت یہ ہے کہ بارش کی کثرت ہوگی اور نباتات کی قلت ہوگی اور قاریوں کی کثرت ہوگی اور فقیر دل کی قلت اور اُمراء کی کثرت اور امینوں کی قلت ہو جائے گی۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت نہ ہوگی مگر اس سے پہلے عرب کی سرزمین سبزہ زار اور چراگاہیں اور نہریں ہو جائیں گی اور یہاں تک کہ شتر سوار عراق اور مکہ کے درمیان سفر کرے گا مگر اسے کسی قسم کا خطرہ نہ ہوگا، سوائے راستہ بھٹکنے کے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت سے پہلے زمانہ قریب ہو جائے گا اور سال ایک ماہ کی اور ایک ہفتہ کی مثل اور ایک دن کے مثل ہو جائے گا اور دن اس طرح گزرے گا جیسے لکڑیوں یا گھاس کا گٹھا جلتا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میری اُمّت چھ اُمور کو حلال کرے گی تو اُن کی ہلاکت ہوگی وہ باہم لعنت کرنے لگیں گے، شراب پئیں گے، حریر پہنیں گے، گانے والیاں ہوں گی اور مرد، مردوں کے ساتھ اور عورتیں عورتوں کے ساتھ اکتفاء کریں گے۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرا خیال ہے کہ تم میرے بعد مسجدوں کو بلند بناؤ گے جیسے یہود نے اپنے کنیسہ اور عیسائیوں نے اپنے گرجا بلند بناتے ہیں۔

Marfat.com

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی قوم کا عمل اس وقت بُرا ہوا جب انہوں نے مسجدوں کو سنہری نقش و نگار سے آراستہ کر لیا۔

حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ قیامت سے قبل لوگ میراث تقسیم کرنا چھوڑ دیں گے اور دشمن کی غنیمت سے خوشی نہ ہوگی۔ علاّمہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امر اوّل پایا گیا ہے، امر ثانی کے مبادی ظاہر ہو گئے ہیں۔ اس لیے کہ صدی کے وزیروں نے بہت سے وارثوں کو ان کی میراثوں سے محروم کر دیا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعًا روایت ہے کہ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ سرزمینِ عرب سرسبز چراگاہیں اور نہریں ہو جائیں گی۔

حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعًا مروی ہے کہ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ مسجدیں راستہ بن جائیں گی، ایک شخص دوسرے شخص کو تعارف کی بنا پر سلام کرے گا، عورت اور اس کا شوہر تجارت کریں گے، گھوڑوں اور عورتوں کی قیمت گراں ہو جائے گی۔ پھر ارزاں ہوگی تو قیامت تک ارزاں رہے گی۔

(خصائص الکبریٰ جلد دوم)

★

میں نادم گنہگار تو ہے غافر
میں تکتا ہوں بس تیری چشم کرم کو
کہیں گے تعجب سے یہ اہل محشر
کہ خلیل سا خاطی بھی جائے ارم کو

★

Marfat.com

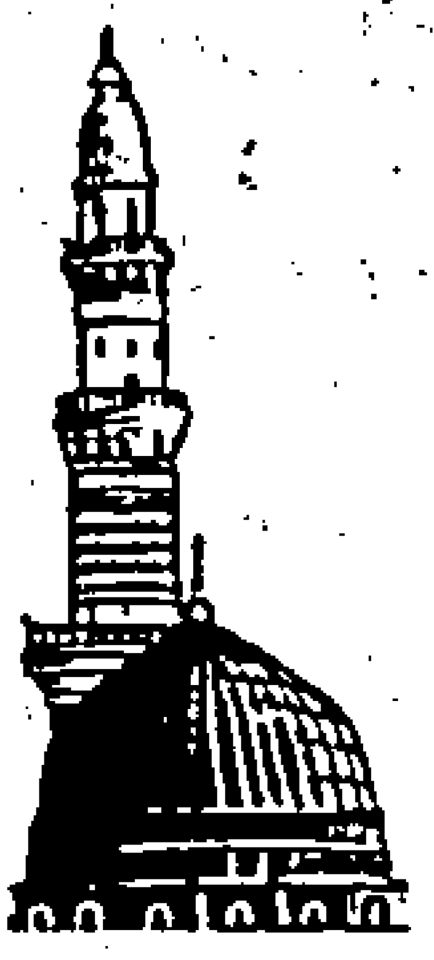

چہل حدیث

حضور پُر نور نبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص میری امت کے فائدے کے واسطے دین کے کام کی چالیس حدیثیں سنائے گا اور یاد کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن عالموں اور شہیدوں کی جماعت میں اٹھاوے گا اور فرمائے گا کہ جس دروازے سے چاہے جنت میں داخل ہو جاؤ۔ احادیث کے عظیم الشان ثواب کے لیے سینکڑوں علمائے امت نے اپنی اپنی طرز میں چہل حدیث لکھیں جو مفید عام ہوئیں۔

میری حیثیت۔ کم علمی اور حوصلہ سے بہت زیادہ تھی کہ اس میدان میں قدم رکھتا۔ لیکن جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسوہ حسنہ اور خلق عظیم کو اس نیت سے مرتب کیا کہ ہر عام فرد اس سے مستفید ہو تو مناسب معلوم ہوا کہ آخر میں حضور نبی کریم صلی اللہ وسلم کی احادیث کے مختصر جملے درج کر دیے جائیں تاکہ ہر پڑھنے والا ان کو یاد بھی کر سکے۔

Marfat.com

چہل حدیث کے نام سے احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے جو مجموعے مختلف ادوار میں مرتب ہوئے ہیں، انہیں مسلمانوں میں ہمیشہ بڑی مقبولیت حاصل رہی ہے جس کی وجہ سے شعرائے کرام نے انہیں شاعری کا لباس پہنانے کی سعادت بھی حاصل کی۔

"اربعین جامی" بھی انہی میں سے ایک ہے جس میں مشہور فارسی شاعر مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے چالیس منتخب حدیثوں کو منظوم قطعات کی لڑی میں پرو دیا ہے اور مولانا ظفر علی خاں رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں منظوم اردو قالب میں ڈھالا ہے۔ میں یہ احادیث "اربعین جامی رح" مولانا ظفر علی خاں رح کے منظوم اردو ترجمے کے ساتھ بطور تحفہ و سوغات اس کتاب کے آخری باب میں پیش کرتا ہوں۔
قارئین اکرام ان احادیث کو غور سے پڑھیں، یاد کریں اور ان پر عمل کر کے خلد بریں کے مستحق ہوں۔ آمین یارب العالمین۔

احقر العباد ڈاکٹر خلیل احمد قادری عفی عنہ

یکم ربیع الاول ۱۴۱۲ھ
مطابق
۱۱۔ ستمبر ۱۹۹۱ء بروز بدھ

Marfat.com

(۱)

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

نبی صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا:

لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یُحِبَّ لِاَخِیْہِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِہٖ

کوئی تم میں سے مومن نہیں ہوسکتا حتّٰی کہ جو چیز اپنے لیے پسند رکھتا ہو وہی اپنے بھائی کے لیے پسند کرے۔

جامی

ہر کسے را لقب مکن مومن　　گرچہ از سعی جان وتن کاہد
تا نخواہد برادرِ خود را　　آنچہ از بہرِ خویشتن خواہد

ظفر علی خانؔ

مسلمانو اسی صورت میں تم ہو اہلِ ایماں سے
کہ جو اُلفت ہے اپنے نفس سے ہو اپنے اخواں سے

(۲)

مَنْ اَعْطٰی لِلّٰہِ وَمَنَعَ لِلّٰہِ وَاَحَبَّ لِلّٰہِ وَاَبْغَضَ لِلّٰہِ فَقَدِ اسْتَکْمَلَ الْاِیْمَانَ

جو شخص اللہ کے لیے دیتا ہے اور اللہ کے لیے روکتا ہے اور اللہ کے لیے بُغض کرتا ہے، یقیناً اُس نے اپنے ایمان کو کامل کرلیا۔

جامی

ہر کہ در حُبّ و بغض و منع و عطا　　نبودش دل بغیرِ حق مائل
نقدِ ایمانِ خویش را باید　　بر محکِ قبولِ حق کامل

ظفر علی خان

عطا و منع و حُبّ و کیں ہیں جو اللہ والے ہیں!
وہی ایمان میں کامل ہیں سیدھی راہ والے ہیں!

(۳)

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِہٖ وَیَدِہٖ

مُسلم وہی ہے، جس کی زبان اور ہاتھ سے مُسلمان محفوظ رہیں۔

جامی

مُسلم آں کس بُوَد بقولِ رسُولؐ ‏ ‏ ‏ گرچہ عامی بود وگر عالم
کہ بہر جا بُوَد مُسلمانے ‏ ‏ ‏ باشد از قول و فعلِ اُو سالم

ظفر علی خاں

ترا قول اور فعل ایذا نہ دیتا ہو جو مُسلم کو
تو اے مُسلم! پہنچ جاتا ہے تُو اسلام کی حِلم میں

(۴)

خَصْلَتَانِ لَا یَجْتَمِعَانِ فِیْ مُؤْمِنٍ اَلْبُخْلُ وَسُوْءُ الْخُلُقِ

دو خصلتیں مومن میں کبھی نہیں ہو سکتیں، بُخل اور بد خُلقی۔

جامی

بذل کُن مال خُوئے نیکو وَرز ‏ ‏ ‏ راہِ ایماں اگر ہمی پُوئی
زانکہ در ہیچ مومنے باہم ‏ ‏ ‏ نشود جمع بُخل و بدخُوئی

ظفر علی خاں

سرشت اسلام کی ہے مانعِ بخل و بداخلاقی
نواقص میں ہمیشہ سے چلی آتی ہے ناچاقی

Marfat.com

۵

يَشِيبُ ابْنُ آدَمَ وَ تَشِبُّ فِيهِ خَصْلَتَانِ، الْحِرصُ وَطُولُ الْأَمَلِ

آدمی بُوڑھا ہوجاتا ہے اور اس میں دو خصلتیں جوان ہوجاتی ہیں، حرص اور لمبی اُمید۔

جامی

آدمی را زِ پیری اُفزاید ہر زماں در بنائے عُمر خلل
لیک در وَے جواں شود دو صفت حرص بر جمع مال و طُولِ اُمل

ظفر علی خاں

ہوا و حرص ہے وسمہ تمہاری زندگانی کا
بُڑھاپے پر اسی سے رنگ چڑھتا ہے جوانی کا

۶

مَنْ لَمْ يَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرِ اللهَ

جو کوئی انسان کا شکر گزار نہیں ہوتا، وہ اللہ کا بھی شکر گزار نہیں۔

جامی

بتُو نعمت کہ دست ہر کہ رسد نہ بمیدانِ شکر کوبی پای
کے بشُکرِ خُدا قیام کُند تارکِ شُکرِ بندگانِ خُدا!

ظفر علی خاں

وہ اِنساں جو نہیں منّت پذیر انساں کے احساں کا
ادا حق اُس سے ہو سکتا نہیں ہے شُکرِ یزداں کا

۷

مَنْ لَّا یَرْحَمِ النَّاسَ لَا یَرْحَمْهُ اللّٰهُ

جو آدمیوں پر رحم نہیں کرتا، اللہ اُس پر رحم نہیں کرتا۔

جامیؒ

رحم کن رحم زانکہ بر رُخِ تو   درِ رحمت جز از تو نکشاید
تا تُو بر دیگراں نہ بخشائی   ارحم الراحمیں نہ بخشاید

ظفر علی خاں

نہ آیا رحم جس کو بے کسوں اور ناتوانوں پر
لگائی مُہر اُس نے حق کی رحمت کے خزانوں پر

۸

اَلدُّنْیَا مَلْعُوْنَةٌ وَّمَلْعُوْنٌ مَّا فِیْهَا اِلَّا ذِکْرُ اللّٰهِ تَعَالٰی

دُنیا اور دُنیا میں جو کچھ ہے لعنت کے قابل ہے سوائے اللہ تعالیٰ کے ذکر کے۔

جامی

ہدفِ لعنتِ خدا آمد   دُنیا و ہر چہ ہست در دُنیا
غیرِ ذکرِ خُدا کہ صاحبِ ذکر   در دو عالم برحمت ست اَولیٰ

ظفر علی خاں

یہ دُنیا اور جو کچھ اس میں ہے لعنت کے قابل ہے
مگر جس کو خُدا یاد آئے وہ رحمت کے قابل ہے

(۹)

لُعِنَ عَبدُ الدِّینارِ وَلُعِنَ عَبدُ الدِّرهَمِ

دینار پرست اور درہم پرست ملعون ہیں۔

جامیؒ

گرچہ ہست آفتابِ رحمتِ حق　　شاملِ ذرہ ذرۂ عالم
باد ازاں دُور بندۂ دینار　　بار ازاں دُور بندۂ درہم

ظفر علی خاں

جہاں میں جس قدر ہیں درہم و دینار کے بندے
ہیں اُن کے واسطے پھیلے ہوئے پھٹکار کے پھندے

(۱۰)

دُم عَلَی الطَّھَارَۃِ یُوسَعُ عَلَیکَ الرِّزقُ

ہمیشہ پاک صاف رہو۔ روزی تم پر فراخ کر دی جائے گی۔

جامیؒ

اے کز آلودگیِ تو شب وروز　　فاقہ و فقرِ تو زیاں شود
با طہارت بباش تا بر تو　　روزیِ تنگِ تو گشادہ شود

ظفر علی خاں

اگر آلودہ داماں کو طہارت سے گرائش ہو!
تو دن تنگی کے سب کٹ جائیں روزی میں کشائش ہو

Marfat.com

(۱۱)

لَا يُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ وَّاحِدٍ مَرَّتَيْنِ

مومن ایک سوراخ سے دو دفعہ نہیں ڈسا جاتا۔

جامیؔ

دیگر از وے مدارِ چشمِ وفا ہر کہ شد با تو در جفا گستاخ
زانکہ ہرگز دوبارہ مومن را نگزد مار از یکے سوراخ

ظفر علی خاں

مکرر نیشِ عقرب کا مزا عاقل نہیں چکھتا
اسی سوراخ پر انگلی مسلماں پھر نہیں رکھتا

(۱۲)

اَلْوَعْدُ دَیْنٌ

وعدہ ایک قسم کا قرض ہے۔

جامیؔ

مرد را ہر چہ بگزرد بزباں عیب باشد ورائے آں کردن
وعدہ برصاحبِ کرم قرض است فرض باشد ادائے آں کردن

ظفر علی خاں

کسی سے وعدہ کرتے ہو تو لازم ہے وفا کرنا
کہ یہ اک قرض ہے اور فرض ہے اس کا ادا کرنا

Marfat.com

۱۳

اَلْمَجَالِسُ بِالْاَمَانَةِ

مجلسوں کے راز امانت ہیں۔

جامیؒ

اے شدہ محرمِ مجالسِ راز	رازِ ہر مجلسے امانتِ تست
مکن افشائے رازِ مجلسِ کس	زانکہ افشائے آں خیانتِ تست

ظفرعلی خاں

کسی محفل میں شامل ہو تو اس نکتہ پہ عامل ہو
کہ راز ایسی امانت اُس کی ہے تم جس کے حامل ہو

۱۴

اَلْمُسْتَشَارُ مُؤْتَمَنٌ

جس سے مشورہ لیا جاتا ہے وہ امین ہوتا ہے۔

جامیؒ

ہر کہ در مشورت امیں نشود	گرچہ باشد امینِ روئے زمیں
چوں نہاں داد آنچہ مصلحت ست	خائنش خواں بہ مصلحت نہ امیں

ظفرعلی خاں

کسی کو مشورہ دے کر وہی کچھ راز دیں سمجھے
جو اپنے آپ کو اس کے مصالح کا امیں سمجھے

(۱۵)

اَلسَّمَاحُ رِبَاحٌ

سخاوت منفعت ہے۔

جامیؒ

سُود اگر بایدت زمایۂ خویش
دستِ بخشش کُشا و بخشایش
سُودت اکنوں ستائش و فردا
در جوارِ خُدائے آسایش

ظفر علی خاں

یقینی نفع ہے جس میں سخاوت وہ تجارت ہے
خُدا کی راہ میں دینا نہیں جاتا اکارت ہے

(۱۶)

اَلدَّیْنُ شَیْنُ الدِّیْنِ

قرض دین کے لیے عیب ہے۔

جامیؒ

نکشد بہرِ مالِ دُنیا رنج
ہر کہ خواہد کمالِ بہرۂ دیں
چہرۂ دیں مکن بناخنِ دَین
تا نکاہد جمالِ چہرۂ دیں

ظفر علی خاں

نہ ڈالوائے مُسلمانوں گلے میں قرض کا پھندہ
مہاجن کی کرے کیوں بندگی اللہ کا بندہ!

Marfat.com

(۱۷)

اَلْقَنَاعَۃُ مَالٌ لَّا یَنْفَدُ

قناعت ایک ایسا مال ہے جو ختم نہیں ہوتا۔

جامیؒ

صاحبِ حرص را زخوانِ کرم　　فیضِ احسان نمی رسد ہرگز
بقناعت گرائے کایں مالیست　　کہ بپایاں نمی رسد ہرگز

ظفر علی خاں

گھٹانے سے نہیں گھٹتا قناعت مال ہے ایسا
ہے رونق اس سے گودڑ کی چھپا یہ لال ہے ایسا

(۱۸)

نَوْمُ الصُّبْحَۃِ تَمْنَعُ الرِّزْقَ

صبح کے وقت سونا روزی کو روکتا ہے۔

جامیؒ

اے کمر بستہ کسبِ روزی را　　صبح خیزی دلیلِ فیروزیست
بہر خواب صباح چشم مبند　　زانکہ ایں خواب مانعِ روزیست

ظفر علی خاں

چڑھے دن تک پڑے لیتے ہیں خراٹے جو بستر پر
نہیں رہتا کوئی حق اُن کی روزی کا مقدر پر

Marfat.com

(۱۹)

اٰفَۃُ السَّمَاحِ الْمَنُّ

احسان جتانا جُودوکرم کے لیے آفت ہے۔

جامیؒ

کے زِنعمت کسے شود دِل گرم　　چُوں بمنّت کُنند دمِ سردے
غیرِ بادِ خزانِ منّت نیست　　آفتِ روضۂ جوانمردے

ظفر علی خاں

کسی پر گر کرو احساں نہ لو بھُولے سے نام اس کا
سخاوت کا یہ ہے سُود اور لینا ہے حرام اس کا

(۲۰)

اَلسَّعِیْدُ مَنْ وُّعِظَ بِغَیْرِہٖ

سعادت مند وُہی ہے جو غیر کے حال کو دیکھ کر نصیحت پکڑے۔

جامیؒ

نیک بخت آں کسیکہ می نبرد　　رشک بر نیک بختیٔ دِگراں
سختیٔ روزگارِ نادیدہ　　پند گیرد ز سختیٔ دِگراں

ظفر علی خاں

سعادت اُس نے کی ہے ایزدِ متعال سے حاصل
ہُوئی ہے جس کو عبرت دُوسروں کے حال سے حاصل

Marfat.com

(۲۱)

كَفَىٰ بِالْمَرْءِ إِثْمًا أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ

انسان کے لیے یہ گناہ کافی ہے کہ وہ ہر ایک سُنی بات بیان کر دے۔

جامیؒ

مرد را بس ہمیں گنہ کہ قدم — از مقرِ اماں نہد بیروں
ہر کہ آید درونِ روزنِ گوش — از زبانِ خود اُو دہد بیروں

ظفر علی خان

زباں سے کان کی گر پردہ داری ہو نہیں سکتی
بڑی اس سے کوئی لغزش تمہاری ہو نہیں سکتی

(۲۲)

كَفَىٰ بِالْمَوْتِ وَاعِظًا

موت کافی ناصح ہے۔

جامیؒ

چند گیری بہ مجلسِ واعظ — پائے منبر پئے گرفتنِ پند
وعظِ تو بس "بمرگِ ہمسایہ" — نعرۂ نوحہ گر بہ بانگِ بلند

ظفر علی خان

اجل سے بڑھ کے واعظ کیا کریں گے نکتہ آموزی
جو کرنی ہے تو کر لو موت ہی سے عبرت اندوزی

Marfat.com

(۲۳)

خَیْرُ النَّاسِ اَنْفَعُهُمْ لِلنَّاسِ

سب لوگوں سے بھلا وہ ہے جو سب سے بڑھ کر نفع رساں ہے۔

جامیؒ

ایکہ پرسی کہ بہتریں کس کیست　　گویم از قول بہترین کساں
بہتریں کس کسے بود کہ ز خلق　　بیش باشد بخلق نفع رساں

ظفر علی خاں

کوئی انسان اُس انساں کے درجہ کو نہیں پہنچا
کہ جس کی ذات سے لوگوں کو نفعِ بہتریں پہنچا

(۲۴)

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ السَّهْلَ الطَّلْقَ

اللہ تعالیٰ نرم خُو اور کشادہ رُو آدمی کو دوست رکھتا ہے۔

جامیؒ

تا خُدا دوست گیردت با خلق　　یک دل و یک زبان و یک رُو باش
شاد طبع و شگفتہ خاطر زی　　نرم خُوی و کشادہ ابرُو باش

ظفر علی خاں

خُدا رکھتا ہے اُس کو دوست جو ہنس مُکھ ہو خوش خُو ہو
شگفتہ جس کی فطرت ہو کُشادہ جس کا ابرُو ہو

Marfat.com

(۲۵)

تَهَادُوا تَحَابُوا

ایک دُوسرے کو تحفے تحائف بھیج کر محبت کو بڑھاؤ۔

جامیؒ

دوستی مغز و پوست دشمنی است تا کے از مغز سوئے پوست روید
بہدایا کنید داد و ستد تا بہم زاں وسیلہ دوست شوید

ظفر علی خاں

محبت ہدیہ و سوغات دے کر بڑھ ہی جاتی ہے
جو سیلاب آئے ندی میں تو آخر چڑھ ہی جاتی ہے

(۲۶)

اُطْلُبُوا الْخَيْرَ عِنْدَ حِسَانِ الْوُجُوْهِ

نیکی اور بھلائی خوش چہرہ لوگوں سے طلب کیا کرو۔

جامیؒ

بر درِ خوبروئے منزل گیر چوں پئے حاجتے بروں آئی
تا ازاں بیشتر کہ حاجتِ تو دہد از دیدنش بیاسائی

ظفر علی خاں

ہے جس کی صورت اچھی اُس سے کرنا ہے سوال اچھا
کہ حال اچھا ہے جس کا غالباً اُس کا ہے قال اچھا

Marfat.com

(۲۷)

زُرْ غِبًّا تَزْدَدْ حُبًّا

ناغہ کر کے ملا کرو اس سے محبت بڑھتی ہے۔

جامیؒ

دیدنِ دوست دوست را گہ گہ　　چہرۂ دوستی بیار آید
زاتّفاقِ دوامِ صحبتِ شاں　　شوق کاہد ملالت افزاید

ظفر علی خانؒ

ملاقاتوں میں لطف آتا ہے کچھ مدت کی دوری سے!
گھٹاتے کیوں ہو اس کو رات اور دن کی حضوری سے

(۲۸)

طُوبٰی لِمَنْ شَغَلَہٗ عَیْبُہٗ عَنْ عُیُوْبِ النَّاسِ

اُس شخص کے لیے خوشخبری ہے جس کو اپنی عیب جوئی دوسروں کے عیوب پر نظر ڈالنے کی فرصت نہ دے۔

جامیؒ

اے خوش آنکہ بعیب بینیٔ خویش　　پیشوائے ہنر وراں گردد
عیبِ او پیشِ دیدۂ دلِ او　　پردۂ عیب دیگراں گردد

ظفر علی خانؒ

مبارک وہ ہیں جو عیب اپنے رکھتے ہیں نگاہوں میں
نظر جن کی نہیں اُلجھی ہے غیروں کے گناہوں میں

Marfat.com

(۲۹)

اَلغِنیٰ الیاْسُ مِمَّا فِی اَیدِی النَّاسِ

تونگری لوگوں کے مال و دولت سے نااُمید ہونے کا نام ہے۔

جامیؒ

گر دولت را تونگری باید | کہ تونگر دِلی نکو ہنریست
باز کش دستِ ہمت از چیزے | کہ بدستِ تصرفِ دِگریست

ظفرعلی خانؒ

اگر کرنا ہے نکتہ بے نیازی کا تجھے ازبر
تو جو کچھ دُوسروں کا ہے نہ رکھ ہرگز نظر اُس پر

(۳۰)

مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْکُہٗ مَا لَا یَعْنِیہِ

اِنسان کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ غیر ضروری اُمور کو ترک کر دے۔

جامیؒ

تا شود در جہانِ علم و عمل | شاہدِ دینِ تو جمال افزائے
زانچہ در خود نیفتدت بازیست | زانچہ لائق بناشدت باز آئے

ظفرعلی خانؒ

عیاں ہو جائے گا اسلام کی خوبی کا راز اُس سے
کہ جو کچھ بے ضرورت ہو بجا ہے احتراز اُس سے

Marfat.com

لَيْسَ الشَّدِيْدُ بِالصُّرَعَةِ اِنَّمَا الشَّدِيْدُ الَّذِیْ يَمْلِكُ نَفْسَهٗ عِنْدَ الْغَضَبِ

کسی کو پچھاڑ دینے سے کوئی قوی نہیں ہوتا۔ قوی وہی ہے جو غضب کے وقت اپنے نفس کو قابو میں رکھے۔

جامیؒ

پہلوان نیست آنکہ در کُشتی ۔۔۔ پہلوانِ دِگر بیندازد
پہلوان آں بُود کہ گاہِ غضب ۔۔۔ نفس امارا را زبوں سازد

ظفر علی خاںؒ

صفوں کو تم نے اُلٹا، پہلوانوں کو پچھاڑا بھی
مگر غصّے میں دیوِ نفس کا لنگر اُکھاڑا بھی؟

(۳۲)

لَيْسَ الْغِنٰى عَنْ كَثْرَةِ الْعَرَضِ اِنَّمَا الْغِنٰى غِنَى النَّفْسِ

تونگری مال واسباب کی کثرت کا نام نہیں ہے۔ تونگری دل کی تونگری کو کہتے ہیں۔

جامیؒ

نہ تونگر کسے بود کہ بمال ۔۔۔ کار پرداز چارہ ساز بود
آں بود کز شہودِ فضلِ خدائے ۔۔۔ از زر و مال، بے نیاز بود

ظفر علی خاںؒ

غنی اُس کو نہ سمجھو جس کے گھر میں نقرہ و زر ہو
غنی اُس کس کو کہتے ہیں کہ جو دل کا تونگر ہو

(۳۳)

اَلحَزمُ سُوءُ الظَّنِّ

آگاہی و عاقبت اندیشی یہ ہے کہ انسان مطمئن نہ ہو۔

جامیؒ

حزم مرداں بود کہ در ہمہ وقت — در حقِ خویشں بدگماں باشد
در ہمہ کار احتیاط کُند — تا زہر کید در اماں باشد

ظفر علی خاںؒ

اگر ہو تو یہی محتاط ہونے کی نشانی ہو!
کہ اپنے اُوپر انساں کو ہمیشہ بدگمانی ہو

(۳۴)

اَلعِلمُ لَا یَحِلُّ عَنہُ صَدٌّ

علم سے روکنا حلال نہیں ہے۔

جامیؒ

اے گرانمایہ مردِ دانشور — کہ تُرا علم دیں بود معلوم
مستعد را ازاں مشو مانع — مستحق را ازاں مکن محروم

ظفر علی خاںؒ

ہر اک انساں کو حق ہے علم کی دولت سے ہو فائز
کسی کو روکنا اس سے نہیں اسلام میں جائز

Marfat.com

(۳۵)

اَلْکَلِمَۃُ الطَّیِّبَۃُ لِلنَّاسِ صَدَقَۃٌ

سائل کو نیک کلمہ کہہ کر رخصت کرنا بھی صدقہ ہے

جامیؒ

سخنِ نرم، گوئے با سائل   گر زمالش نمی دہی نفقہ
زانکہ در رُوئے اہلِ حاجت ہست   قولِ خوش از مقولۂ صدقہ

ظفر علی خانؒ

اگر خالی ہو جیب اور مرتبہ سائل کا پہچانو
تو میٹھی بات کو خیرات کا نعم البدل جانو!

(۳۶)

کَثْرَۃُ الضِّحْکِ تُمِیْتُ الْقَلْبَ

بہت ہنسنا دل کو مُردہ کر دیتا ہے۔

جامیؒ

خُرم آں کس کہ بہرِ زندہ دلی   زیرِ لب خندہ را بمیرا اند
خندہ کم کُن کہ خندۂ بسیار   صد دلِ زندہ را بمیرا اند

ظفر علی خانؒ

ہنسو لیکن نہ اتنا جس سے دِل پژمُردہ ہو جائے
طبیعت ہو منغض اور مذاق افسردہ ہو جائے

Marfat.com

۳۷

اَلْجَنَّۃُ تَحْتَ اَقْدَامِ الْاُمَّھَاتِ

بہشت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے۔

جامیؒ

سرزِ مادر مکش کہ تاجِ شرف گردے از راہِ مادراں باشد
خاک شو زیرِ پائے او کہ بہشت در قدم گاہِ مادراں باشد

ظفر علی خانؒ

زمیں پھیلی ہوئی ہے جس طرح افلاک کے نیچے
یونہی جنت بھی ہے ماں کے قدم کی خاک کے نیچے

۳۸

اَلْبَلَاءُ مُوَکَّلٌ بِالْمَنْطِقِ

مصیبت آدمی کے کلام کے ساتھ وابستہ ہے۔

جامیؒ

ہر کہ شد مبتلا بہ پُر گوئی بہ بلائے عجب گرفتار است
ہر بلائے کہ میرسد بکساں بیش تر از ممرّ گفتار است

ظفر علی خانؒ

زباں اس کو نہ سمجھو ہے یہ اک آفت کا پر کالا
نہ رکھو گے جو قابو میں تو کر دے گی تہ و بالا

Marfat.com

(۳۹)

اَلنَّظَرَۃُ سَھْمٌ مَسْمُوْمٌ مِّنْ سِھَامِ اِبْلِیْسَ

بد نظری شیطان کے تیروں میں سے ایک تیر ہے۔

جامیؒ

دیدنی زلف و خالِ نامحرم ۔۔۔ دانۂ کید و دامِ تلبیس است
ہر نظر ناوکیست زہر آلود ۔۔۔ کز شست وکمانِ ابلیس است

ظفر علی خاںؒ

نظر کا تیر نامحرم پہ جب تم نے چلایا ہے!
اسے ابلیس نے زہرِ ہلاہل میں بجھایا ہے

(۴۰)

لَا یَشْبَعُ الْمُؤْمِنُ مِنْ دُوْنِ جَارِہٖ

مومن اپنے ہمسایے سے علٰحدہ کبھی پیٹ نہیں بھرتا۔

جامیؒ

ہر کہ در خطۂ مسلمانی ۔۔۔ باشد از نقدِ دیں گرانمایہ
کے پسندد کہ خود بخسپد سیر ۔۔۔ بنشید گرسنہ ہمسایہ

ظفر علی خاںؒ

نہیں ہے شائبہ تک اس میں اے مسلم تری خو کا
کہ خود تو پیٹ بھر کر کھائے ہمسایہ رہے بھوکا

Marfat.com

صرف ۵ منٹ میں

۹۔ قرآن پاک اور ایک ہزار آیات پڑھنے کا ثواب حاصل کریں

ایک تو پورے قرآن پاک پڑھنے کی جو فضیلت ہے اس کی برابری نہیں ہو سکتی۔ دوسرا اللہ تعالیٰ کا خاص کرم اس اُمتِ محمدی پر ہے کہ اس نے ان چھوٹی چھوٹی سورتوں کے پڑھنے پر کتنی بڑی فضیلت دے رکھی ہے جو ذات قرآن پاک کے چھوٹے سے حصّے کی تلاوت کرنے پر اتنا بڑا انعام دے رہی ہے وہ پورے قرآن پاک کی تلاوت پر راضی ہو کر کتنا اجرِ عظیم دے گی۔

سُوْرَۃُ الْفَاتِحَہ تین مرتبہ پڑھنے کا ثواب ۲۔ قرآن پاک پڑھنے کے برابر ہے
(رواہ عبداللہ بن عباس بحوالہ تفسیر مواہب الرحمٰن ص۱۵ ج۱)

اٰیَۃُ الْکُرْسِیّ چار مرتبہ پڑھنے کا ثواب ایک قرآن پاک پڑھنے کے برابر ہے۔
(رواہ احمد بحوالہ تفسیر مواہب الرحمٰن جلد ا ص۱۱)

سُوْرَۃُ الْقَدْرِ چار مرتبہ پڑھنے کا ثواب ایک قرآن پاک پڑھنے کے برابر ہے۔
(فردوس دیلمی بحوالہ مسند احمد حاشیہ جلد ا ص۲۸۲)

سُوْرَۃُ الزِّلْزَال دو مرتبہ پڑھنے کا ثواب ایک قرآن پاک پڑھنے کے برابر ہے۔
(ترمذی جلد ۲ ص۱۷)

سُوْرَۃُ الْعَادِیَاتِ دو مرتبہ پڑھنے کا ثواب ایک قرآن پاک پڑھنے کے برابر ہے۔
(رواہ ابو عبیدہ بحوالہ تفسیر مواہب الرحمٰن جلد ا ص۱۴۳)

سُوْرَۃُ التَّکَاثُر ایک مرتبہ پڑھنے کا ثواب ہزار آیتوں کے پڑھنے کے برابر ہے۔
(بیہقی بحوالہ مشکوٰۃ شریف ص۱۹۰)

سُوْرَۃُ الْکٰفِرُوْنَ چار مرتبہ پڑھنے کا ثواب ایک قرآن پڑھنے کے برابر ہے۔
(ترمذی ص۱۱۷ جلد ۲)

Marfat.com

سُوْرَۃُ النَّصْرُ چار مرتبہ پڑھنے کا ثواب ایک قرآن پڑھنے کے برابر ہے۔
(ترمذی جلد ۲ ص ۱۱۷)

سُوْرَۃُ الْاِخْلَاص تین مرتبہ پڑھنے کا ثواب ایک قرآن پڑھنے کے برابر ہے۔
(بخاری ص ۷۵۰ جلد ۲ مسلم ص ۲۷۱ جلد ۱)

پس اتنا اگر کوئی مسلمان پڑھ لے تو نو قرآن اور ایک ہزار آیتوں کے پڑھنے کا ثواب پا سکتا ہے یعنی کم سے کم محنت اور زیادہ سے زیادہ انعام۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اس اُمّتِ محمدی پر۔ کیا ہی اچھا ہو کہ ہر مسلمان اتنا پڑھ لیا کرے۔ جس کے پڑھنے میں تقریباً ۱۵ منٹ صرف ہوتے ہیں۔ یہ چھوٹی چھوٹی سورتیں آپ چلتے پھرتے بھی پڑھ سکتے ہیں۔ یہ سورتیں پڑھ کر آپ اپنے مُردوں کو ایصالِ ثواب کر سکتے ہیں۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ۔ جس شخص نے سوتے وقت یہ کلمات تین مرتبہ پڑھے اس کے تمام گناہ معاف ہو جائیں گے خواہ وہ سمندر کی جھاگ کی مانند ہوں۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۲۱۱ جلد ۱)

حدیث شریف ہے کہ جو شخص رمضان المبارک میں قرآن مجید کا دل یٰسٓ کو پڑھے گا تو اس کے پڑھنے کی برکت سے اللہ تعالیٰ اس کے لیے دس مرتبہ قرآن پڑھنے کا ثواب لکھ دیں گے۔ (ترمذی ج ۲ ص ۱۱۶)

شبِ قدر میں پڑھنے کی دُعا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ شبِ قدر میں کیا دعا پڑھوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یہ دعا پڑھا کرو۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ۔
(ترمذی بحوالہ مشکوٰۃ صفحہ ۱۸۲)

Marfat.com

روزانہ کے اوراد

بعد نماز فجر	یا عزیز یا اللہ	۱۰۰ مرتبہ
بعد نماز ظہر	یا کریم یا اللہ	۱۰۰ 〃
بعد نماز عصر	یا جبّارُ یا اللہ	۱۰۰ 〃
بعد نماز مغرب	یا ستّارُ یا اللہ	۱۰۰ 〃
بعد نماز عشا	یا غفّارُ یا اللہ	۱۰۰ 〃

ہر نماز کے بعد آیۃ الکرسی	ایک مرتبہ
〃 〃 〃 سورہ اخلاص	دس مرتبہ
〃 〃 〃 〃 کلمہ توحید	دس مرتبہ
〃 〃 〃 〃 تسبیح فاطمہ	ایک دفعہ معہ کلمہ تمجید ایک مرتبہ
〃 〃 〃 〃 درود شریف	جس قدر زیادہ پڑھ سکے

استغفار اولیاء

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ جمیع ماکرِہَ اللہ قولاً فعلاً سمعًا ناظِرًا وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ العلیِّ الْعَظِیْمِ — روزانہ سو بار

استغفار ملائکہ

سبحان اللّٰہِ وبحمدِہٖ سبحان اللّٰہِ العظیم وَبِحَمْدِہٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ ط — روزانہ سو بار

Marfat.com

مجموعۂ سلام

بہ بارگاہِ خیر الانام

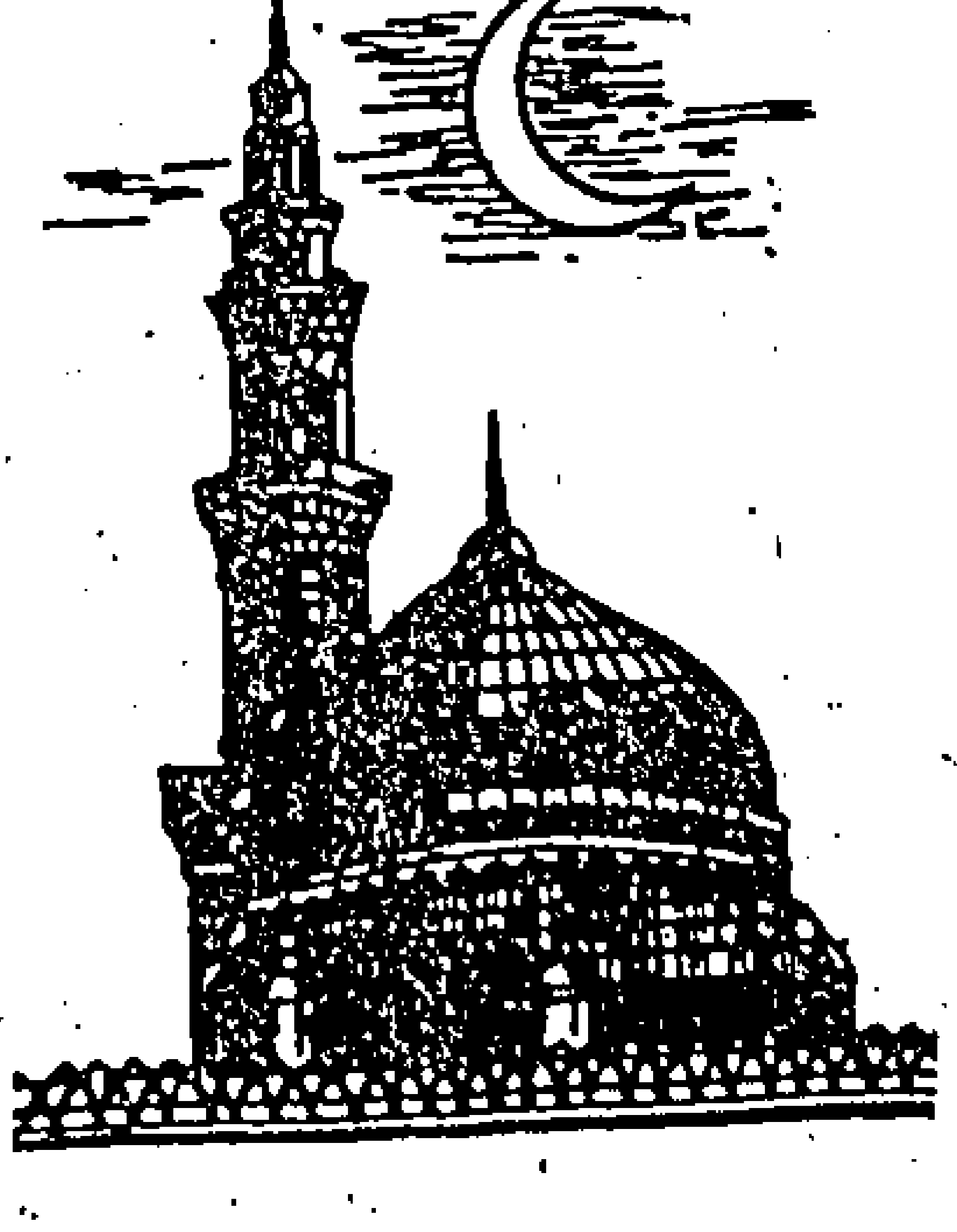

Marfat.com

تم پہ لاکھوں درود
تم پہ لاکھوں سلام

اے شہِ ہست و بُود　　تم پہ لاکھوں درود
شاہِ خیر الانام　　تم پہ لاکھوں سلام
مِدحتِ خاص و عام　　مِنّتِ ہر غلام
عاجزانہ پیام　　ذکرِ خیر الانام
سب درُود و سلام　　ذاتِ والا کے نام
خود خدائے کِرام　　روز و شب صبح و شام

بھیجتا ہے مُدام
تم پہ لاکھوں سلام

عالِم ہست و بُود　　بزمِ غیب و شہود
زندگی کا وجود　　بندگی کی قیود
تم سے سب کی نمود　　اے امیرِ جنود
اے قیام و قعود　　اے رکوع و سجود

تم پہ لاکھوں درود
تم پہ لاکھوں سلام

سیّدِ نیک نام ذوالمنن ، ذوالکرام
ہر قدم اک مقام ہر نفس اک پیام
مرجعِ خاص وعام اے ذوی الاحترام
ایک ادنیٰ غلام کر رہا ہے سلام
شاہِ خیرُ الانام
تم پہ لاکھوں سلام

شہر یارِ ارم تاجدارِ حرم
بار گاہِ حشم عارفِ کیف و کم
ذاتِ قدسی شیم اے سپہرِ نعم
اے سحابِ کرم تم کو ہر اک کا غم
تم شفیعُ الاُمم
تم پہ لاکھوں سلام

آفتابِ ہدیٰ ماہ تابِ عطا
دُرِّ بحرِ صفا معدنِ اتقا
سیّدُ الاصفیا جلوۂ حق نما
عکسِ نورِ خدا صاحبِ ہل اتیٰ
احمدِ مجتبیٰ
تم پہ لاکھوں سلام

نورِ شمس و قمر ظلمتوں کی سحر
راکبِ بحر و بر فاتحِ خیر و شر
سطوتِ بام و در راھداں ، رہبر
صادق و معتبر نطقِ شیریں اثر

Marfat.com

ذاتِ والا گہر
تم پہ لاکھوں سلام

شرحِ اُمّ الکتاب — راستی کے نصاب
کذب کے سدِّ باب — دفترِ اکتساب
سارے نبیوں کے خواب — آپ اپنا جواب
رحمتِ بے حساب — اے درِ مستجاب

اے رسالت مآب
تم پہ لاکھوں سلام

نازشِ دو جہاں — فخرِ کون و مکاں
نکتہ ور نکتہ داں — حق نگر، حق رساں
رحمتِ ہر زماں — دل بہ دل، جاں بہ جاں
راحتِ عاشقاں — رافتِ عاصیاں

مونسِ بے کساں
تم پہ لاکھوں سلام

ردِّ ہر قال وقیل — حق پہ محکم دلیل
دین کے سنگ میل — عادلِ بے عدیل
بے کسوں کے کفیل — بے بسوں کے وکیل
قاسمِ سلسبیل — لطفِ ربِّ جلیل

اے دعائے خلیل
تم پہ لاکھوں سلام

چرخ کا عرض وطول — جن کے قدموں کی دھول
جن کی شانِ نزول — نعمتوں کا حصول

جن کے روشن اُصول جیسے جنّت کے پھُول
سب ظلوم وجہول جن کو دل سے قبول
ایسے اچھے رسول
تم پہ لاکھوں سلام

سرورِ مُلکِ دیں صدرِ بزمِ یقیں
شاہِ صحرا نشیں سیّد العارفیں
رہبرِ السالکیں مظہرِ اوّلیں
حجّتِ آخریں خاتم المرسلیں
شافعِ مُذنبیں
تم پہ لاکھوں سلام

دستِ جُود و سخا بختِ شاہ و گدا
داستانِ عطا عُذر نا آشنا
فخرِ فقر و غِنا خُلق کی منتہا
خلق کا مُدّعا سب کے حاجت روا
سب کے عُقدہ کُشا
تم پہ لاکھوں سلام

واقفِ نزد و دُور سِرِّ غیب و حضور
مصدرِ ہر ظہور شانِ ربِّ غفور
زندگی کے شعور اے جسور و غیور
میرے دل کے سرور میری آنکھوں کے نور
میرے اچھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم
تم پہ لاکھوں سلام

Marfat.com

علاج ہومیو پیتھک کی برتری ★ ہومیو پیتھک سے کتنا ربط ہے اشعار کا
ڈاکٹر خلیل احمد قادری یہ دواؤں کا جوہر ہے وہ افکار کا

قادری ہومیو کلینک

ارزاں بے ضرر اور مؤثر علاج کے مراکز

۱/ دفتر "مجلس فلاح انسانیت" میں ہومیو پیتھک شفا خانہ
نزد الحسن کافی ہاؤس (1-K-7) ناظم آباد نمبر ۱ کراچی فون ۶۱۳۸۵۵
اوقات:- روزانہ ۵ بجے شام تا ۹ بجے شب

۲/ قادری ہومیو کلینک ۱۰۲ ۔ ایف جہانگیر روڈ ویسٹ
نزد یوٹیلٹی اسٹور حبیب بینک کراچی ۵ فون ۴۲۹۲۰۱
اوقات:- روزانہ صبح ۷ بجے سے ۱۲ بجے تک علاوہ پیر

۳/ قادری ہومیو کلینک ۔ مدینہ منزل A/679
بلاک ایل گلی ۱۰ نارتھ ناظم آباد کراچی فون ۶۶۴۱۸۹۵
اوقات:- صرف پیر صبح ۱۰ بجے تا ۲ دوپہر

کہنہ، پیچیدہ اور مہلک امراض کے ماہر و معتمد معالج،
اسٹیٹ بنک آف پاکستان کے منظور شدہ مشہور ہومیو پیتھک

ڈاکٹر خلیل احمد قادری

ایم ۔ بی ۔ ایچ ۔ ایس ۔ آر ۔ ایچ ۔ ایم ۔ پی (رجسٹرڈ)
سے رجوع فرمائیں

تنویر الکتابت اینڈ پرنٹنگ پوائنٹ کراچی

Marfat.com